قُل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا
المسمی بہ
RARE BOOK
دمغ الاکاذیب
مولانا السید یوسف الادیب
باهتمام مولوی
طبع شد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جل عن الحدوث والزوال والبطلان وعن الذهول والنسيان والمكان والامكان فكانت ذاته الازلية والابدية ابدا ۞ وتقدس عن الكفو والشريك والصاحبة والولد فلم يزل احدا وفردا وصمدا ۞ هو الذي نزل على رسوله وحبيبه وخاتم خلقه وسراجه المنير سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم كتابه الكريم وكلامه القديم الذي [illegible] فصحاء المشركين [illegible] وعددا [illegible]

ترجمہ — تمام تعریف ثابت ہے اللہ تعالی کو جو برتر ہے پیدا ہونے اور زائل ہونے اور باطل ہونے اور غافل ہونے اور بھولنے سے اور مکان اور زمانہ سے پس ہمیشہ ہے اس کی ذات ازلی ابدی ہمیشہ ۞ اور پاک ہے ہمسر اور شریک اور جورو اور لڑکے سے پس ہمیشہ ہے ایک اور یگانہ اور محتاج الیہ [illegible] اللہ جس نے اتارا اپنے رسول اور حبیب اور خاتم خلق اور چراغ روشن پر جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اپنی کتاب عظیم اور کلام قدیم کو ایسی سب کہ جس نے عاجز کیا [illegible]

وَمَنْ نَظَرَ اِلَى بِعَيْنِ الْخَيْبِ فِي لِبَاسِ الشَّيْبِ
مَاتَ نَدَامَةً وَّخَجَالَةً وَحَسْرَةً وَّكَمَدًا ٭ اَمَّا بَعْدُ
اَحْقَرُ السَّادَاتِ سَرَاپَا سَيِّاٰتِ الرَّاجِيْ اِلٰى رَحْمَةِ
رَبِّهِ الْغَنِيِّ الْهَادِيْ السَّيِّدُ مُحَمَّدِ الشَّهِيْرُ بِيُوْسُفِ
الْحُسَيْنِيُّ اِبْنِ مُقْتَدَ اِمِ الصُّلَحَا وَاِمَامِ الْكُمَلَا شَيْخِ
السَّادَةِ وَزِيْنَةُ الْمُحْسِنِيْنَ الَّذِيْنَ لَهُمُ الْحُسْنٰى وَزِيَادَةِ
ذِيْ الْهِمَمِ الْعَلَوِيَّةِ وَالْاَيَادِيْ الْفَاطِمِيَّةِ فَرْعُ الْاَمَاجِدْ
وَّالْهُمَامِ الْمَاجِدْ بِشِعْرٍ مَا قُلْتُ فِيْ وَصْفِهٖ شَيْئًا
لَامَدْحَهٗ ٭ اِلَّا وَجَدْتُ ثَنَاهُ فَوْقَ مَا وُصِفَ
جَامِعُ الْحَسَنَاتِ مَجْمَعُ الْبَرَكَاتِ قُدْوَةُ بَنِيْ عَلِيٍّ سَمِيِّ
اَبِيْ يُوْسُفَ النَّبِيِّ مَوْلٰنَا وَسَيِّدِنَا اَلْحَاجَ

اور جسنے دیکھا طرف اوس کلام کی خرابی کی آنکھہ سے لباس شیب مین تو مر گیا شرمندگی اور حسرت اور غم نہانی مین ٭ مشہور ٭ پیشوا ٭ بزرگ سادات ٭ علیؓ کی ہمتون والا ٭ فاطمہؓ کی قدرت والا ٭ اولاد بزرگون کا ٭ پیشوا ئے بزرگ سے نہین کہا مین نے تعریف مین اوسکی کچھہ کہ مدح کردن مین اوسکی مگر یہ کہ پایا مین نے تعریف کو اوسکی زیادہ اوس سے جو تعریف کیا گیا ٭ جامع نیکیون کا ٭ پیشوا سے اولاد علیؓ ٭ ہم نام یعقوب نبی کا۔

لسنّی یعقوب النقشبندی الاورنگ ابادی سترہ اللہ

عن کل شی یحرمہ بسیدنا محمد خیر البشر وحرسہ

ومجدہ واعلی مجدہ اہل اسلام کثرہم اللہ تعالی کی خدمت شریفہ

مین ایک ضروری بات عرض کرنا چاہتا ہر اور اوس کا سمجھنا چند مقدمات

کی تمہید پر موقوف ہر اسواسطے اولا اونکو ممہد کرتا ہر امید کہ حضرات طائفہ اسلام

اپنی عقول وہمانیات اور شعریات بلکہ مظنونات مشوبہ بالوہم سے بھی صاف کرکے

اور ادراکات کے عیون مین کحل تجرد لگا کے اوسکے ملاحظہ کیطرف میل فرماوین

پہلا مقدمہ یہ ہر کہ اللہ تعالے وتقدس قرآن مجید اور فرقان حمید کے اندر سورہ

حجر مین ارشاد فرماتا ہر انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون یہ رد ہر کفار

کے انکار تنزیل اور استہزا کا جو آنحضرت علیہ وعلی آلہ واصحابہ آلاف التحیات والتسلیمات

کے خدام ذوی الاحتشام کے ساتھ کیا کرتے تھے اور تسلیہ ہے واسطے آپکے

یعنی ہم نے باوجود اسکے کہ ہماری شان بہت بڑی ہر اور آستانہ رفیع

ہمارا نہایت بلند ہر اس ذکر کو جسکا یہ خبثا* انکار رکھتے ہین اور اوسکے عدم نزول کا

تجہیر تہمت کرکے تیری طرف نسبت جنون کی کرکے اپنا منہ کالا کرتے ہین بھیجے

---

* یہ شہر اورنگ زیب کا آباد کیا ہوا ہر جو سابق مین حیدرآباد کا پایہ تخت تھا حفاظت کرے اللہ تعالی

اوسکی [illegible] اور برکت [illegible] عزت اوسکی [illegible] تحقیق ہم نے اوتارا قرآن کو اور ہم اوسکے البتہ نگہبان ہین

[illegible] تسلی دینا ** جمع خبیث

پیغمبر پر اوتارا ہے اور ہم اوسکے حافظ ہیں - یہاں + (لہٗ) کے مرجع میں
اختلاف ہوا ہے فراء ++ کا یہ قول ہے کہ (لہٗ) کی ضمیر پیغمبر کی طرف ہے آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف تو معنی اسکے یہ ہونگے کہ ہمنے یہ ذکر اوتارا ہے
اپنے پیغمبر پر اور ہم اوس پیغمبر کے حافظ ہیں - اور اکثر کے نزدیک مرجع ذکر
یعنی قران ہے تو اس تقدیر پر اسکے معنی کئی طرح پر ہوتے ہیں - ایک یہ کہ ہم اسکے
حافظ ہیں بمعنی اسبات کے کہ اوسکو ایسا کلام معجز کر دیا ہے کہ کلام بشر سے مختلف ہے
پس اگر کوئی شخص اوسمیں زیادت یا نقصان چاہے تو ضرور ہے کہ نظم قران
میں تغییر واقع ہو جاےگی پس جسکو عقل صحیح ہوگی معلوم کرلیگا کہ یہ زیادت
یا نقصان قران سے نہیں ہے - دوسرے معنی اسطور پر ہونگے کہ اللہ تعالے نے
اوسکو ایسا محفوظ کیا ہے کہ کوئی شخص خلق میں سے اوسکے معارضہ پر قادر نہیں ہے
تیسرے معنی اوسکے محفوظ رہنے کے یہ ہیں کہ خلق کو اوسکے باطل کر دینے کی
قدرت نہیں اسطرح کہ ایک عالم کو اوسکے حفظ کرنے اور درس دینے اور شہرت
دینے کی طرف آمادہ کر دیا ہے کہ آخر یوم + بقائے تکلیف تک اوسکو شہرت دیتے چلے جاتے ہیں
اور وہ شہرت مانع رہے اوسکی تغلیط اور تکذیب سے کہ ایک شیخ مہیب نہایت معزز
معتبر فی الخلق اگر ایک حرف بھی اوسمیں سے غلطی کرے تو اوسکو نابالغ بچے لوگ
ٹوک سکتے ہیں کہ حضرت سلامت آپ کو قران غلط یاد ہے یوں نہیں یوں ہے

+ یعنی انا نحن لہ ++ یہ علم صرف کے امام کا نام ہے + روز محشر -

ایسی حفاظت غور سے دیکھیئے تو کسی کتاب کے جہان مین نہین ہوئی جو
کتاب ہے سوا اس قرآن مجید کے اوس مین کچھہ نہ کچھہ تھوڑی یا بہت
تصحیف و تحریف و تغیر داخل ہو گئی ہے اور اس کتاب کا مضمون رہنا
جمیع جہات تحریف سے باوجود دواعے متوفرہ کی یہود و نصارے وغیرہما
سے اوس کے ابطال اور افساد پر بڑا معجزہ نمایان ہے کہ تیرہ سو برس
منقضی ہوئی چشم بد دور ایک حال پر ہے اور اس ایک حال پر
رہنے سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جیسے قرآن مجید و فرقان حمید تغیر و تبدیل
و تصحیف و تحریف سے فی الالفاظ والکلمات محفوظ و مصئون ہے اسی
طرح وہ ترتیب قدیم بہی جو آج تک بدلنے نہین پائی منظور نظر عالی ہے۔
دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ حضرت سرور کائنات فخر و شرف موجودات
شید ولد آدم ظہر دعوت ہجدہ ہزار عالم صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم
نے ارشاد فرمایا خیر القرون قرنی کے لفظ سے ایک اشارہ
لطیف اس بات کی طرف ہے کہ ابوبکر سے لیکر علی رضی اللہ
عنہما تک آن حضرت علیہ و علی آلہ الاف الصلواۃ و التسلیمات کا قرن

بہت سر دعوے ※ لفظون اور کلمون مین ※ پشت و پناہ ✣ سردلد اولاد آدم
※ اچھا سب قرنون مین میرا قرن ہے۔

ہے۔

کیونکہ لفظ قرآنی مرکب ہے چار حرف سے اور ایک ایک ان میں سے اون حضرات رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے اسماء شریفہ کا آخر حرف ہے (ق) قاف آخر حرف ہے حروف صدیق یا عتیق کا کہ اونکا اسم شریف قدیم ہے اور (ر) را آخر حرف ہے حروف عمر کا۔

اور (ن) آخر حرف ہے حروف عثمان کا۔ اور ی یاء آخر حرف ہے حروف علی کا۔

اور اس لفظ سے دوسرا اشارہ اس بات کی طرف بھی ہے کہ عند اللہ مراتب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اسی ترتیب سے ہیں جس ترتیب سے خلافت واقع ہوئی۔

اور اس لفظ سے اور تیسرا اشارہ لطیفہ اس بات کی طرف بھی ہے کہ خلافت ابو بکر اور خلافت عمر اور خلافت عثمان اور خلافت علی رضی اللہ عنہم کے مجموع ایام ایک قرن ہے اور اوس کو آپ نے اپنی طرف منسوب کیا اس معنے کر کہ ان چاروں کی خلافت کے دن جز ہیں ہمارے ایام نبوت کے پس جو کچھ خاص ہماری نبوت کے

دن ٹھیرے ہین وہ جامع ہین ان کے ایّام خلافت کو یعنے قُتَمْ وُهُمْ اَجْزَاءُ قَرْنِی چنانچہ دوسری جگہ سے ثابت ہر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کہ جو کوئی شخص میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنّت پر چلے گا وہ فرقۂ ناجیہ سے ہے اور جو اون کی سنّت سے علیحدہ چلے گا اور جس نے خلاف سنّت کیا وہ بدعتی ہے اور جو بدعتی ہے وہ ناری ہے کیون کہ آپ نے فرمایا ہے کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ پس دریافت کرلو کہ جو کچھہ اون حضرات کے ایّام خلافت مین عمل درآمد ہوا ہر اوسکا خلاف بدعت ہر اور ناری ہونا ہر از انجملہ ایک امر مہام جمع وترتیب قرآن ہر جسپر سارے دین اسلام کا دار ومدار ہر اوسمین کوئی شخص سخافت رائے سے اپنا دخل اوسکے خلاف اجماع کے دینا چاہے گا تو فرقہ ناجیہ سے باہر نکل جائیگا۔

اور تیسرا مقدمہ یہ ہر کہ ایک دن سلطان انبیا خواجہ ہر دوسرا حضرت احمد مجتبیٰ محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ممبر مبارک پر جلوہ فرماکر پورب کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اسطرف سے قرن شیطان نکلے گا سو واقعی صدق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جتنے مخربین دین شیعین سے نکلے سب اوس ممبر کے

ایّام خلافت اونکے جزہین میرے قرن کی۔ • نجات پانے والا گروہ • سب نوپیدا چیز ہین گمراہی ہین اور ہر گمراہی دوزخ مین جائے گی۔

پورب ہی کی طرف سے نکلے پہلون مین مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور طلیحہ اور
پچھلون مین یہ ہندی پنچی زبان عربی سے بعض منقرا اپنے آبا و اجداد کی علی الرغم
چند حرف زیرونکے طمع مین باوجود دعوے اسلام انجیل الرسول سب کے گردنکی پر چھری
لگانیوالے ۔ شلطان المعزین امام العصات عجب ذات شریف ہے کہان کہان سے
اپنا سینگ نکالتا ہے آگے نظر اسکے کہ قرآن کی بولی ٹھیٹھ عربی ہے اگر کسی عجمی
کو اوسکے تخریب کے ہتھکنڈے نہ سکھاتا تو عقلاء روزگار پہ کھل جاتا کہ وہ یعین
اپنی قسم پوری کرنا چاہتا ہے لیکن اوس سے کچھہ بن نہین پڑتا عجم بیچارہ ایسی لسان
عربی مبین کے فہم لطائف پر کب قدرت رکھتا ہے کہ اوسمین اصلاح اور ہیر پھیر
کرے عربی بولی والونکو بہت کچھہ ورغلاتا لیکن اعجاز قرآن نے اون کے
منہ سنگ گران عجز سے کچل دیے سوا اسکے کہ اُضْحُوکۂ عالم نہین کوئی سعی
اونکی مشکور نہ ہوئی ۔ دیکھو مسیلمہ کذاب خالص خلص عربی بولی کا حاکم تھا باغوائے
شیطان لعین چند عبارات عربی کا تکٹ جوڑ کر کیا مسخرہ اور اضحوکہ عالم ہوا چنانچہ
ایک عبارت اوسکی جسکو کتاب آسمانی کا سورہ کہتا تھا یہ ہے اَلْفِیْلُ مَا الْفِیْلُ
وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْفِیْلُ مَالَہٗ خُرْطُوْمٌ طَوِیْلٌ وَاِنَّہٗ مِنْ خِلْقَۃِ
رَبِّنَا لَقَلِیْلٌ اس سورہ کو دیکھئے اور اوسکے دعوی نبوت کو اگر کبھی عرب

ش شیطان لعین + سوا ش ہاتی کیا ہے ہاتی اور نہین جانتا تو کیا ہے ہاتی وہ ہے جسکو سونڈ ہے لانبی
اور تحقیق کہ ہاتی ہمارے خدا کی مخلوق سے البتہ تھوڑی ہین ۔

سے نکلکر گھبری* گہن ٹھک کے جنگل مین آتا تو اندمن خلقہ رہتا لفلیل اس سور نین سے
نکالدالتا کہ وہان ہاتہیو نکا حساب نہین اسپنے گھر مین بیٹہا کلہا مین گرمہوڑ اکیا بعد
تمہید ان مقدمات ثلثہ کے وہ بات جسکا فہم متوقف تہا ان مقدمات پر عقلاء روزگار
کی خدمات عالیہ مین پیش کش کیجاتی ہے کہ جو شخص قران مجید کی تحریف و تصحیف و تغییر
و تبدیل کسی نہج سے چاہے تو بناء علی المقدمۃ الاولی وہ فرقہ عالیہ ناجیہ سے خارج ہوجائیگا
اور جو شخص خلفاے راشدین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین سے کے متفق علیہ بات کو بدلنا چاہے
وہ مبتدعین مین داخل اور دائرہ سنت وجماعت سی باہر ہوجائے گا اور جو شخص مبتدع
ہے وہ اہل ضلالت سی ہے اور جو اہل ضلالت سی ہے وہ بناء علی المقدمۃ
الثانیۃ ناری ہے۔ اور زمان فیض توامان نزول قرآن سے آج تیرہ سو برس تک
کوئی شخص عرب عربا سے یا عجمی قرآن کی تحریف و تبدیل اور مقابلہ پہ قادر نہین
ہوا اگرچہ شیطان لعین نے اسباب مین بڑی عرقریزیان کین اور موافق خبر
مخبر صادق ‡ ممبر شریف کے پورب کیطرف سی اپنی فہم ناقص سے کچہہ لوگ
اس کار بزرگ اور شغل سترگ کے واسطے چہلنے تھے مگر سعی اونکی بناءً علی المقدمۃ
الثالثۃ مبذول نہ ہوئی اور اوّل دور سے اس آخر زمانہ تک جس نے
اس خبیث کی اغوا ہی سر اوٹہایا اوسکو اسنے ما بجل ھار+ مین چہوڑ کر آپ غائب غلا

---

* یہ ایک بڑا جنگل ہے لکھنو کے اودتر کو اسمین ہاتی بہت ہوتے ہین۔
‡ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ + بیچ ندی

ہوا اور اوس غریب کی زدوکوب پر رحم نہ کہا یا یہ لعین بڑا بے مروت ہے
اللہ تعالی اسکی اور اوسکی دونون کی شکلین ساتھہ ہی باندہے گا چنانچہ فرماتا
ہے كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ
مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا
أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا وَذَٰلِكَ
جَزَاءُ الظَّالِمِينَ اب آپ پوچھین کہ اسبات کے مبرہن کرنے کی تمہید
مقدمات کیا ضرورت داعیہ ملجیہ لاحق ہوئی ہے؟ تو اسکا جواب یہ ہے
کہ تیرہ سو برس بعد اب پھر اوس خرف لعین نے باقتضاے خرافت کہان سے
سینگ نکالا ہے کاکوری سے وہ ایک قصبہ ہے کہ چند بھولے بھولے لوگ ہندی
وہان بستے ہین اون بھولون مین سے ایک کو جسکو شیخ رفیع الدین سعدی کہتے ہین
اوسنے لوری بنایا بھلا اوسے کوئی کہے کہ اس غریب بھولے کو جسکی مادری
زبان عربی نہین ایسے کام پر کیون آمادہ کیا ہے جسکی جو زبان مادری نہوگی
وہ اوس زبان کے اصطلاحات کب سمجھہ سکتا ہے اور جب سمجھہ نہین سکتا تو
اوسمین اپنا تصرف کیا کر سکے گا۔ کہتے ہین کہ ایک فارسی بان کسی محفل رقص
وسرود ہندی مین حاضر تھا لولی بر قاصدنے گایا موری رنگیلی چھبیلی کسینے کہا

یعنی اون یہودیون کا حال مثل شیطان کے ہے جب کہ کہتا ہے انسان سے کہ کفر کر پس جب کفر کرتا ہے کہتا ہے
کہ مین بیزار ہون تجھسے مین خوف کرتا ہون اللہ رب العالمین سے پس ہوگی عاقبت اون دونون کی
یہ کہ دو دونون ہمیشہ کو آگ مین رہین گے اور یہ جزا ہے ظالمون کی۔

آغا فہمیدی آغا نے کہا چرا نفہمیدم از شصت سال (یعنی سٹھ برس ہوئے) مین نے پوچھا فہمیدگی
آغا نے جواب دیا او ذکی شش گوئے سی سنگین میکنند یعنی ہر سال سے السنہ کا
حال ہی اور جب دوسری زبان کا فہم مشکل ہوا اور بغیر کتب لغات اور اوسکی
صرف و نحو کے اوسکے کسی جملہ کا ترجمہ نہ ہو سکا تو اوسمین کچھ اپنا تصرف کرنا اوسکا
سے خالی نہ ہوگا۔ یہ اوسمین انشگدی جو بندہ کی بندہ سے مثلہ بھیٹ ہو اوسے
اگر خدا سے کہین سابقہ پڑا تو معاذ اللہ کیسی تانا بہاری کا ڈر ہے۔ یہ شیخ
رین انکا کو رویہ باغواء رفیق المترنبین غالبا باسید احراز مال اس ترتیب تخریب
پر آمادہ ہوتے اور مآل حال یہ ہے بقول ارباب العرفان والکمال اشعار آرائت

مَا صَنَعَتْ يَدُ الْأَحْدَاثِ + فِي الشِّيبِ وَالشُّبَّانِ وَالْأَحْدَاثِ + أَوْ ذِي الْمَعَافِي
مِنْهُمْ وَالْمُبْتَلَى + وَأُولُو الصَّلَاحِ وَذُو الْفَسَادِ الْعَاثِي وَإِذَا الَّذِي
جَمَعُوهُ طُولَ حَيَاتِهِمْ + نَهْبَ الْعِدَا أَوْ قِسْمَةَ الْوُرَّاثِ + خَلَطَهُمْ بَعْضًا بِبَعْضٍ أَرْضُهُمْ مَا بَيْنَ
ذُكْرَانٍ وَبَيْنَ إِنَاثٍ + لَكِنَّهُمْ عِنْدَ الْحِسَابِ
يُمَيَّزُوا + مِنْ طَيِّبِينَ وَآخَرِينَ خَبَاثٍ +

خبر دی مجھکو کیا کیا قبر زنگی ہاتھ نے ۔ بیچ بڈھون اور جوانون اور بچون کی اور صحت والے
اونمین سے اور بیمار اور صلاح والے اور فساد والا جیران اور جو کچھ کہ جمع کیا اونہون نے
زندگی بھر اپنی ۔ غارت اعداء یا حصہ ہے وارثون کا۔

یَا مَنْ یَّسِیْرُ بِمَالِہٖ لَکَ فِی الثَّرٰی ۞ بَیْتٌ سَتَسْکُنُہٗ بِغَیْرِ اَثَاثٍ اب عقلا سے روزگار پر مکشوف صبر ہیں ہو کہ بیان سے شیخ صاحب کاکوروی کے کلمات موجزہ کی (جو اندنون رسالۂ حسن نمبر ہی گیارہ میں مرقوم ہوئی ہیں) شرح کا شف الغواص لکھی جاتی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وجہ تسمیہ

بیا باغبان خرمی سازکن ۞ گل آمد در باغ را باز کن

شیخ رفیع الدین صاحب سعدی ھداہ اللہ الی سواء الصراط کے (جنکا ارادہ قرآن کی نئی ترتیب دینے کا ہے) شاید اسلام کے کمپونڈ (حاطہ) کے باہر ولادت ہوئی ہے کہ باوجود ایسے دعوے بزرگ کے اسلام کے معنی اسلامیوں کی تصریح کے محض خلاف بیان کرتے ہیں وہ یہ کہ حق لا[illegible] فطرت خدا کا کام قران خدا کا کلام اور اون دونوں پر ایمان لانا اسکا نام اسلام ہے انتھے

قول اوّل

اوّل تو ایمان کے معنی اہل اسلام کے نزدیک اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب ہیں اور اسلام عبارت ہے مرکب اسی ایمان اور اعمال جوارح سے یعنے

ترجمہ

اے وہ جو سیر کرتا ہے ساتھ مال اپنی تیرے لیے قبر میں – گھر ہے کہ رہے گا تو اوسمین بغیر اثاثے کے –

فقط اعتقاد لانا اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت اور ماجاء بہ النبی
پر ایمان ہے اور ساتھہ اس ایمان کے نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ
کا التزام کرنا اسلام ہے یہ بزرگ انہیں دونوں (فطرت اور قرآن) پر
ایمان لانے کا نام اسلام ٹھہراتے ہیں - او نسے کوئی پوچھے کہ فقط فطرت
اور قرآن پر ایمان لانے کو جب اسلام ٹھہراتے ہو تو ہم پوچھیں گے کہ وہ اسلام
اسلام کامل ہے یا اسلام ناقص اگر ناقص ہو تو یون کہنا کہ اسکا نام
اسلام ہے غلط ہوگا کیونکہ اس فقرہ سے متبادر ہی کہ اسلام کامل ہے
اور اگر اسلام کامل ہو تو یہ اعمال صالحہ (نماز و روزہ حج و زکوٰۃ) اسلام سے
باہر نکل جائینگے - اور اگر اسکا جواب یون دین کہ قرآن پر ایمان لانے
کے معنی یہ ہین کہ سب اعمال صالحہ موافق قرآن کے بجالاوے تو پوچھا
جائے گا کہ یہ فطرت بھی قرآن کے موافق ہوگی یا کوئی چیز باہر قرآن سے
اگر وہ بھی قرآن سے ثابت ہوتی ہو تو فطرت اور قرآن دو چیزین علحدہ نہ ہوئین
جیسے نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ الگ الگ نہین ہین - اور اگر وہ قرآن سے
علحدہ کوئی چیز ہے اور قرآن سے ثابت نہین ہوتی تو یا کسی کتاب آسمانی
سے ثابت ہوتی ہوگی یا عقل فلسفی کا ایجاد ہوگا بہرحال اونکے نزدیک اسلام
عبارت ہوا اعتقاد قرآن اور اعتقاد غیر قرآن سے حالانکہ اسکا نام اسلام
کسی مسلم کے نزدیک نہین ٹھہرا - سوا اسکے ایک اور خرابی یہان ہے وہ یہ

اسمدنا سے ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن مجید میں مسلم فرماتا ہے اور بقول تمہارے اسلام عبارت ہو فطرت اور قرآن پر ایمان لانے تو ضرور ہو کہ اللہ تعالے نے اونکو بھی اسی معنی کر مسلم فرمایا ہوگا۔ حالانکہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں قرآن کا نزول نہیں ہوا تھا کہ اوسپر ایمان لاتے اور مسلم کہلاتے ۔اگر یہ کہو کہ قرآن اگرچہ اونکے وقت میں نہین اوترا مگر اونکو حکم دیا گیا تھا کہ تم ہماری فطرت اور ہمارے قرآن پر ایمان لاؤ تو مسلم ہوگے تو اس تقدیر پہی بڑی قباحت لازم آتی ہو وہ یہ کہ خدا کی کتابین چار ہین توریت انجیل زبور فرقان ان سبکو حق جاننا چاہیئے نہ صرف قرآن کو علاوہ اسکے پوچھا جاتیگا کہ فقط قرآن کا حق جاننا صرف اسلام ابراہیمی مین شرط ہو یا ہم محمدیون کے اسلام مین بھی ۔اگر یہان بھی ہو تو ؎ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ کہنا مناسب نہین بلکہ امنت باللہ وملئکتہ وکتابہ کہنا چاہیئے ۔ اور ایسا نہین کہتے بلکہ ایمان بجمیع کتب کو اسلام محمدی مین شرط ٹھہراتے ہین تواب دو حال سے خالی نہین یا ایمان بجمیع کتب اسلام ابراہیمی مین بھی شرط ہے یا نہین اگر نہین ہو تو اسلام ابراہیمی اور چیز ہے اور اسلام محمدی اور شئے پھر اللہ تعالے کا ارشاد +

؎ ایمان لایا مین ساتھ اللہ تعالے کے اور فرشتون اونکے اور کتابون اوسکی۔

+ اوسنے نام رکھا تمہارا مسلمان پہلے سے ۔

اسکے خلاف ہوا۔ اور اگر اسلام ابراہیمی مین ہی شرط ہے تو پھر ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کون ہماری فطرت اور فقط قرآن پر ایمان لاؤ تو مسلم ہوگی نہین تو نہین) کہنا بالکل کذب و بہتان نکلیگا بہرحال یہ کلمہ شیخ جی سے باقتضائے بے علمی اور بے عقلی صادر ہوا ہے یا استعلام و استدلال عاقلانہ منظور ہے عقلا و زندگان کے ایما و اشارہ سے اور یہ کلام ہی کبھی باظہار حمق و نادانی ہوا کرتا ہے تجربہ کی بات ہے پیکینونکی گھات ہے بقول حافظ؎

روزگارے شد کہ در میخانہ خدمت میکنیم | در لباس فقر کار اہل دولت میکنیم
تا نگردد وام وصل آرم ندرۂ خوشخرام | در کمین انتظار وقت فرصت میکنیم

مگر حضرات محمدیہ اسکو حمق و نادانی سمجھتے ہین جسکا مآل خیبۃ و خسران ہے دنیا مین اور نکو حیوان ناحق کے ساتھہ ایک ترتیبی مین اور آخرت مین مالک کا مملوک ہونا یقین جانتے ہین دنیا اور لذت دنیا کو بے بقا سمجھتے ہین اور ایسے ماکن ہین کو انشراد اشعار * آیا مِنْ خَلْفِہِ الْاَجَلُ * وَمِنْ قُدَّامِہِ الْاَمَلُ * اَمَا وَاللّٰہِ مَا یُنْجِیْ * لَکَ اِلَّا الصِّدْقَ وَالْعَمَلُ

---

* اے وہ شخص کہ پیچھے اوسکے موت ہے اور آگے اوسکی امیدین ہین * خبردار ہو قسم اللہ کی نہین نجات دیگا تجھکو مگر سچائی

سَلِ الْاَیَّامَ عَنْ اٰمَالٍ + کُتُبُ الْمَاضِیِیْنَ مَا فَعَلُوْا + اَمَّا

شَغَلُوْا بِاَنْفُسِہِمْ + فَصَارَ لَہُمْ بِہَا شُغُلٌ + وَصَارُوْا

فِیْ بُطُوْنِ الْاَرْضِ + صَرْعٰی رَہْنٌ بِمَا عَمِلُوْا + وَکَانُوْا

قَبْلَ ذٰلِکَ ذَوِی الٰ + مَا بَالُہُمْ اَیْنَمَا نَزَلُوْا + وَکَانُوْا

یَاْکُلُوْنَ اکْلًا + بِبَیْتِ اللّٰہِ نُبًّا فَقَدْ اُکِلُوْا + +

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

اسکے آگے انکی اور عقلمندی دیکھیے وہ فرماتے ہین کہ رفو اُدھر حق و باطل کی تمیز در فارمران قوم کی جہان بین سے نے اسلام کی افضلیت اور سچائی مین کچھہ شبہ باقی نہین رکھا مفسرین کی تفسیرون علماے متقدمین اور متاخرین کے تصنیفات اور بزرگان دین کی تحقیقات نے وہ تمام خدشات لوگون کے دلون سے مٹا دیے جو جہالت کے باعث اونکے متعصب دلون مین جاگزین تھے انتھی یہ دو باتین ہوئین ایک یہ کہ حق و باطل کی تمیز اور رفارمران قوم کی جہان بین سے نے اسلام کی افضلیت اور سچائی مین کچھہ شبہ باقی نہین رکھا دوسری بات یہ کہ مفسرین کی تفسیرون اور متقدمین اور

سوال کر تو زمانہ کو صاحبان ملک سے + ہماری جو گذر گئی ہین کہ کیا کیا اون لوگون نے ایا نہین شغل کیا اونہون نے ساتھہ ذات اپنی کی + پس ہو گیا واسطے اونکے ساتھہ اون کے نفسون کے شغل۔ پس گئے بیچ بطون ارض کے + اور مرہون ہوئے سبب اسکی جو عمل کیے تھے۔ اور تھے وہ اسکے صاحب ہیئت + جہان کہین اوترتے تھے۔ اور تھے کہ کھاتے تھے طیبات + دینا اسی تحقیق کہ کھائی گئی +

متاخرین کے تصانیف اور بزرگان دین کی تحقیقات نے لوگون کے دلی خدشات مٹا دیے تو پہلے سے فقط افضلیت اور سچائی ثابت ہوئی ۔ اور دوسرے سے جاہلانہ خدشات دفع ہوئے ۔ اسپر کوئی پوچھے کہ حق و باطل کی تمیز کوئی فطری چیز ہے یا اسکے بہی حصول کا سبب تفاسیر مفسرین اور تصانیف متقدمین اور متاخرین اور تحقیقات بزرگان دین ہیں ۔
شق ثانی پر لازم آتا ہی کہ قبل وجود تفاسیر و تصانیف متقدمین و متاخرین اور تحقیقات بزرگان دین اسلام کی افضلیت اور سچائی مین شبہ تہا جب سے یہ تفاسیر وغیرہا پیدا ہوے اسلام کی افضلیت اور سچائی مین بہی شبہ نہین رہا اور خدشات جاہلانہ بہی دفع ہوے حالانکہ یہ بات محض غلط ہے قرن اوّل کے لوگون کو جو اعتقاد افضلیت اور سچائی قرآن کا تہا وہ پچہلون کو کہان حاصل ہوا کہ اگلون نے اپنی جانین او سپر نثار کر دین اور قربان ہو گئے اور شق اوّل پر یعنے حق و باطل کی تمیز فطری ہو تو تمہاری تصریح کے موافق یہ تمیز فقط صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل ہو گی نہ پچہلونکو تو لازم آتا ہی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے زمانہ مین لوگون کے دلون سے خدشے نہین مٹے فقط افضلیت قرآن کی اور اوسکی سچائی ثابت ہوئی یہ بن مانسون کی سی بات ہی کہ قبل خدشات مٹنے کے افضلیت اور سچائی ثابت ہو ۔ ہان اگر یہ کہو کہ وہ خدشات تمیز فطری کے وقت مین

پیدا ہوے تہے پیچہے سے پیدا ہوے جو تفاسیر وغیرہا کے ذریعہ سے مٹے تو تمیز واجب تہا کہ (جو خدشے تمیز فطری کے بعد پیدا ہوے وہ بذریعہ تفاسیر وغیرہا کے مٹ گئے) کہتے نہ یہ کہ تفاسیر وغیرہا سے وہ تمام خدشات لوگون کے دلون سے مٹا دیے جو جہالت کے باعث اونکے متعصب دلون مین جاگزین تہے۔

يَا أَيُّهَا الشَّيْخُ كُلُّ مَا تَقُولُ غَلَطٌ + وَكُلُّ مَا تَفْعَلُ سَخَطٌ
أَظُنُّ أَنَّ فِي عَيْنَيْكَ أَيُّوجَدُ أَنِّي عَشَا + وَعَلَى
قَلْبِكَ غِشَا + لِأَنَّكَ سَكَنْتَ بِهٰذِهِ الْمُزَخْرَفَاتِ
إِلَى دَارِ الدَّوَائِرِ + وَانْحَرَفْتَ لِيَ وَإِلَى الدِّينِ
إِلَى عَرْفِ جُرْفٍ هَائِرٍ + أَنْتَ رَاحِلٌ وَ تَظُنُّ
أَنَّكَ مُقِيمٌ لَابِثٌ + وَغَافِلٌ عَنْ مُلِمٍّ قَلِيلٍ حَادِثٍ
أَشْعَارٌ إِسْكُدْ خُ لِنَفْسِكَ قَبْلَ الْمَوْتِ فِي مَهَلٍ +
وَلَا تَكُنْ جَاهِلًا بِالْحَقِّ مُرْتَابًا + إِنَّ الْمَنِيَّةَ مَوْرُودٌ
مَنَاهِلُهَا

+ اے شیخ جو کچہہ کہ تو کہتا ہے غلط ہے اور جو کچہہ کرتا ہے وہ کام ناراضی کا ہے مین گمان کرتا ہون کہ بصیرت مین تیری خلل ہے اور دل پر تیرے پردہ ہے اسواسطے کہ تو نے سکون کیا ساتہہ ان لغویات کیطرف تمام دنیا کی اور پہر گیا تو بسبب زوال دین ضعیف کناری کہائیں گرنیوالی کی تو چلنیوالا ہے اور گمان کرتا ہے کہ مین مقیم ہون ٹہرنیوالا اور غافل ہے تو جمع کی ہوئی چیز سے جو تہوڑی حادث ہے کوشش کر واسطے نفس اپنے کے آگے موت کے بیچ مہلت کے + اور نہ ہو تو جاہل ساتہہ حق کے شک کرنیوالا + تحقیق کہ موت جا درود ہین انہار اوسکے۔

لَا بُدَّ مِنْهَا وَلَوْ عُمِّرْتَ أَحْقَابَا + وَفِي اللَّيَالِي
وَفِي الْأَيَّامِ مُخْبِرَةٌ + بِمَنْ دَادَ فِيهَا ذَوُو الْأَلْبَابِ
أَنْبَابَا + بَعْدَ الشَّبَابِ يَصِيرُ الصُّلْبُ مُنْحَنِيًا +
وَالشَّعْرُ بَعْدَ سَوَادٍ كَانَ قَدْ شَابَا + كَمْ
مِنْ مَهِيبٍ عَظِيمِ الْخَيْلِ مُحْتَفِلٍ + دُونَ
السُّرَادِقِ خُرَّاسًا وَحُجَّابَا + أَضْحَى صَغِيرًا
ذَلِيلَ الشَّأْنِ مُنْفَرِدًا + وَمَا يَرَى عِنْدَهُ

فِي الْقَبْرِ

بَوَّابَا

اسکے بعد اور کچھ فرماتے ہین جس سے اونکی لیاقت کا ثبوت ہوتا ہے وہ یہ کہ (قولہ اسلام کی خوبیان کچھ اسلام کی سوسائٹی تک محدود نہین بلکہ علمائے مسیحی نے منصفانہ رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ظاہر فرمائی ہی اوس سے وہ اعتراضات جو خبث اور تعصب مذہبی کے آئینہ ہین بالکل مٹ گئے انتہٰی) اس شخص کے اس کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت

ضرور ہی اوس سے اگرچہ تو زندگی دیے جائے بے انتہا
اور یہ راتون اور دنون کے تجربہ ہی + زیادہ ہوتے ہین صاحب عقل عقلونکو۔ بعد جوانی کے
ہو جاتی ہی پیٹ ٹیڑھی + اور بال بعد سیاہی کے ہو جاتے ہین سفید۔ بہت ہیبت والے بڑی عزت والے
ٹھہراتے ہین + پاس پردون کے نگاہبان اور حاجب + ہو جاتا ہی چھوٹا بے عزت اکیلا + نہین دیکھتا ہی
نزدیک اپنے بیچ قبر کے دربان کو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت اور رسالت پر فقط عیسائی لوگ اپنے خبث باطنی اور تعصّب مذہبی سے اعتراضات رکھتے تھے وہ اونکے علما کی منصفانہ رائے سے بالکل مٹ گئے حالانکہ جسکو اسلام سے زیادہ دشمنی ہے اونکے اعتراضات اسلام پر زیادہ ہونگے مثل یہود اور مشرکین کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَتَجِدَنَّ

اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ

وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ

بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا

وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

پس حصر کر دینا خبث باطنی اور تعصّب مذہبی کا فقط مسیحیون مین اور اونہین کے علما کی منصفی کو موجب دفع اعتراضات ٹھہرانا سراسر بے عقلی کی بات ہے ایسی عقل کا آدمی قرآن کی نئی ترتیب دینا چاہتا ہے خدا کا حفظ شامل حال ہے۔ اور اگر یون کہے کہ علمائے مسیحی کی منصفانہ رائے سے جتنے اعتراضات یہود و مشرکین کے باقتضائے خبث باطنی اور تعصب مذہبی صادر ہوئے تھے وہ مٹ گئے تو تمہارے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے اسلام کو اتنی قدرت نہ تھی

(۱) ہر آئینہ پاویگا تو بڑا دشمن مومنون کا یہود اور مشرکون کو اور ہر آئینہ پاویگا تو محبت کرنیوالا مومنون کے ساتھ اوس قوم کو جو کہتے ہین کہ ہم نصارا ہین اور سبب اسکا یہ ہے کہ نصارا مین قسیس اور راہب لوگ ہین اور وہ تکبر نہین کرتے ۔

کہ علمائے یہود اور مشرکین کے اعتراضات کو مٹا دیتے تھے جب علمائے مسیحی انکے
ساتھہ شریک ہوئے اور منصفانہ راستے پر آگئے اوسوقت جتنے اعتراضات تھے
وہ مٹ گئے افسوس تمہارے اسلام پر کہ دعوت اسلام کا کرکے علمائے اسلام
کو احمق اور نالایق ٹھہراؤ ہم عاشقانہ ہین کہ جب ایسا اعتقاد اونکے ساتھہ تمکو ہے
تو ضرور ہے کہ اپنی ترتیب مین جہان خرابی پیدا ہوگی علمائے مسیحی منصفین سے
استمداد کروگے یہ کار بزرگ تنہا تم سے نہ ہو سکے گا عجب ہیر پھیر ہین کچھہ حال
نہین کھلتا تم کسکے موافق اور کسکے مخالف فی الدین ہو کبھی مداح مسیحین ہو اور
کبھی ذوام مسلمین اور کبھی اوسکا عکس یہ تمہاری ہتکنڈے غالب ہر کہ سوا ہمارے
کسینے نہ سمجھی ہونگی بقول شاعر

کسینے دریا باندھا کسینے دستان باندھا	گر ہم نے تو تجھکو اے صنم چنگیز خان باندھا

اشعار

یَا مَنْ بِدُنْیَاہُ اِشْتَغَلْ + قَدْ غَرَّہٗ طُوْلُ الْاَمَلِ
اَوَلَمْ یَزَلْ فِیْ غَفْلَۃٍ + حَتّٰی دَنٰی مِنْہُ الْاَجَلِ +
اَلْمَوْتُ یَاْتِیْ بَغْتَۃً + وَالْقَبْرُ صَنْدُوْقُ الْعَمَلِ +
اِصْبِرْ عَلٰی اَھْوَالِھَا + لَا مَوْتَ اِلَّا بِالْاَجَلِ +

ای وہ شخص کو ساتھہ دنیا اپنی کے مشغول ہوا تحقیق فریب دیا اوسکو امید کی درازی نے + ہمیشہ رہا غفلت مین یہانتک کرنزدیک ہوئی اوس سے موت + موت آتی ہر یکایک + اور قبر صندوق ہر اعمال کا ۔ صبر کر اوپر ہولون اوسکے + کہ نہین ہر موت مگر حکم سے ۔

آ گئے آپ کی اور خوش تقریر دیکھئے فرماتے ہین (رقتی لہ قران خدا کا وہ

بے مثل کلام ہے جسکو اوسنے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان

فیض ترجمان سے خلق اللہ کو بہیجا یا اور اوسمین تمام دینی اور دنیوی بہبودیون کا دستور العمل

معاش اور معاد کی تدبیرین توحید اور خداپرستی کی پاک تاثیرین آداب

و اخلاق کی درستی کی مصالح خوف ورجا کی حالت عذاب و ثواب کے

اسباب دوزخ و بہشت کی کیفیات امور سلطنت وجہانداری کے قواعد

سیاست مدن کے ضابطے رفاہ عام کے طریقے قومی ہمدردی کی تعلیم

ہمسایہ کے ساتھہ سلوک حکمت فلسفہ منطق وغیرہا تمام علوم وفنون کا بیان شرح

وبسط سے کر کے اوسکو تمام دین و دنیا کی بہلائیون کا ملجا و ماوا قرار دیا

انتہی) اس سارے کلام کا حاصل یہ ہوا کہ قران جامع ہے تمامی حکم

نظریہ اور عملیہ کا پہر حکم نظریہ خواہ اسلامی ہون خواہ فلسفی اور حکم عملیہ خواہ تہذیب الاخلاق

ہون خواہ تدبیر المنزل خواہ سیاست مدنی یہ بہی اسلامی ہون خواہ فلسفے اور

جامع ہے فن منطق اور اور علوم وفنون کا بہی ساتھہ شرح وبسط کے۔ اسمین

اتنی بات توسیع ہے کہ یہ کتاب تہذیب الاخلاق اور تدبیر المنزل اور سیاست

مدنی کو جامع ہی خواہ اجمالاً ہو خواہ تفصیلاً مگر ذات شریف یہ نہین جانتے کہ

تہذیب الاخلاق کسے کہتے ہین او تدبیر المنزل کیا ہے۔ بہ سیاست مدنی کسکا

نام ہے۔ پہلا جملہ یعنی (اوسمین تمام دینی اور دنیوی بہبودیون کا دستور العمل

یہ جامع تھا تمامی اقسام حکم کو پھر لکھتے ہین (معاش و معاد کی تدبیرین) اس
جملہ کا حاصل اور پہلے جملہ کا ایک ہی پھر لکھتے ہین کہ (۱ توحید و خداپرستی کی پاک
تاثیرین) (۲ آداب و اخلاق کی درستی کے معاملے) (۳ اور خوف و رجا کی باتین)
(۴ عذاب و ثواب کے اسباب) (۵ دوزخ و بہشت کی کیفیات) یہ پانچ جملے تہذیب الاخلاق
مین داخل ہین حاجت تطویل کی نہ تھی فقط اتنا کہدینا کہ (جامع ہی تہذیب الاخلاق
کا) کافی تھا۔ پھر لکھتے ہین (۱ امور سلطنت و جہانداری کے قواعد) (۲ سیاست
مدن کے ضابطے) (۳ رفاہ عام کے طریقے) (۴ قومی ہمدردی کی تعلیم) یہ چار
جملے سب فن سیاست مدن مین داخل ہین حاجت تطویل کی نہ تھی۔ پھر لکھتے
ہین (ہمسایہ کے ساتھ سلوک) اس جملہ کو چاہو تہذیب الاخلاق مین داخل
کرو یا تدبیر المنزل مین۔ خیر یہانتک کی توجیہ اور اونکی طرف سے
عذر ہوسکتا ہی کہ گو ایک جملہ کا مآل اور دوسرے جملہ کا حاصل ایک ہو مگر تفصیل
مین وہ مزا ہے جو اجمال مین نہین اسواسطے ہم نے مفصلا بیان کیا مگر یہ تو
فرمائے کہ قرآن مین حکمت فلسفہ و منطق وغیرہا تمام علوم و فنون کا بیان
شرح و بسط سے کہان ہی؟

یہ کہان ہی؟ کہ جسم مرکب ہیولی اور صورت سے جز لایتجزی سے
ترکیب اوسکی ثابت نہین ہوتی۔ اور جسم متحرک اور ساکن ہوا کرتا ہے
اور حرکت کے تین قسم ہین (۱ حرکت طبعی (۲ حرکت قسری (۳ حرکت ارادی

اور حرکت ذاتی اور حرکت عرضی کس کس مقولہ مین ہوا کرتی ہے۔

اور یہ قرآن مین کہان ہر؟ کہ ہر جسم کے واسطے مکان ضرور ہے اور مکان کہتے ہین سطح باطن حاوی کو جو مماس ہو سطح ظاہر محوی کو۔ بُعد مفطور اور بُعد موہوم کو مکان نہین کہتے اور یہ قران مین کہان ہے؟ کہ ہر جسم کے واسطے حیز طبعی اور حیز غریب ہوا کرتا ہے اور یہ قرآن مین کہان ہر؟ کہ زمانہ امکان کا نام ہے اور زمانہ ازلی ابدی ہے۔

اور یہ قرآن مین کہان ہر؟ کہ فلک کی حرکت ارادی ہے اور فلک مین ایک عقل کُلّی ہے اور نفوس جزئیہ ہین اور حرکت اوسکی دائمی ہے۔

اور یہ قرآن مین کہان ہر؟ کہ ہر ایک فلک کا ہیولی علحدہ ہے اور عناصر کا ہیولی ایک ہر۔

اور یہ قران مین کہان ہر؟ کہ جوہر کا مقولہ ایک ہر اور عرض کے نو مقولہ ہین اور مقولہ جوہر کے نیچے عقل اور نفس اور ہیولی اور صورۃ اور جسم داخل ہے۔

اور یہ قرآن مین کہان ہر؟ کہ جو چیز خارج و ذہن مین محتاج مادۂ خاصہ کے نہین مگر کبھی مقارن ہو جاتی ہے اوسکے ساتھہ اوسکو علم کُلّی اور فلسفۂ اولی کہتے ہین۔ اور جو شے مقارن ہی نہ ہو اوسکو اثو لوجیا کہتے ہین۔ یہ تو فلسفہ کا حال مجملاً معلوم ہوا اب فرماسے کہ منطق کا بیان شرح و بسط سے

سے قرآن مین کہان ہے؟

قرآن مین یہ کہان ہے؟ کہ کلّی کے پانچ قسم ہوتی ہین جنس۔ فصل نوع۔ خاصہ۔ عرض عام۔

اور یہ قرآن مین کہان ہے؟ کہ ہر دو کلی مین چار نسبتون مین سے ایک نسبت ضرور ہوتی ہے خواہ تساوی کی خواہ تباین کی خواہ عام خاص مطلق کے خواہ عام خاص من وجہ کے۔

اور یہ قرآن مین کہان ہے؟ کہ لفظ مفرد کی خواہ ایک معنی ہون خواہ کئی دو حال سے خالی نہین۔ اگر ایک معنی ہونگے تو دو حال سے خالی نہین یا وہ معنی مشخص ہونگے یا نہ ہونگے۔ اگر ہونگے تو وہ مشخص جزئی ہوگا۔ اور اگر نہ ہونگے تو اوسکے بہت سے افراد ہونگے۔ پھر دو حال سے خالی نہین یا وہ سب سارے افراد پر برابر صادق آوینگے یا تفاوت سے۔ اگر برابر صادق آوین تو اوسکو کلی متواطی کہتے ہین۔ اور اگر تفاوت سے صادق آوین تو اوسکو کلی مشکک کہتے ہین۔ اور اگر لفظ مفرد کے معنی کثیر ہونگے تو پھر دو حال سے خالی نہین یا وہ لفظ ہر معنے کے واسطے موضوع ہوگا بوضع علحدہ اوسکو مشترک کہین گے۔ اور اگر ایک کے واسطے موضوع ہوا ہو اور دوسرے مین مستعمل ہو کسی علاقہ سے پھر پہلے مین مشتہر ہو تو اوسکو حقیقت و مجاز کہتے ہین۔ اور اگر دوسرے مین مشتہر ہوا ہو تو اوسکو منقول کہین گے۔ اور

علی هذا القیاس جمیع مباحث تصورات -

اور یہ قرآن مین کہان ہے؟ کہ قضیہ ایک حملیہ ہوتا ہے اور دوسرا شرطیہ اور پہر اِن دونون کے اقسام کہان ہین -

اور قرآن مین یہ کہان ہے؟ کہ قیاس دو قسم کا ہے ایک اقترانی دوسرا استثنائی -

اور قرآن مین یہ کہان ہے؟ کہ قیاس کے چار شکلین ہوتی ہین اور اونکے انتاج کے کیا کیا شروط ہین - اور علی هذا القیاس جمیع جزئیات مباحث التصدیقات ✣

اب کہو یہ سب تمہارا قول دماغ بیضہ وغ ہوا یا نہین اِسکا سبب انتہا درجہ کا تمہارا جہل ہے یہ علم ہے اور اوسپر یہ دم خم کہ قرآن کی نئی ترتیب دینے کا دعوے ہے سُبحان اللّٰہ وہ تعالی و تقدس بے پروا ہے شاید ہندوستان مین ایک دن کی سلطنت پر[✣] چام کی چکتی

✣ قصہ چام کی چکتی کا یون ہے کہ جب ہمایون بادشاہ شیرشاہ سے ہزیمت پاکر بہاگا تو راستہ مین گہبراہٹ سے گہوڑا دریا مین ڈال دیا چونکہ وہان پانی زور پر تہا اس لیے بادشاہ دریا مین مع گہوڑا ڈوبنے لگا اتفاقًا اوس دریا کے کنارے پر ایک سقہ کہڑا تہا اوسنے پانی مین کود کر بادشاہ کو تہام لیا اور کنارے پر لایا - بادشاہ نے اوس سے کہا مانگ کیا مانگتا ہے - اوسنے کہا اگر پہر خدا تمہکو اس ملک کا بادشاہ کرے تو مجہکو ایکدن تخت پر بٹہا دینا اتفاق سے بارہ برس کے بعد جب پہر ہمایون معہ افواج قاہرہ ایران ہندوستان مین آیا اور اپنی سلطنت پر قایم ہوا تو سقہ نے جاکر سلام کیا اور وعدہ یاد دلایا - بادشاہ نے موافق اپنے وعدہ کے اوسکو ایک دن تخت پر بٹہا دیا اور کہا کہ سوا ہمارے قتل کے اور جو تیرا جی چاہے سو کر - تو اوسنے اوس دن چمڑے کی چکتی مین سونے کی مینخ لگاکر روپیہ کی جاے پر چلا دیا منہ

چلایا چاہتے ہو۔

کل کو کہان وہ جام کہان وہ چھلنی ؂

یا شیخ الکاکوری إلی متی تحرص علی الدنیا

وتتناهی ستصیر وتسافر عن قلیل من الأیام

إلی الأجداث والمقابر بشغل کأنک بالنفس

قد أزعجت وأخرجت من قصرک العامر

فدبر لنفسک قبل الممات فإن اللبیب یری

الآخر ؂

ثانیا قول فاسد

آگے اسکے ایک قول طولانی ہے وہ یہ کہ (قولہ) قرآن دینی و دنیوی مقاصد کا وہ جامع و معنی قانون ہے جسکی ترمیم یا تنسیخ کی ضرورت تیرہ سو برس ہوے نہ اب تک ہوے نہ آیندہ قیامت تک ہوگی اور کیونکر ہو اگر یہی ہو تو کلام خدا اور کلام بشر مین کیا فرق رہجاوے قرآن کے بی انتہا برکتین اور لازوال رحمتین اس امر کی محتاج نہین کہ انسانی قوت بیان کا دسترس اوسکی نورانی اور

؂ اے شیخ کاکوری کے کب تک حرص کرے گا تو دنیا کی اور کب تک اس کام مین لگا رہیگا قریب ہے کہ تو جائے گا اور سفر کرے گا تھوڑے دنون مین طرف قبرون اور مقبرون کے ۔ گویا کہ تو ساتھ اپنے نفس کے ہے کہ وہ انقلاب مین ہے۔ اور گویا کہ نکالا گیا تو اپنے مکان معمور (جسم حیوان) سے ۔ پس تدبیر کر واسطے نفس اپنے کے قبل موت کے پس تحقیق کہ عقلمند دیکھتا ہے انجام کو ۔

پاک چہرہ پر تمہیدی کلمات کے ذریعہ سے ہو سکے عرب کی ابتدائی حالت
اور قرآن کے فوری اثر کو جب ہم غور کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں تو نہ ہمکو صرف
ایک معمولی حیرت بلکہ استعجاب کا بہت بڑا طلسم دکھائے دیتا ہے وہ وحشی قومیں
جنکا خونریزی ایک ادنے شعار اور کینہ پروری ایک خاص شیوہ تھا وہ قومیں
جو ایک خفیف سی مخاصمت پر اسدرجہ برانگیختہ ہو جاتی تھیں کہ جنکی خانہ جنگیاں صدیوں
تک فرو ہونے کا نام نہ لیتی تھیں جہالت جنکی گھٹی میں پڑی تھی اور بت پرستی
اور وحشیانہ حرکتیں فطرت ثانی ہو رہی تھیں تہذیب و شائستگی کا نام کوسوں
تک مفقود تھا اور حق پسندی کی ہوا بھی چھو نہ گئی تھی قرآن مجید اور فرقان حمید
کی تعلیم اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی پر جوش تلقین سے انکی
ایسی کایا پلٹ کر دی کہ دفعتہً وہ تمام فرقہ چاہ ضلالت و گمراہی سے نکلکر اسلام
کے خوشنما منظر میں اپنے ایک خدا پر جان دینے والے اور اپنے سچے
رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کی منادی بلند کرنے کے لیے
اطراف کے ملکوں میں پھیل گئے خوش اعتقادی اور مستقل ہمت کے ارادوں
نے چشم زدن میں شہنشاہ عالم کردیا۔ قیاصرہ فارس مصر اندلس
کی عظیم الشان سلطنتیں اونکے ارادونکے ساتھ اونکے قدموں کے نیچے
تھیں اونکو اپنی سچی خداپرستی پر پورا یقین اور اپنے رسول مقبول الوقت
التحیہ والثنا کے کلام پر دلی اعتماد تھا مگر ملک گیری اونکے ہواے نفسانی

کا نتیجہ نہ تہا بلکہ اشاعت کلمۃ اللہ کا صلہ تہا آخر دلی لا زوال نعمتونکی خوبیون نے
ایسا سحر سا اونکے دلونکو مسخر کر لیا تہا کہ دنیا کیطرف اونہون نے نظر اوٹہا کر بہی
نہ دیکہا وہ دنیا کو ہمیشہ زال بیوا سمجہتے رہے اور الدنیا جیفۃ و طالبہا کلاب
پر کاربند رہے آرایش و تکلفات دنیا ء یہ اونکی نظرون مین محض سراب
تہے اور ظاہری آرام و چین الدنیا سجن المومنین و جنۃ الکافرین کے خیال
سے حباب آسا غرم فسیح گیری نے اونکے دلونپر دنیا کی بے ثباتی کا
پورا نقشہ جما دیا تہا اور وہ خوب سمجہ گئے تہے کہ یہ زوال پذیر دولت
کل کہان تہی اور آج کسکے پاس ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم
اور کلام معجز نظام کے اثر نے اونکی سدر. ہ نشکار ہمنون کو آلایش دنیا سے
بالکل محفوظ رکہا اور اونکی سچی خدا پرستی نے اونکو دنیا کیطرف جہونٹون
بہی رخ نہ کرنے دیا انتہی) حاصل اس کلام طولانی کا یہ ہے کہ قرآن
ایک قانون ہے مکمل جسکی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہ آجتک ہوئی ہے اور
نہ ہوگی اور کیونکر ہو اگر ایسا ہی ہو تو کلام خدا اور کلام بشر مین کیا فرق رہجاوے
اور وہ قانون جامع ہے تمامی مکارم اخلاق کا کہ تہذیب الاخلاق اور
تدبیر المنزل اور سیاست مدنی اور فنون محاربات او سکے اقسام سے
ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تہوڑی سی مدت مین تمام بادیہ نشینان
و جفا پیشگان عرب کو تمامی فنون و اقسام و انواع و اجناس علوم سے زنان

بپیرہن آراستہ و پیراستہ کرکے اونکے ہاتھون سے سارے جہان کے
قباصرہ اور سلاطین اور اکاسرہ اور خواقین کے گردن شکنی کی
اور سبب اونکی آمادگی کا اس کار بزرگ اور شغل سترگ پر سوا اسکے اور کچھہ
نہ تہا کہ وہ ترتیبات قدیمہ قرآن کے جو رات ثلثہ مین واقع ہوئے اور
ترتیبات اوس زمانہ کے لوگونکے واسطے اور اوس زمانے کے مابعد والونکے
واسطے اسباب لحوق جوشش و خروشش و علل تامہ جانبازی و
فدائیت تہے جو اوس سے ظہور مین آئی ✤ اسکے بعد اور تہوڑا سا جاپکریہ والا
شریف کہتے ہین کہ مین بحیثیت ایک محمدی کے کہ کلام اسلام سچائی مین
سرگرم اور فرقہ حنیفہ کے پاک شرع مین کاربند ہون اور کافر ہون
اگر اسلام کو ہر امور مین غیر مذاہب پر ترجیح نہ دون لیکن مین یہ ضرور
کہونگا کہ قرآن کی ترتیب موجودہ زمانہ حال کی بہت ناموزون ہے حاصل
اس قول کا یہ ہی کہ اسلام کی سچی اور اچھے اور افضل ہونے مین کسیطرحکا
ہمکو شک نہین ـ فقط اتنی بات ہی کہ قرآن کی ترتیب قدیمہ اس زمانہ کی
مناسب نہین) ان دونون قولونکو ملاؤ تو حاصل یہ نکلتا ہی کہ قرآن مین
جتنے منافع اور اعجاز قدیم زمانہ مین تہے وہ اب تک موجود ہین کسیطرحکا فرق
نہین یعنے پہلے لوگ جسطرح اوسپر ایمان لاتے تہے اوسیطرح پر اب بہی
ایمان لاتے ہین اور جیسے عبادات اور معاملات مین اوسکے احکام مندرجہ

پہ عمل کرتے تہے وہ اب بہی ہے بلکہ ماشا و اللہ یوماً فیوماً ترقی پر ہے مگر
ایک بات جو پہلے تہی وہ اب نہین ہے وہ یہ کہ اوسکے پڑہنے اور سننے
سے دلون مین جوش آوے اور مسلمین فتوح بلاد اور ممالک ستانی پر آمادہ
ہون تو اسکا سبب سوا اسکے اور کچہہ نہین کہ ترتیب قدیم سے جس سے
مسلمین کو جوش آتا تہا وہ اس زمانے کے مناسب نہین اوسکو بدلنا
چاہیے کہ پہر ویسا ہی جوش و خروش جو پہلے ترتیب والونکو تہا اس زمانہ
والونکو بہی حاصل ہو اور سلطنتون پر اوسی جوش و خروش کے ساتہہ
حملہ کرین اور شنبیان انتظام ممالک سلاطین موجودہ حال مین خلل انداز
ہون اور نکلے ہوے ملک بضعف تاثیر ترتیب اوّل قران سے جو تحت تصرف
مسلمین اولین بزور شمشیر ہو گئے تہے پہر ہاتہہ آجائین انتہے۔ یہ ترتیب
حال کی غایت اونکے کلام سے ظاہر ہوتی ہے اگر واقع مین یہی سوجہی
ہے جیسا کہ سیاق و سباق قرین سے ظاہر ہوتا ہے تو اس ہوش
و حواس گم کردہ نے شر ابہاری سبب ذلت و خواری اسلامیان حال پیدا
کیا ہے اور وہ ممکن نہین معلوم ہوتا سوا اسکے کہ اسکا خبط ظاہر ہو۔ یہان ایک
بات کا شبہ تہا کہ قرآن مین کسیکا دخل نہین نہ ترمیم و تنسیخ مین نہ
ترتیب مین بلکہ ترتیب اوسکے توقیفی اعنی الٰہی ہے اور جب ترتیب قدیم
الٰہی ہوئی تو یہ ترتیب ثانی جس سے استمداد اور استمتاع مقصود ہے

آدمی کے نیچے خصوص ھندی سے کیونکر ہوسکے گی تو آپ ہوشیار ہو
سے تہوڑا آگے چلکے اور ایک قول او گلی ہین جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ ترتیب خلیفہ ثالث کے وقت مین ہوئی ہے۔ اور جب ترتیب اور
کیفیت بہتر مین سے وی لو دوبارہ بھی پھر ترتیب دنیا ممکن ہوا وہ
قول یہ ہے کہ (ہمارے پیارے محمدی بھائیون کا اعتقاد کامل ہے
کہ کلام مجید کی ترتیب خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ
عنہ کے دست مبارک سے ہوئی اور اسیوجہ سے آپ کا لقب جامع القرآن
ہے) یہ پیارے محمدی بھائی انکے جنکا یہ اعتقاد کامل ہے کہ کلام مجید
کی ترتیب خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دست مبارک
سے ہوئی انہیں کے مشرب کے ہونگے دِہاتی جنہون نے کبھی ہاتی
نہ دیکھا تھا کہین رات کو اونکے گاؤن سے نکلگیا صبحکو اوسکے پیر کا نشان
دیکھکر اپنے لال بوجھکڑ سے پوچھنے گئے تھے اوسنے کہا دو بوجھین لال
بجھکڑ اور نہ بوجھے کوئی + پاؤن مین چکّی باندہ کے ہرن نہ کودا ہوے
محمدی لوگ جو حقیقت مین محمدی ہین وہ اسکے قایل نہین کہ خلیفہ ثالث
رضی اللہ عنہ مرتب ہین البتہ ایک معنے کر جامع ہونے کے سب قایل
ہین۔ اب تم جامع کو مرتب کہو تو تمہاری کمال زیرکی کی بات ہے
اری میان تو سنے یہ باتین کیسے نہین سنین تو اب سن لے کہ قرآن

کی ترتیب قدیم توقیفی ہے یعنے آنحضرت ہے کسی بشر کو اوسمین دخل نہین اگر دخل ہوا ہے تو فقط جمع قرآن مین اَکْتَافٌ وَلِخَافٌ وَعُسُبٌ وغیرہا سے زمان کرامت نشان حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ مین اور ساتھ جمع کے باقی رکھنے مین لغت قریش پر اور اختلاط لغات سے صاف کرنے مین عہد عدالت مہد حضرت خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ مین نہ کسی آیت کے نکالنے مین جو زمان فیض نشان حضرت سید الانس والجان علیہ الصلوٰۃ والسلام مین داخل تھی چنانچہ دو صحیح حدیثون سے یہی ظاہر ہوتا ہے ✦

حدیث اوّل

حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ السَّبَّاقِ اَنَّ زَيْدَ ابْنَ ثَابِتٍ قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْبَكْرٍ مَقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

حم ✦ جمع کتف بمعنی بازو ✦ سفید پتھر ✦ کھجور کی پتی -

ترجمہ حدیث کی ہمکو بخاری نے موسیٰ ابن اسمعیل سے اور اونہون نے ابراہیم بن سعد سے کہا ابراہیم نے حدیث کی ہمکو ابن شہاب نے عبید بن سباق سے کہ کہا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ بلایا مجھکو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جبکہ جنگ یمامہ ہوا اسمین جاکر دیکھتا کیا ہون کہ اونکے پاس عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہین -

عَنْہُ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنَّ عُمَرَ اَتَانِیْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ
قَدْ اِسْتَحَرَّ یَوْمَ الْیَمَامَۃِ بِقُرَّآءِ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّیْ اَخْشٰی
اِنْ اِسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّآءِ بِالْمَوَاطِنِ فَیَذْھَبُ
کَثِیْرٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّیْٓ اَرٰی اَنْ تَاْمُرَ بِجَمِیْعِ الْقُرْاٰنِ
قُلْتُ لِعُمَرَ کَیْفَ تَفْعَلُ شَیْئًا لَّمْ یَفْعَلْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ ھٰذَا وَاللّٰہِ خَیْرٌ فَلَمْ
یَزَلْ عُمَرُ یُرَاجِعُنِیْ حَتّٰی شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرِیْ
لِذٰلِکَ وَرَاَیْتُ فِیْ ذٰلِکَ الَّذِیْ رَاٰی عُمَرُ قَالَ
زَیْدٌ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنَّکَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَّا
نَتَّھِمُکَ وَقَدْ کُنْتَ تَکْتُبُ الْوَحْیَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْہُ
فَوَاللّٰہِ لَوْ کَلَّفُوْنِیْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ

پس فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھسے کہ عمر آئے میرے پاس اور کہا کہ یمامہ کی لڑائی میں بہت سے قاری شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں کہ قراء کی زیادتی قتل سے کہیں بہت سا قرآن جاتا رہے لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ حکم دیویں جمع قرآن کا تو میں نے عمر سے کہا کہ تم وہ بات کیوں کرتے ہو جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تو عمر نے جواب دیا کہ واللہ یہ بات بہت اچھی ہے اور عمر نے یہاں تک اس بات پر اصرار کیا کہ اللہ تعالے نے میرے سینے کو کھولدیا اسلئے اور مناسب معلوم ہوا مجھکو عمر کا کہنا۔ کہا زید رضی اللہ عنہ نے کہ کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھسے کہ تم جوان آدمی ہو اور عقلمند ہو ہم تمکو تہمت نہیں لگاتے خیانت کی کیونکہ تم وحی لکھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تم جمع قرآن میں جستجو کرو پس واللہ اگر یہ لوگ تکلیف دیتے مجھکو ایک پہاڑ کے نقل کی پہاڑوں سے۔

مَا كَانَ اَنقَلَ عَلَيَّ مِمَّا اَمَرَنِي بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ
كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ اَبُوْبَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ
اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ
فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ
وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُّ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ
مَعَ اَبِيْ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ
غَيْرِهٖ (لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ
مَا عَنِتُّمْ) حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَآءَةَ فَكَانَتِ الصُّحُفُ
عِنْدَ اَبِيْ بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ
حَيَاتَهٗ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ

تو مجھپر بار نہ تہا اوس سے کہ حکم دیا تم نے قران کے جمع کرنے کا۔ کہا مین نے اوس چیز کو کیون کرتے ہو تم جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا۔ کہا واللہ وہ بات خیر ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہان تک اصرار کیا کہ اللہ تعالے نے میرے سینے کو کہولدیا اوس بات پر کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے سینونکو کہولا تہا پس مین جمع کرنے لگا قران کو کہجور کے پتون اور اونٹ کی پسلیون اور پتلی سفید پتہرون اور آدمیونکے سینونسے یہان تک کہ پایا مین آخر سورہ توبہ کو پاس ابو خزیمہ انصاری کے کہ اون کے سوا اوسکو کسے کے پاس نہین پایا۔ وہ آیت یہ ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم) خاتمہ تک براۃ کے۔ پس تہے صحیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس اون کی وفات تک پہر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اون کے حیات تک پہر حفصہ عمر رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی کے پاس۔ تمت

حَدِیْثٌ ثَانٍ

حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ حُذَیْفَةَ بْنَ الْیَمَانِ قَدِمَ عَلٰی عُثْمَانَ وَكَانَ یُغَازِیْ اَهْلَ الشَّامِ فِیْ فَتْحِ اَرْمِیْنِیَّةَ وَاَذْرَبِیْجَانَ مَعَ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاَفْزَعَ حُذَیْفَةَ اِخْتِلَافُهُمْ فِی الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَیْفَةُ لِعُثْمَانَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَدْرِكْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ یَّخْتَلِفُوْا فِی الْكِتَابِ اِخْتِلَافَ الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی فَاَرْسَلَ عُثْمَانُ اِلٰی حَفْصَةَ اَنْ اَرْسِلِیْ اِلَیْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِی الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا اِلَیْكِ فَاَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ اِلٰی عُثْمَانَ

فَاَمَرَ زَیْدَ

بْنَ ثَابِتٍ

روایت کی ہم کو بخاری نے موسے سے کہا موسے نے حدیث کی ہمکو ابراہیم نے کہا حدیث کی ہمکو ابن شہاب نے کہ حدیث کی اوسکو انس بن مالک نے کہ حذیفہ بن الیمان عثمان رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور وہ تیار کر رہے تھے اہل شام کو آرمینہ اور آذربیجان کے فتح میں ساتھ عراق والوں کے پس ڈرایا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو قرآن کے اختلافات قراءت نے میں کہا حذیفہ نے عثمان سے اے امیر المومنین اس امت کی خبر لیجیئے اسکے کہ اختلاف کریں قرآن میں مثل اختلاف یہود و نصارے کے پس کہلا بھیجا عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہ ہمارے پاس صحیفہ بھیجدو تاکہ ہم اور مصاحف میں نقل کر کے تمہارے پاس بھیجدینگے پس بھیجدیا حفصہ نے عثمان کے پاس وہی قرآن پس حکم کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت

وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰن

الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ

عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلٰثَةِ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ

اَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوْهُ

بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَاِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰى اِذَا

نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ اِلٰى حَفْصَةَ

وَاَرْسَلَ اِلٰى كُلِّ اُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِّمَّا نَسَخُوْا وَاَمَرَ بِمَا

سِوَاهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِي كُلِّ صَحِيْفَةٍ اَوْ مُصْحَفٍ اَنْ يُّحْرَقَ

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ

ابْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ

فَقَدْتُّ اٰيَةً مِّنَ الْاَحْزَابِ حِيْنَ نَسَخْنَا

الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ

اَسْمَعُ

اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کو پس لکہا ان
لوگون نے مصاحف مین اور کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ اور سعید اور عبد الرحمن کو کہ اگر
تم اور زید بن ثابت کسی بات مین اختلاف کرو تو لکہو لغت قریش مین کیونکہ قرآن اوترا ہے لغت
قریش مین پس کیا اونہون نے یہان تک کہ جب لکہا صحیفونکو مصاحف مین پہر پہیر دیا عثمان رضی اللہ عنہ نے
صحیفہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اور روانہ کیا ہر طرف ایک مصحف اونہین سے جو لکہے گئے تہے اور حکم دیا کہ سوا اونکے جو صحیفے
وہ جلا یا جاے ۔ کہا ابن شہاب نے کہ خبر دی مجہکو خارجہ بن زید بن ثابت نے کہ سنا زید بن ثابت سے کہا گم کی مین نے
ایک آیت سورہ احزاب سے وقت لکہنے مصحف کے کہ سنتا تہا مین

رسولَ اللهِ صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ يقرأُ بها
فالتمسناها فوجدناها مع خزيمةَ بنِ ثابتٍ الانصاري
(من المؤمنين رجالٌ صدقوا ما عاهدوا الله عليه)
فالحقناها في سورتها في المصحف + هكذا روى البخاري

في باب جمع
القرآن

حاصل معنے ان دونون حدیثون کا یہ ہے کہ دو مرتبہ قرآن شریف کے
جمع کرنے کا عُسُب لِخاف و اکتاف و اضلاع و اقتاب
و رقاع و صدور رجال سے اتفاق ہوا - ایک مسیلمہ کذاب
کی لڑائی اور شہادت قرّا کے بعد زمانہ خلافت خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ مین یہ تجویز وراے دہی امیر المومنین خلیفہ دوم سیّدنا
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے - اور دوسرا عہد خلیفہ ثالث سیّدنا
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مین مشورہ دیا سیّدنا حذیفہ بن الیمان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ آیت پڑھتے ہوئے - پس ڈھونڈھا ہمنے اوس آیت کو
پس پایا ہمنے اوسکو پاس خزیمہ بن ثابت انصاری کے وہ یہ ہے (من المومنین رجال صدقوا
ما عاہدوا اللہ علیہ) پس ملا دیا ہمنے اس آیت کو اوسکے سورہ مین بیچ مصحف کے + اسیطرح
روایت کی بخاری نے جمع قرآن کے باب مین ہمت ۱۲-
† کھجور کی ٹہنی - * جمع لخف بمعنی سفید پتھر - ** جمع کتف بمعنی شانہ - *** جمع ضلع بمعنی پسلیان
† جمع قتب بمعنی چیزیکہ دران غلہ پر کردہ بر خر نہند بہندی خرجی و بمعنی دلق - جمع رقعہ بمعنی
نبشتہ مختصر ◦ آدمیون کے سینے -

رضی اللہ عنہ صاحب سر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ان
دونون دفعہ مین سواجمع کے اشیاء مصدرۃ الذکر سے ترتیب آیات و
سور مین کچھ* دخل تازہ نہین ہوا جو کچھ ترتیب وغیرہ واقع ہوئی ہے وہ
سب زمانہ رسالت مین موافق وحی الٰہی کے ظہور مین آئی اور ان دونون
وقت جمع مین سواے اسباب کے کہ پہلے مرتبہ مین اشیاء معلومہ سے
بطرق رڈی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کاتب وحی کے جمع ہوا کچھ اور
تصرف نہین ہوا اور دوسری بار سیاتھہ جمع کرنیکی اشیاء معلومہ سے اور لغت خالص کرکے لغت قریش
پر جسپر کہ نازل ہوا تھا چند مصاحف مین نقل کیا گیا اور سواے اسکے کسیطرح
ترتیب وغیرہ کا اتفاق نہین ہوا نہ سور مین نہ آیات مین جیسا کہ ان دونون
حدیثون سے ظاہر ہے جسکو عقل صحیح ہو انکا ترجمہ کرکے معلوم کرے۔ پس
اب مدعیکو لازم ہے کہ پہلے ترتیب کو خلیفہ ثالث کے زمان خلافت
مین ثابت کرے اور سکے بعد کاہ پرکوہ کے بنا ڈالے ورنہ سعی اوسکی
برباد ہوئی اور عجیب بات ہے کہ امر عدمی کو وجودی ٹھہرا کر ایک امر وجودی کو
کہ عدم محض سے بدتر ہے اوسپر مرتب کرنا چاہتا ہے۔ اور مقام تعجب ہے
کہ عازم ترتیب وتفسیر قرآن کا حوصلہ تو ایسا فراخ کہ ایسی کتاب پر کہ
جسکی فصاحت و بلاغت کے سامنے تمامے فصحاے عرب نے میدان
مین سپر پھینکدی ہاتھہ ڈالنا چاہتا ہے اور بے علمی کا حال یہ ہے کہ آگے

ایک قول مین (جامع اور مانع) کو (جامع و معنی) لکھنا ہے جسکا
جسکو مانع اور معنے مین امتیاز نہ ہو وہ جامع اور مرتب کیونکر ہو سکتا
ہے خصوصًا قرآن مجید اور فرقان حمید کا یہ محقق! دعوے ہے لب شنو ہم
آفتابی ما ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ہو شیخ جی ہمکو
اطمینان ہے کہ فصحا و بلغاے عرب کے قدم آگے نہ بڑھ سکے تو ایک
جعفر سواد ہندی عرب کے گھوڑونکی گھوڑدوڑ مین اپنے مرکوب کے
کٹو کیونکر ملا سکتا ہے اللہ تعالے اس دین کا حافظ ہے اور اسکے
الحمد للہ تم بھی قائل ہو۔ اور اگر مانع کو معنے لکھنے کا عذر یون کرو کہ
اس لفظ مین تصرف ناسخ ہوا ہے تو بھلا امرؤ القیس کو امیر القیس لکھنا
اور حضرت علیہ الاف التحیۃ والثنا کو حضرت الوف التحیۃ والثنا
لکھنا بھی اوسی ناسخ کی بے وقوفی سے ہوا ہے؟ یا آپ نے اوس
غریب دابۃ الشقیقی کو ہر جگہ اپنا سپر بنایا ہے۔ خیر نقطون مین کون
پھنسے ہمارا اتنا دماغ کہان کہ ایسے جوز و مویز کی طرف التفات
کرین یہ جو کچھ واقع ہوا اوسکا سبب سوا اسکے اور نہین ہے کہ
اسوقت کثرت جہل اور وفور نادانی سے چونکہ ہر جگہ خصوصًا اس

‡ اصطلاح عرب بمعنی احمق۔

شہرستان ہند مین نکلے سید ہر چیز بکتی ہے خوف ہوا کہ جہلا کہین قوانین
اور قرآن حمید کو چھوڑ کر اس گرنت کا کوراوی کو اختیار کر کے حطب جہنم ہوجا
کیبد نکہ جہنم ملجا وما وا سے کافران نعمت ہے کما یقال اشعار

اَلنَّارُ مَنْزِلُ اَهْلِ الْكُفْرِ كُلِّهِمْ ✤ طِبَاقُهَا سَبْعَةٌ
مُسْوَدَّةُ الْحُفَرِ ✤ جَهَنَّمُ وَلَظٰى مِنْ بَعْدِهَا حُطَمَةٌ ✤
ثُمَّ السَّعِيْرُ وَكُلُّ الْهَوْلِ فِي سَقَرٍ ✤ وَتَحْتَ
ذَالِكَ جَحِيْمٌ ثُمَّ هَاوِيَةٌ ✤ تَهْوِيْ لَهُمْ اَبَدًا
فِيْ حَرٍّ مُسْتَعِرٍ ✤ فِيْهَا الْعَقَارِبُ وَالْحَيَّاتُ قَدْ
نَزَلَتْ ✤ جُلُوْدُهُمْ كَالْبِغَالِ الدُّهْمِ وَالْحُمُرِ ✤
فِيْهَا السَّلَاسِلُ وَالْاَغْلَالُ مُجْمَعٌ
مَعَ الشَّيَاطِيْنِ جَمْعًا اَجْمَعُ مُنْقَهِرٌ

ترجمہ جیسا کہ کہا جاتا ہے اشعار دوزخ جائے ہے کافرون کے کل اونکے کے ✤ درجہ اوس دوزخ کے سات ہین کالی گڑہی۔ جہنم ہے اور لظٰی ہے پھر بعد اوس کے حطمہ ہے پھر سعیر ہے اور سب ڈراؤکی چیزین سقر مین ہین ✤ اور نیچے اوس کے جحیم پھر ہاویہ ہے۔ گہیرے ہے واسطے اون کے ہمیشہ کو بیچ گڑہے سخت کے۔ اوس مین بچھو ہین اور سانپ ہین۔ کیا اونہون نے۔ چمڑون کو کافرون کے مثل خچر کالے اور گدھون کے۔ اوس مین زنجیر اور طوق ہین جمع ساتھہ شیطانون کے۔ کھلی ہوئی مانند جمع قہر والون کے۔

لَهُمْ طَعَامٌ مِنَ الزَّقُّومِ يُعَلَّقُ فِي

حُلْقُومِهِمْ شَوْكُهُ كَالْقَصَابِ وَالصَّبِرِ

سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ شَنْعَاءُ مُوحِشَةٌ + دُهْمَاءُ مُحْرِقَةٌ

لَوَّاحَةٌ لِلْبَشَرِ + أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهَا ثُمَّ عَوَّضَنَا بِجَنَّةِ

الْخُلْدِ بَيْنَ الرَّوْضِ وَالزَّهْرِ + الْعِيَاذُ بِاللهِ اس کی

بلا محتوم ہے اور رجا معدوم سالک اوسکے مظلمہ ہین اور مہالک

اوسکے مبہم اوس کے باشندون کے شراب لذید حمیم ہے

اور عذاب بے حساب اون کمبختون پر مقیم + لِأَنَّ هٰؤُلَاءِ النَّاسِ

أَعْنِي مُرَتِّبَ الْقُرْآنِ عَلَى خِلَافِ التَّرْتِيبِ الْقَدِيمِ التَّوْقِيفِيِّ

يُلْهُونَ بِآمَالِهِمْ وَمَوْتُهُمْ مِنْ وَرَائِهِمْ وَيَشْتَغِلُونَ

عَنْ ذِكْرِ فَنَائِهِمْ بِبَقَائِهِمْ + وَلَا يُمَيِّزُونَ

أَحِبَّاءَهُمْ عَنْ أَعْدَائِهِمْ + وَلَا يُفَرِّقُونَ بَيْنَ

اون کافرونکے لیے کھانا ہے زقوم سے لٹکتا ہے
ہے بیچ گلون اونکی مانند عصارہ کی کڑوی چیز کے اور ایلوے کے ۔ کالی ہے اور
اندہیرے کے اور بُری ہے ازروے وحشت کے ۔ اور کالی ہے ازروے
جلانیوالی ہونے کے جلانے والی ہے کہال کی + بچاوے اللہ ہمکو اوس دوزخ سے پہر بدلا
دیوے ہمکو ساتھ جنت ہمیشہ کے درمیان باغ اور میوون کے + پناہ اللہ کی اسلیے کہ یہ لوگ ارادہ
کرتا ہون مین ترتیب دینے والون کو قرآن کے جو خلاف ہین ترتیب قدیم آسمانی کے
غافل ہین ساتھ اپنے آرزؤن کے حالانکہ موت اون کے پیچھے ہے ۔ اور مشغول ہوتے
ہین ذکر سے فنا اپنے کے ساتھ بقا اپنی کے اور نہین تمیز کرتے دوستون کو اپنے دشمنون سے
اور فرق نہین جانتے درمیان ۔

نُعْمَاۤئِهِمْ وَبَلَاۤئِهِمْ + يَبْعُدُوْنَ عَنِ الْأَخْيَارِ وَيُصَاحِبُوْنَ
الْأَشْرَارَ + لَعَلَّهُمْ أُوْجِدُوْا لِلطَّبَقَاتِ النَّارِ +
وَخُلِقُوْا لِبِئْسَ الْقَرَارِ + عُوْدُ بَقَاۤئِهِمْ قَدْ
يَبِسَ + وَنُوْرُ حَيَاتِهِمْ قَدِ انْطَمَسَ + اس سے بڑھکر
اور کافر نعمت کون ہوگا جو قرآن سی نعمت آلہی کو ادل بدل کر ڈالے
اور قلوب مسلمین کو گنھل ڈالے کوئی کلمہ گو اسپر راضی اور شاد کب
ہوسکتا ہے انتہا سے ہے جو سنتا ہے اوسکو عجب ہے ۔

اور طرفہ بات یہ ہے کہ تو اس سے قطع نظر اور اس سورت کے اوّل سے آخر تک
تمام اقسام بلاغت وفصاحت سے مالامال ہے۔ اگر وہ لفظ بھی اودھر
اودھر کیے جائینگے تو ضرور ہے کہ کسی صنعت کلامی مین خلل آجاویگا
گو ہماری عقل ناقص مین اوسکا خلل نہ آوے اور اس بابت کو ہم
متیقن اس جہت سے کرتے ہین کہ بعض فنون سہلہ مثل فن بدیع
کے کہ توابع علم معانی اور بیان سے ہے قدر قلیل بعد اکتساب بسیار
ہماری عقل مین آتا ہے۔ اگر اوسکا فقط پھیر پھار کیا جاتے تو کتنی خرابیان

نعمتون اور بلاؤن اپنی کو + دور رہتے ہین نیک لوگون سے اور بیٹھتے ہین بدون کے پاس
مگر وہ لوگ مخلوق ہوئے درجات دوزخ کے لیے ۔ اور پیدا کیے گئے بد انجام
کے واسطے ۔ لکڑیان بقا اونکی کے سوکھ گئین ۔ اور نور زندگی اون کا زائل
ہو گیا ۔

نظم ترتیب میں آجاوینگی مثلا وجوہ تحسین کلام سے ایک تحسین معنوی مطابقہ ہے جسے صنعت طباق وتضاد بھی کہتے ہیں اوس میں جمع بین المتضادین ہوتی ہے یعنے دو نقط جمع ہوں یا ایک نوع سے خواہ وہ دونوں اسم ہوں جیسے تَحْسَبُهُمْ اَيقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ خواہ فعل جیسے يُحْيِي وَيُمِيتُ خواہ حرف جیسے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یا وہ دونوں دو نوع سے ہوں جیسے ﴿ اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنَاهُ ﴾

اور من جملہ محسنات معنویہ ایک مراعات النظیر ہے جسکو تناسب اور توفیق اور ایتلاف اور تلفیق بھی کہتے ہیں ۔ اور مراعاۃ النظیر عبارت ہی جمع سے کسی امر کے ساتھ ما یناسب اسیکے لا بالتضاد اور کبھی پایا جاتا ہے بالجمع بین الامرین جیسے اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ اور از جملہ مراعات النظیر وہ ہے جسکو بعضے بلغا تشابہ الاطراف کہتے ہیں اور تشابہ الاطراف کے معنے یہ ہیں کہ کلام ختم کیا جاوے ساتھ اوس چیز کے

جمع بین المتضادین

مراعاۃ النظیر

---

(۱۵) ؎ گمان کرے تو اونکو جاگتے اور حالانکہ وہ سوتے ہیں سورۂ کہف پارہ سبحان الذی

؎ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ ؎ نفع اوس نفس کو ہے اوس چیز سے جو اچھا کام کیا اور ضرر ہے اوس پر اوس چیز سے جو برا کام کیا سورۂ بقر پارہ تلک الرسل (۳)

؎ آیا اور جو شخص کہ تھا مردہ پس زندہ کیا ہم نے اوسکو سورہ انعام پارۂ ولو اننا (۸)

؎ آفتاب اور ماہتاب ایک حساب سے ہیں سورۂ الرحمٰن پارہ قال فما خطبکم (۲۷)

صنعت المشاکلہ

جو مناسب ہو اوسکے ابتدا کو نفس المعنی جیسے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ
وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ تو لفظ لطیف مناسب ہے اوس تعالے
اور تقدس کے غیر مدرک بالابصار ہونے کو اور لفظ خبیر مناسب ہے
اوسکے مدرک الابصار ہونے کو + اور از جملہ محسنات معنویہ کی مشاکلہ
ہے اور مشاکلہ بلغا کی اصطلاح مین کہتے ہین ذکر شے کو بہ لفظ غیرہ
واسطے واقع ہونے اوس شے کے فی صحبتہ ذلک الغیر تحقیقا اوس کی
دو قسم ہین - ایک تحقیقی - دوسری تقدیری - تحقیقی جیسے تَعْلَمُ
مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ یہان اللہ تعالے کے ذات پر اطلاق
نفس کا اسواسطے ہوا کہ وہ نفسی کی صحبت مین واقع ہوا ہے اور
تقدیری جیسے قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا الی قولہ صِبْغَةَ اللَّهِ
وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ
یہان مشاکلہ تقدیری یون ہوے کہ اللہ تعالے نے مسلمین کو حکم
کیا کہ وہ کہین کہ اللہ تعالے نے ہم کو رنگین کیا ساتھہ رنگ ایمان
کے اور یہ رنگ یعنے ظاہر کرنا ہم کو تمہارے رنگ سے اچھا ہے

---

(١) نہین پاتے ہین اوسکو بصر اور وہ پالیتا ہے بصر کو اور وہ لطیف اور خبیر ہے سورہ انعام پارہ اذا سمعوا (٧)

(٢) جانتا ہے تو جو کچھہ کہ میرے من مین ہے اور نہین جانتا ہون مین جو کچھہ کہ تیرے دل مین ہے سورہ مائدہ پارہ اذا سمعوا (٧)

(٣) کہو تم کہ ایمان لاتے ہم ساتھہ اللہ کے اور ساتھہ اوس چیز کے جو اتاری گئی طرف ہمارے سورہ بقر پارہ الم (١)

نصارے کا قاعدہ تہا اور ہے کہ اپنے اولاد کو ماء اصفر مین جسکا
نام ماء معبودیہ رکھتے ہین ڈبوتی ہین اور رکھتے ہین کہ یہ غمس اس ماء
اصفر مین تمہارے تطہیر ہے تو اللہ تعالے نے ایمان لانے کو صبغۃ اللہ
اوسکے مقابلے مین ٹھیرایا یہ تعبیر کرنا اللہ تعالے کا ایمان کو ساتھہ
صبغۃ اللہ کے مشاکلۃ ہے تقدیرًا بسبب واقع ہونے اوس کے
صحبت صبغۃ النصارے مین + اور از جملہ محسنات معنویہ کے عکس
ہے اور عکس کہتے ہین مقدم کرنے کو ایک جز کے کلام مین سے
اوپر دوسرے جز کے پہر مقدم کرنے کو جز موخر کے اوپر جز متقدم
کے اور یہ کئے طرح پر ہوتا ہے ایک یہ کہ عکس واقع ہو درمیان دو
متعلقون دو فعلونکے جو واقع ہون دو جملون مین جیسے يُخْرِجُ الْحَيَّ
مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ یہان حی و میت دونون متعلق
ہین يُخْرِجُ کے — پہلے مقدم کیا گیا حی میت پر اور دوبارہ میت
حی پر آور دوسرے یہ کہ واقع ہو درمیان دو لفظون کے دو
طرفون جملتین مین جیسے لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ

ؔ نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے جیسے سورۂ روم پارہ اتل ما اوحی (۲۱)

ؔ نہ وہ عورتین حلال ہین واسطے اون مردونکے اور نہ وہ مرد حلال ہین واسطے اون عورتون کے سورۂ ممتحنہ پارہ قد سمع اللہ (۲۸)

یہان اولاً مقدم کیا ہنّ کو ہمٔ پر اور ثانیاً ہمٔ کو ہنّ پر + اور
ازجملہ محسنات معنویہ توریہ ہے جسکو ایہام بھی کہتے ہین - توریہ
وہ ہے کہ بولا جائے ایک لفظ اور اوسکے معنے دو ہون ایک قریب
دوسرے بعید اور ارادہ کیا جاوے اوس سے معنے بعید اعتماداً علی
قرینہ خفیہ پھر وہ دو قسم پر ہے - ایک مجردہ دوسرے مرشحہ
مجردہ وہ ہے کہ نہ جمع ہو بالکل اوس چیز سے جو مناسب ہو معنے
قریب کو جیسے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی یہان اللہ تعالے نے استوی
سے معنے بعید کو ارادہ کیا جو استولی ہے اور نہین ملائے ساتھہ
اوسکے ایسے شئے جو مناسب ہو معنے قریب کو یعنے استقرار کو اور
مرشحہ وہ ہے کہ مجامع ہو کسی شئے کو کہ وہ مناسب اور ملایم
ہو معنے قریب کو جیسے وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ
یعنے یہان ارادہ کیا ہے ایدی سے معنی بعید کا جو قدرت ہے
اور ملائے ساتھہ اوسکے ایسی شئے کو کہ مناسب ہے معنے قریب یعنے
جارحہ مخصوصہ کو وہ قول اوسکا بَنَيْنٰهَا ہے اسواسطے کہ بنا ملایمات ید سے ہے

رحمن عرش پر مستقر ہوا سورہ طہ پارہ قال الم اقل لک (۱۶)

اور آسمان بنایا ہم نے اوسکو اپنی قدرت سے اور ہم آینہ وسعت دینے والے ہین سورہ الذاریات پارہ قال فما خطبکم (۲۷)

تعریف اللف والنشر

اور از جملہ محسنات معنویہ لف و نشر ہے اور لف و نشر کہتے ہین
متعدد چیزون کے ذکر کرنے کو علے التفصیل یا علے الاجمال پھر
ذکر کرنے اوس چیز کو جو واسطے واحد کے ہو احاد سے اوس متعدد
کے پھر بغیر چیزون کا ذکر علے التفصیل ہو اوسکی دو قسم ہین - ایک
مرتب دوسرا غیر مرتب مرتب وہ ہے کہ ہووے اول سے متعدد
نشر واسطے اول کے متعدد سے فی اللف اور ثانی واسطے ثانی
کے جیسے قولہ تعالی وَمِن رَّحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَ
لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ اس آیہ شریف مین ذکر کیا لیل و نہار کو علے التفصیل
پھر ذکر کیا اوس چیز کو جو لیل کے واسطے ہے یعنے سکون کو اور جو
نہار کے واسطے ہے یعنے ابتغاء من فضل اللہ تعالے - اور غیر مرتب
وہ ہے جو اسکے خلاف ہو + اور از جملہ محسنات معنویہ جمع ہے اور
جمع اوسکو کہتے ہین کہ جمع کرے درمیان متعدد کے ایک حکم مین
خواہ وہ متعدد دو ہون یا زیادہ جیسے المال والبنون زينة الحيوة
الدنیا یعنے مال اور بیٹے دونون زینت ہین حیات دنیا کے اور

تعریف الجمع

+ اور رحمت سے اپنی کیا رات اور دن تاکہ آرام کرو تم اوسمین اور تاکہ ڈھونڈو تم اوسکے فضل سے
سورۂ قصص پارہ امن خلق (۲۰) (۱۵) + مال اور بیٹے زینت ہین حیوۃ الدنیا کی سورۂ کہف پارہ سبحن الذی

از جملہ محسنات معنویہ جمع مع التفریق والتقسیم ہے جیسے یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّشَهِیْقٌ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ

اس آیہ میں جمع مع التفریق والتقسیم دونوں ہیں یعنے جمع کیا ہے اپنے نفس کو قول (لا تکلم نفس) میں پھر فرق کیا درمیان اونکے بعض کو شقی اور بعض کو سعید بقول (فمنہم شقی وسعید) فرما کر پھر تقسیم کی اشقیا کیطرف عذاب نار اور سعدا کی طرف نعیم جنت کی قول (فاما الذین شقوا الخ) سے مضاف کر کر +

یہ چند محسنات معنویہ تفصیل سے لکھدیے گئے اگر اسیطرح تفصیلاً سارے

ف جس دن آنیوالا ہی کہ نہ کلام کرےگا کوئی نفس مگر حکم سے اوسکے پس بعض اون نفسون میں سے شقی ہیں اور بعض اونہیں میں سے سعید ہیں پس وہ لوگ جو شقی ہوے پس بیچ آگ کے ہیں واسطے اونکے اوسمیں چلانا ہے باریک آواز سے اور موٹے آواز سے ہمیشہ رہنے والے بیچ اوسکے جب تک کہ آسمان اور زمین ہیں مگر جو چاہے پروردگار تیرا تحقیق کہ پروردگار تیرا کرنیوالا ہے جو ارادہ کرتا ہے اور جو لوگ کہ سعید کیے گئے پس بیچ بہشت کے ہیں ہمیشہ رہنیوالے بیچ اوسکے جب تک کہ زمین و آسمان مگر جو چاہے پروردگار تیرا بخشش ہے نہ ٹوٹنے والی ... سورۂ ہود پارہ وما من دابہ ر ۱۷)

محسنات معنویہ اور لفظیہ لکھے جائین تو ما نحن فیہ سے نکل جانا پڑے گا
اسلیے اونکے اسماء پر اکتفا کیا جاتا ہے جسکو اونکی تعریفات اور تمثیل
معلوم کرنا ہو وہ کتب بلاغت کیطرف رجوع کرے ۔ اسما اون کے یہ ہین
ارصاد[1] + رجوع[2] + استخدام[3] + تجرید[4] + مبالغہ مقبولہ[5]
مبالغہ مردودہ[6] + مذہب الکلامی[7] + حسن التعلیل[8]
تفریع[9] + تاکید المدح[10] بمایشبہ الذم + تاکید[11]
الذم بمایشبہ المدح + استثنا[12] + ادماج[13] +
توجیہ[14] + ہزل[15] + تجاہل العارف[16] + قول[17]
بالموجب + اطراد[18] + یہان تک محسنات معنویہ ہوے
محسنات لفظیہ بھی بہت ہین ازان جملہ جناس[1] بین اللفظین +
رد العجز علی الصدر[2] + سجع[3] + موازنہ[4] + قلب[5] + تشریع[6] +
ہے اگر ترتیب الٹی ہین کچھہ اولٹ پھیر کیا جاے گا تو ضرور ہے کہ
ان وجوہ تحسین کلام ہین قسیح آجاے گا ۔ عجمی ہندی لا یعلم ولا یعقل سے
اسکا سنبھالا کیونکر ہوسکے گا ۔ اسی پر قیاس کرلو اون صنایع کو جو
سوا ان صنایع لفظیہ اور معنویہ کے ہین اور اوسپر ہم ھندی نژاد عدم
مناسبت سے ہیے نہین لیجا سکتے کبھی اولٹ پھیر کرنے سے سچ نہ ہونگے
انسان اگر اپنے امکان بھر غور کرے اور نظر صحیح سے دیکھے تو ترتیب

قدیم قرآن مین کیا کیا اعجاز بھرے ہین مگر جسکی آنکھ احول ہو اور ایک کی دو دو سوجھتی ہون اوسکے دیکھنے کے سندا نہین یا کوئی اچھی آنکھین رکھنے پر بھی نہ دیکھے تو اوس سے کہ نہین **شعر**

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم

چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ارباب بصیرت پر منکشف ہو کہ منجملہ اور اعجازوں کے اس کلام پاک مرتب بہ ترتیب توقیفی مین ایک یہ بھی معجزہ ہے کہ بین النظم والنثر واقع ہوا ہے نہ فقط نظم ہے نہ صرف نثر اور یہ بات محالات سے ہے کوئی جن و بشر اسپر قادر نہین اور باوجود بین النظم والنثر ہونے کے کچھ آیات اسمین بعد تفتیش کامل کے موزون پائی گئی ہین جو بعضے مصاریع اور بعضے ابیات ہین۔ اسمین بھی کوئی حکمت ربانی ہوگی اوس حکمت کو سوا اوسکے اور کون جانے۔

چنانچہ یہ آیت بحر طویل مین ہے بطور مصرع کے ۞ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ بالاشباع تقطیع اسکی فعولن مفاعیلن ہر دو بار اسطرح ہے

۞ اور بیشک قتل کرو تم اپنے نفس کو جسکو حرام کیا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل پارہ سبحٰن الذی (۱۵)

تمثیل

زید بکر کو ترغیب دیتا ہے کہ سرکاری ملازم جو قرقی کر رہا ہے اوس کی بجبر مزاحمت کرے بکر اوس کی وجہ سے قرقی کی مزاحمت کرتا ہے اور مزاحمت کرنے مین عہدہ دار تعمیل کنندہ قرقی کو عمداً ضرر شدید پہونچاتا ہے چونکہ بکر نے قرقی کی مزاحمت اور عمداً ضرر شدید پہونچانے کے جرائم کا ارتکاب کیا ہے اس لیے اوسکو دونون جرائم کی بابت سزا دیجائیگی اور اگر زید جانتا تھا کہ اس کا احتمال ہے کہ بکر قرقی کی مزاحمت کرنے مین عمداً ضرر شدید پہونچاے گا تو زید کو بھی دونون جرائم کی بابت سزا دی جائیگی۔

معین کی ذمہ داری اوس نتیجہ کی بابت جو اوس فعل سے پیدا ہو جسمین اعانت کی گئی اور جو معین کی نیت سے مختلف ہو

دفعہ ۱۱۳ - جب کسی فعل مین اعانت اس نیت سے کیجاے کہ اوس سے کوئی خاص نتیجہ پیدا ہو اور وہ فعل جس کی نسبت معین اعانت کی بابت ذمہ دار ہو کوئی اور نتیجہ پیدا کرے تو وہ اوس نتیجہ کی بابت اوسی طرح اور اوسی حد تک ذمہ دار ہوگا گویا اوس نے نتیجہ کے پیدا کرنے کی نیت سے اوس فعل مین اعانت کی مگر شرط یہ ہے کہ اوسکو علم ہو کہ جس فعل کی اعانت کی گئی ہے اوس سے اوس نتیجہ کے پیدا ہونے کا احتمال تھا۔

تمثیل

زید بکر کو ترغیب دیتا ہے کہ خالد کو ضرر شدید پہونچاے بکر اوس ترغیب کے باعث خالد کو ضرر شدید پہونچاتا ہے اور خالد اوس کے باعث مرجاتا ہے۔ ایسے صورت مین اگر زید کو یہ علم تھا کہ ضرر شدید جس مین اعانت کی گئی ہلاکت کا احتمال ہے تو زید اوس سزا کا مستوجب ہے جو قتل انسان کے لیے مقرر ہے۔

معین جو ارتکاب جرم کے وقت موجود ہو

دفعہ ۱۱۴ - جب کوئی شخص جو غیر حاضر ہونے کی صورت مین بلحاظ معین قابل سزا ہوتا اوس وقت موجود ہو جب اوس فعل یا جرم کا ارتکاب کیا جاے جس کے لیے وہ اعانت کی پاداش مین قابل سزا ہوتا تو اوس کے متعلق سمجھا جائیگا کہ اوس نے اوس فعل یا جرم کا ارتکاب کیا۔

اوس جرم مین اعانت کرنا جس کی سزا موت یا قید دوام ہے اگر جرم کا ارتکاب نہ ہو

دفعہ ۱۱۵ - کوئی شخص جو کسی ایسے جرم مین اعانت

وَيَنْصُرْكُمْ مفاعیلن عَلَيْهِمْ فعولن + وَيَشْفِ صُدُو مفاعلتن -

مغضوب

رَقَوْمٍ مُؤْ مفاعیلن مِنِيْنَا فعولن -

اور آیہ وَاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُرِيْدُ بالاشباع ہے بحر وافر سے ہے تقطیع

اسکی وَاَنَّ اللّٰ مفاعیلن هَيَهْدِيْ مَنْ مفاعیلن يُرِيْدُ فعولن +

اور آیہ يَاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ

بالاسکان بحر کامل سے ہے بر وزن مُسْتَفْعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ مُتَفَاعِلُنْ

مستفعلن

مستفعلن متفاعلن بطور بیت کے تقطیع اسکی يَاْتِيَكُمُتْ مستفعلن تَابُوْتُ فِيْ

مستفعلن هِسَكِيْنَتُنْ متفاعلن مِنْ رَبِّكُمْ مستفعلن وَبَقِيَّتُنْ متفاعلن مِمَّا تَرَكْ

مستفعلن -

بحر کامل

اور آیہ وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا بحر رجز سے ہے بر وزن

مَفَاعِلُنْ مَفَاعِلُنْ مَفْعُوْلُنْ بطور مصرع تقطیع اسکی وَذُلِّلَتْ مفاعلن

قُطُوْفُهَا مفاعلن تَذْلِيْلًا مفعولن -

بحر رجز

(۱۷)

ترجمہ اور تحقیق اللہ تعالے ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے سورہ حج پارہ اقترب للناس

ترجمہ آویگا تمہارے پاس تابوت بیچ اوسکے وقار کی چیز ہے تمہارے رب کی اور بقیہ سے جو کہ ال سے موسے اور آل ہارون کا سورۂ بقر پارہ سیقول (۲)

ترجمہ اور نزدیک کیگئیں ہیں نزدیک کر کے سورہ دہر پارۂ تبارک الذی (۲۹)

اور آیہ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ بالاسکان
بحر رمل مسدس سے ہے بروزن فَاعِلَاتُن فَاعِلَاتُن فَاعِلَاتُن بطور بیت
کے تقطیع اسکی مُسْلِمَاتْ فاعلاتن مُؤْمِنَاتْ فاعلاتن قَانِتَاتْ
فاعلاتن تَائِبَاتْ فاعلاتن عَابِدَاتْ فاعلاتن سَائِحَاتْ فاعلاتن
آویگی۔ اور اگر تاء قانتات سائحات کو متحرک پڑہیں تو بروزن
فَاعِلَاتُن فَاعِلَاتُن فَاعِلَاتُن سالم ہوگی اور تقطیع اس کے
مُسْلِمَاتُنْ فاعلاتن مُؤْمِنَاتُنْ فاعلاتن قَانِتَاتُنْ فاعلاتن تَائِبَاتُنْ
فاعلاتن عَابِدَاتُنْ فاعلاتن سَائِحَاتُنْ فاعلاتن آویگی۔
اور آیہ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ سے
اسی بحر میں ہے بطور بیت کے تقطیع اسکی ثُمَّ اَقْرَرْ فاعلاتن
تُمْ وَاَنْتُمْ فاعلاتن تَشْهَدُوْنَ فاعلاتن ثُمَّ اَنْتُمْ فاعلاتن هٰٓؤُلَآءِ
فاعلاتن تَقْتُلُوْنَ فاعلاتن۔
اور آیہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ بالاسکان بحر رمل مجرد
سے ہے بروزن فَاعِلَاتُن فَاعِلَاتُن فَاعِلَاتُن فَاعِلِیَان

پھر اقرار کیا تم نے اور تم شاہد ہو پہر تم وہ لوگ ہو مارڈالتے ہو سورہ بقر پارہ الم (۱)

+ ہرگز نہ پہونچوگے بھلائی کو یہان تک کہ خرچ کرو اوس چیز سے کہ دوست رکھتے
ہو۔ سورہ آل عمران پارہ لن تنالوا (۴)

+ مسلمان عورتین ایمان والیان فرمانبرداری کرنیوالیان توبہ کرنیوالیان عبادت کرنیوالیان روزہ رکھنی والیان
خاوند دیکھی ہوئیان ۔ سورہ تحریم پارہ قد سمع اللہ (۲۸)

بطور مصرع تقطیع اوس کی لن تنالو فاعلاتن البر حتی فاعلان

تنفقو مما فاعلاتن تحبون فاعلیان +

اور آیہ الذی انقض ظهرک ورفعنا لک ذکرک اسی بحر سے

ہے بطور مصرع تقطیع اسکی باسکان کا ف ظهرک و ذکرک الذی ان

فاعلاتن قض ظهرک فعلاتن ورفعنا فعلاتن لک ذکرک فعلاتن +

اور بر وزن فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن مخبون ہے -

اور آیہ انما الله اله واحد بالاشباع اسی بحر سے ہے تقطیع

اسکی انما اللا فاعلاتن هو الهن فاعلاتن واحد فاعلن -

اور آیہ اذ نسویکم برب العلمین بالاسکان اسی بحر سے ہے مگر

مسطور تقطیع اسکی اذ نسوی فاعلاتن کم برببل فاعلاتن عالمین

فاعلان +

اور آیہ وانبتت من کل زوج بهیج بالاسکان بحر سریع سے ہے

بروزن مفاعلن مستفعلن فاعلات تقطیع اسکی وانبتت مفاعلن من کل

زوج مستفعلن بهیج فاعلان +

جیسے سواے اسکے نہیں کہ اللہ معبود اکیلا ہے سورہ نساء پارہ لا یحب اللہ (۶)

+ جب کہ برابر کرتے تھے تم ساتھ پروردگار عالموں کے سورہ شعرا پارہ وقال الذین (۱۹)

+ اور اگاتی ہے ہر قسم قسم نفیس سے سورہ حج پارہ اقترب للناس (۱۷)

اور آیہ[۱۷] زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ بھی اسی بحر سے ہے تقطیع اسکی
زَلْزَلَتُسْ مستفعلن سَاعَۃِ شَیْ مستفعلن اُنْ عَظِیْمٌ فاعلان -

اور آیہ[۱۸] نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ بالاسکان اسی بحر سے ہے تقطیع اسکی
نَصْرُ مِنَلْ مستفعلن لَاہِ وَفَتْ مستفعلن حُنْ قَرِیْبْ فاعلان -

اور آیہ[۱۹] اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ + فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ
بالاسکان بحر خفیف سے ہے بروزن فَعِلَاتُنْ مفاعِلُنْ فَعِلَاتُنْ + فَعِلَاتُنْ
مَفَاعِلُنْ فَاعِلَانْ بطور بیت کے ہے تقطیع اسکی اَرَاَیْتَلْ فعلاتن
لَذِیْ یُکَذْ مفاعلن زِبُبِدْدِیْ فعلاتن نَفَذَا کَلْ فعلاتن لَذِیْ یَدُعْ
مفاعلن عُلْیَتِیْمْ فاعلان — اور آیہ[۲۰] فَاسْتَقِیْمُوْا اِلَیْہِ وَاسْتَغْفِرُوْہُ بالاسکان
اسی بحر سے ہے تقطیع اسکی فَسْتَقِیْمُوْ فاعلاتن اِلَیْہِ وَسْ مفاعلن
تَغْفِرُوْہُ فاعلان + اور آیہ[۲۱] اُنْظُرُوْا اِلٰی ثَمَرِہٖ بالاسکان بحر مقتضب
مجزو سے ہے بروزن فَاعِلَاتُ مُفْتَعِلُنْ بطور مصرع کے ہے تقطیع
اسکی اُنْظُرُوْا اِ فاعلات لٰی ثَمَرِہٖ مفتعلن +

---

[۱۷] زلزلہ قیامت کا چیز ہے بڑی - سورہ حج پارہ اقترب للناس (۱۷)
[۱۸] مدد خدا کیطرف سے اور فتح نزدیک سورہ صف پارہ قد سمع اللہ (۲۸)
[۱۹] کیا دیکھا تونے اوس شخص کو کہ جھٹلاتا ہے دن جزا کو - سورہ ماعون پارہ عم (۳۰)
[۲۰] پس سیدھا رہو طرف اوسکے اور بخشش مانگو اوس سے - سورہ حم سجدہ پارہ فمن اظلم (۲۴)
[۲۱] دیکھو طرف پھل اوسکے کے - سورہ انعام پارہ اذا سمعوا (۷)

اور آیہ [۲۲] وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ بحر مجتث مجزو سے ہے بروزن مستفعلن
فاعلاتن تقطیع اسکی وَهُوَ الْغَفُوْ مستفعلن رُ الْوَدُوْدُ فاعلاتن + اور
آیہ [۲۳] فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ بالاسکان اسی بحر سے ہے تقطیع اسکی فیہا نعی
مستفعلن مُمُقِیْمْ فاعلان + اور آیہ [۲۴] وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ
بالاشباع بحر متقارب سے ہے بروزن فعولن فعولن فعولن
فعل بطور مصرع تقطیع اسکی وَمَنْ يَّتْ فعولن تَقِ اللّا
فعولن ہَ یَجْعَلْ فعولن لَهُوْ فعل + اور آیہ [۲۵] وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ
بالاسکان اسی بحر سے ہے بروزن فعولن فعولن فعولن فعل
بطور مصرع تقطیع اسکی وَيَرْزُقْ فعولن هُمِنْ حَيْ فعولن ثُ لَا يَحْ فعولن
تَسِبْ فعل + اور آیہ [۲۶] وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ بالاسکان اسی
بحر سے ہے بروزن فعولن فعولن فعولن فعول تقطیع اسکے وَاُمْلِيْ فعولن
لَهُمْ اِنْ فعولن نَ كَيْدِيْ فعولن مَتِيْنْ فعول ۔ اور آیہ [۲۷] فَاِنَّكَ اَنْتَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ بھی اسی بحر سے ہے بروزن مذکورہ تقطیع اسکی

---

[۲۲] اور وہ ہی بخشنے والا دوستدار ۔ سورہ بروج پارہ عم (۳۰)
[۲۳] بیچ اوسکے نعمت ہے پایدار ۔ سورہ توبہ پارہ واعلموا (۱۰)
[۲۴] اور جو کوئی ڈرے اللہ سے کر دے گا واسطے اوسکے ۔ سورہ طلاق پارہ قدسمع اللہ (۲۸)
[۲۵] اور رزق دیگا اوسکو اوس جگہ سے کہ نہیں گمان کرتا ۔ سورہ طلاق پارہ قدسمع اللہ (۲۸)
[۲۶] اور فرصت دونگا اون کو تحقیق کہ مکر میرا مضبوط ہے سورہ اعراف پارہ قال الملأ (۹)
[۲۷] پس تحقیق تو ہے غالب حکمت والا ۔ سورہ مائدہ پارہ اذا سمعوا (۷)

وَاِنَّنَا فعولن کاَنْتَلْ فعولن عَزِیْزُلْ فعولن حَکِیْمْ فعول +

اور آیہ لَاتَسْمَعُ فِیْہَا لَاغِیَۃً بالتنوین بحر متدارک سے ہے

بروزن فَعِلُن فَعِلُن فَعِلُن فَعِلُن بطور مصرع تقطیع اس کی لَاتَسْ

فعلن مَعُ فِیْ فعلن ھَالَا فعلن غِیَتَنْ فعلن + + + +

یہاں اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَمَا عَلَّمْنٰہُ

الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ یہ تمنے اسمین سے ابیات و مصاریع کیسے

نکالی ؟

تو جواب اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالے جو شعر و شاعرے کا انکار

کرتا ہے اوسکے معنی یہ ہین کہ یہ کتاب (قران) براہین قاطعہ

سے بھرے ہے اسمین قضایا سے شعریہ نہین ہین جن کا دارو مدار

تخیلات پر ہے اور پیغمبر ہمارا شاعر نہین ہے یعنے اوسکے سب

باتین پکی ہین اور واقعیات ہین نہ تخیلی اور وہمی وہ مانند جیسے

ارکون اور نظام منفرد نکلے ہوا کرتے ہین اور دلیل اسپر یہ ہے کہ کفار

حضرت کو شاعر کہتے تھے ساتھ اسکے شعر و شاعرے اور عروض

+ نہین سنتے اوسمین بیہودہ — سورہ غاشیہ پارہ عم (۳۰)

+ اور نہیں سکھایا ہم نے اوسکو شعر اور نہین لایق ہے اس کے — سورہ یٰسین پارہ و مالی (۲۳)

وقافیہ سے تھے اور یہ کلام پاک عروض و قافیہ سے خارج ہے

تو مراد اونکی یہ تھی کہ یہ کلام واہیات سے خالی ہے اسکے بنا

تخیلات پر ہے نہ یہ کہ امرء القیس وابن ابی صلت ونابغہ و

اعشیٰ وکثیر و خنساء وزہیر ابن ربیعہ العامری و صابی وجریر و

ابونواس وکمیت واعشیٰ وطرفۃ ابن العبد البکر و کثیر وعروہ

وحارث ابن حلزۃ البکری وعمرو بن

کلثوم تغلبی کہ اشعار کی سی ہیں۔ اور

اگر یہ سمجھے کہا جائے کہ اونہوں نے کہیں تفتیش سے ایسے ہی ابیات

ومصاریع پائے تھے اس جہت سے شاعر کہنے لگے تو اتنی بڑی

کتاب میں یہ چند فقرہ موزون نکلنے سے اوس کتاب کا صاحب شاعر

نہیں کہلاتا اس سبب سے آپ کو شاعر کہنا کفار کی کمال حماقت تھی کیونکہ

نہ تو کلام اللہ مجید مقدمات شعریہ و تخیلیہ سے مرکب ہے نہ سب یا اکثر

کتاب موزون ہے باوزان متعارفہ شعرا جسمین عروض و قافیہ کی

رعایت کی گئی ہو بلکہ ان خرافات سے کلام خدائے عزوجل خالی ہے

کہین کہین یہ لطف جو پیدا ہوا ہے کچھہ حکمت سے خالی نہ ہوگا۔ رہا یہ

اور کلام خدا کے سوا احادیث شریفہ مین سے کہین کہین ایسا پایا گیا

تو یہ سب شعرا عرب کے نام ہیں جو اپنے زمانے مین بے مثل تھے۔

چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت مبارک کیطرف اشارہ
کرکے فرمایا هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ ۞ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ
باشباع تا بحر رجز وافی سے ہے بروزن مُسْتَفْعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ
فَعُوْلُنْ + مفاعلن مستفعلن فَعُوْلُنْ تقطیع اسکی هَلْ اَنْتَ اِلْ مستفعلن لَا
اِصْبَعُ مستفعلن دَمِيْتِيْ فعولن + وَفِيْ سَبِيْ مفاعلن لِلّٰهِ مَا مستفعلن
لَقِيْتِيْ فعولن ہے +

اور اسی بحر سے ہے اَللّٰهُمَّ اِنَّ الدَّارَ دَارُ الْاٰخِرَةْ + فَاَكْرِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ
مگر آغاز وزن کا بعد الف لام اللہم کے ہے اور کلمہ اَلْ کا خرم
(یعنے وزن سے باہر) ہے تقطیع اسکی لَاهُمَّ اِنْ متفعلن
نَدْ دَارَ دَا مستفعلن رُلْ اٰخِرَةْ مستفعلن + فَاَكْرِمِلْ مفاعلن
اَنْصَارَ وَلْ مستفعلن مُهَاجِرَةْ مفاعلن ہے +

اور بحر رجز مجزو سے ہے اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ + اَنَا ابْنُ
عَبْدِ الْمُطَّلِبْ بروزن مَفَاعِلُنْ مَفَاعِلُنْ + مَفَاعِلُنْ مُتَفْعِلُنْ تقطیع اسکی اَنَا النَّبِيْ
مفاعلن یُ لَا كَذِبْ مفاعلن اَنَا بْنُ عَبْ مفاعلن دُلْ مُطَّلِبْ مستفعلن

نہیں ہے تو مگر ایک اونگلی کہ تو خون آلودہ ہوگئی + اور بیچ راہ خدا کے نہیں مل گئی
بس عزت دی انصار اور مہاجرین کو۔
+ مین نبی ہوں جھوٹ نہیں - مین ہوں بیٹا عبد المطلب کا -
+ اے اللہ بیری تحقیق کہ گھر گھر آخرت کا ہے -

اور بحر رجز مشطور سے ہے اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ

بروزن مُسْتَفْعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ تقطیع اس کی اَللّٰہُ مَوْ مستفعلن لَانَا وَلَا

مستفعلن مَوْلٰی لَکُمْ مستفعلن ہے

اور بحر رجز وافی سے ہیں یہ تین شعر عبد اللہ بن رواحہ کے

جنکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا ہے - وَاللّٰہِ لَوْلَا

اللّٰہُ مَا اهْتَدَیْنَا ✝ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا ✝ فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَةً

عَلَیْنَا ✝ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا ✝ اِنَّ الْاُوْلٰی

قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا ✝ اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَیْنَا ✝

جن کا عروض وضرب فعولن یا مفعولن ہے اور باقی ارکان

مستفعلن یا مفاعلن ہیں تقطیع ان کی وَاللّٰہِ لَوْ مستفعلن لَا اللّٰہُ مَهْ مستفعلن

تَدَیْنَا فعولن وَلَا تَصَدْ مفاعلن دَقْنَا وَلَا مستفعلن صَلَّیْنَا فعولن

فَاَنْزِلَنْ مفاعلن سَکِیْنَتَنْ مفاعلن عَلَیْنَا فعولن ✝ وَثَبِّتِلْ مفاعلن

اَقْدَامَ اِنْ مستفعلن لَاقَیْنَا مفعولن ✝ اِنَّ الْاُلٰی مستفعلن قَدْ بَغَوْ مفاعلن

عَلَیْنَا فعولن اِذَا اَرَا مفاعلن دُوْفِتْنَةً مستفعلن اَبَیْنَا فعولن

✝ قسم اللہ کی اگر نہ ہوتا تو ہم سیدھی راہ پر نہ ہوتے ✝ اور نہ زکوٰۃ دیتے ہم اور نہ نماز پڑھتے ✝ پس ہر آئینہ نازل کر تو اوپر ہمارے وقار کو ✝ اور جما دے تو پاؤں وقت مقابلہ کفار کے ✝ تحقیق کہ اگلے کافروں نے بغاوت کی اوپر ہمارے - جب کہ ارادہ کیا اونھوں نے ہمارے بے دین کرنے کا تو ہم نے انکار کیا -

یہ سب بعضے احادیث جو موزون رہ گئیں یا نحن فیہ ہیں اسیطرح اور علاوہ انکے نہیں ہو سکتی فقط اسواسطے لکھدی
کہ معلوم ہوجاوے سب مسلمین کو کہ کلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہے کلام اللہ کا جو بات اُس میں ہے
اسمیں بھی ہے اور کلام اللہ کے بعضی آیات موزون جو ہم نے نقل کیے اسکا سبب وہی
ہے جسکی طرف پہلے اشارہ کیا گیا یعنے اگر ترتیب تقدیم توڑے
چھوڑے جاوے تو جس جگہ سے توڑی جاوے گی شاید تو یاں
کلام پاک موزون ہو اور ٹوٹ جاوے ۔ یا شیخ الکاکوری ایاک
وَالطَّمَعَ وَالْحُطَامَ ۞ وَاِیَّاكَ وَالتُّهْمَةَ عَلَى اللّٰهِ وَكُلُّ شَیْءٍ
حَرَامٌ ۞ سَتُبْلٰی لَحْمُكَ وَعِظَامُكَ ۞ وَتَبْقٰی بَعْدَهَا ذُنُوْبُكَ
وَاَجْرَامُكَ ۞ یَا شَیْخُ اِنَّ الدُّنْیَا وَلَذَّاتِهَا كَخَطْفِ الْبُرُوْقِ اَلْیَوْمَ
كُلَّمَا تَفْعَلُ تَخْرِیْبَ الْقُرْاٰنِ وَغَیْرِهَا سَهْلٌ وَلٰكِنَّ بُكْرَةً
تَنْخَرِقُ الْخُرُوْقُ ۞ یَا شَیْخُ اَرَضِیْتَ الْیَوْمَ بِاللَّذَّاتِ نَاپَاكِهِ
اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَظْهَرُ الْخَفَایَا ۞ یَا شَیْخُ اَنْتَ الْیَوْمَ فِی مُحَبَّةِ
الدُّنْیَا مُتَهَالِكٌ ۞ وَمَا تَعْلَمُ اَنَّكَ غَدًا اَوْ بَعْدَ غَدٍ

اے کاکوری کے شیخ بچا اپنے کو طمع اور مال دنیا سے اور بچا اپنے تئیں تہمت کرنیسے اوپر اللہ کے اور ہر شے
حرام ہے قریب ہے کہ گلجاویگا گوشت تیرا اور ہڈیاں تیری اور باقی رہیگا بعد اُسکے گناہ تیرا اور جرم تیرا ۔ اے شیخ تحقیق
یہ دنیا اور لذتیں اُسکی مثل چمک بجلی کی ہیں آج کے دن جو کچھ کہ کرتے تو خراب کرنیسے قرآن کے وغیرہ اُسکی آسان
ہے لیکن کل پھٹ جاویگا تو ۔ اے شیخ آیا آج راضی ہوگیا تو ساتھ ناپاک چیزوں کے ۔ بس صبر کر اگر
چاہے اللہ ظاہر ہو جاوینگی پوشیدہ باتیں ۔ اے شیخ تو آج بیچ محبت دنیا کے ہو رہا ہے
اور نہیں جانتا ہے کہ کل یا پرسون

هَالِكٌ يَا شَيْخُ اُنْظُرْ اِلَى نَفْسِكَ قَبْلَ اَنْ يَسْتَحِيْلَ النَّظَرُ وَتَفَكَّرْ
فِي اَحْوَالِكَ الدَّنِيَّةِ قَبْلَ اَنْ لَّا يَنْفَعَكَ الْفِكْرُ يَا شَيْخَ
الْمُفَرِّطِيْنَ فِي الْوَاجِبَاتِ وَالسُّنَنِ وَالْفَرْضِ يَا شَيْخَ النَّاشِرَ
يَوْمَ الْحِسَابَاتِ وَالْعَرْضِ كُنْ كَيْفَ شِئْتَ وَاعْمَلْ
مَا شِئْتَ نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ اِرَادَاتِكَ وَاَعَاذَنَا اللهُ عَنْ
مُرَادَاتِكَ اَشْعَارٌ اِذَا اعْتَصَمَ الْمَخْلُوْقُ مِنْ فِتَنِ الْهَوٰى
بِخَالِقِهٖ اَنْجَاهُ مِنْهُنَّ خَالِقُهٗ وَمَنْ هَانَتِ الدُّنْيَا
عَلَيْهِ فَاِنَّنِيْ ✤ ضَمِيْنٌ لَّهٗ اَنْ لَّا تَذُمَّ خَلَائِقُهٗ
اَرٰى صَاحِبَ الدُّنْيَا مُقِيْمًا بِجَهْلِهٖ ✤ عَلٰى ثِقَةٍ
مِنْ صَاحِبٍ لَّا يُوَافِقُهٗ ✤

اسکے آگے کا قول اس سے بہی زیادہ معجب اور مضحک ہے وہ یہ کہ اسبے شک
خوش بیانی بھی ایک زبردست قوت ہے ۔لیکن کلام پاک کی فصاحت

تو جان دینے والا ہی ای شیخ دیکھہ تو طرف نفس اپنی کی پہلی اس سی کہ محال ہوجاے دیکھنا اور فکر کر اپنی خراب
حال مین پہلی اس سے کہ نہ نفع دے تجھکو فکر اے شیخ کمی کرنیوالون کے بیچ واجبون اور سنتون اور
فرضون کے اے شیخ ہو لینے والے نکے دن حسابون اور عرض کی ہو جا تو جیسا تیرا جی چاہے اور کر تو
جیسا تیرا جی چاہے پناہ مانگتے ہین ہم اللہ سے ارادون سے تیرے اور بچاوے ہمکو اللہ
مرادون سے ✤ اشعار ✤ جب کہ چنگل مارے مخلوق بچکر فتنون سے خواہش نفس کے بد ساتھہ خالق اپنے
تو نجات دیتا ہے اون سے خالق اونکا ۔اور جو شخص کہ حقیر ہوگئے دنیا اوپر اوسکی بیشک تحقیق کہ مین ✤ ضامن
ہون واسطے اوسکے کہ نہ مذمت کریگی اوسکو خلایق خالق ۔ دیکھتا ہون مین صاحب دنیا کو ساتھہ جہل
اپنے کی ۔ اوپر اعتماد ایسے رفیق کے جو نہین موافق ہے اوسکا ۔

و بلاغت نے فصحاے عرب کو اس امر کا قایل کر دیا تھا کہ قرآن
کلام خدا ہے ایسا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جو محض امّی
ہو اوسکا یہی ایک معجزۂ رسالت کیا کم ہے کہ اوسکا کلام فصحاے
عرب کے مقابلے مین باوجود بے علمی کے ہر امور پر فوق لیگیا
اور اوسکے انتظام سیاست اور قواعد تمدن نے جہلاے عرب کو
اونکی زندگی کا مطلب اور اونکی ہستی کا سبب بخوبی ذہن نشین کر دیا
عرب کے بادیہ گرد جو بین کیا امرؤ القیس ایسے فصحاے عرب کی
طلاقت لسانی کے قایل نہ تھین؟ نہین! تھین!! ضرور تھین
لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی پرجوش تلقین سچی خداپرستی
کی رہبر تھی۔ اسلیے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یوماً فیوماً
کامیابی۔ اور آپ کی تقریر کا برقی اثر فوراً محسوس ہوا انتھے
اس قول کی ریزے پرزے ایسے سخیف ہین کہ اون کا
ردو قدح اوقات عزیزہ کو ضایع کرنا ہے مگر مجبوری ہے اگر
چپکے ہو رہین تو جہال عجز پر محمول کرینگے دیکھو ایک ریزہ سخیف
یہ ہے کہ بعد قول (بے شک خوشبیانی بھی ایک زبردست
قوت ہے) کی لکھتے ہین (لیکن کلام پاک کی فصاحت و
بلاغت نے فصحاے عرب کو اس امر کا قایل کر دیا تھا کہ قرآن

کلام خدا ہے) یہ لفظ لیکن کس کا استدراک ہے کس کلام
نفی پر وارد ہوا ہے کہ اپنے بعد اوس کلام کو ثابت کرتا ہے
اسکے جواب مین دو احتمال ہین اور دونون بے معنے۔ ایک
یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مین خوشبیانی تھی لیکن وہ خوش بیانی
خلق کے مومن بنانے مین کافی نہ ہوے جب تک کہ کلام
پاک نہ سنایا۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ فصحاے عرب مین خوشبیانی
تھی مگر کسیکو اپنا مسلم و مومن بنا نہ سکے جب کلام پاک نبی
صلے اللہ علیہ وسلم پر اوترا تب لوگ اوسکے فصاحت و بلاغت
کو دیکھکر قایل ہوگئے کہ یہ کلام خدا ہے۔ پہلا احتمال تو اسواسطے
بے معنے ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کب اپنی خوشبیانی سے
قران اوترنے کے آگے لوگون کو گرویدہ کرنا چاہتے تھے جو
تم کہتے ہو کہ بےشک خوشبیانی بھی ایک زبردست قوت ہے
لیکن کلام پاک کی فصاحت و بلاغت نے فصحاے عرب کو قران
کی ربانیت قبلوا دے یعنے اون مین خوشبیانی تھے مگر جب تک
قرآن نہ سنایا اونکے خوش بیانی کافی نہین ہوئی۔ دوسرا
احتمال اسواسطے بے معنے ہے کہ فصحاے عرب مین خوشبیانی
تھی اور اوسکے عرب لوگ قایل تھے چاہتے تو خلق کو اپنے

نبوت کا قایل کر لیتے مگر اتفاق ہے قران جو اوترنے لگا تو اوسکی فصاحت
و بلاغت دیکھکر لوگ قایل ہو گیے کہ یہ کلام خدا ہے ۔ یعنے نبی ﷺ
کی قدرت فصحاے عرب مین تھے مگر اس کلام کے اوترنے سے
نہین ہوے ۔ دیکھو یہ کیسا کلام مجنونانہ ہے ۔ دوسرا ریزہ تحقیق
یہ ہے کہ ایسا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جو محض امّی ہو اوسکا
یہی ایک معجزۂ رسالت کیا کم ہے کہ اوسکا کلام فصحاے عرب کے
مقابلے مین باوجودیکہ علے کے ہر امور پر فوق لے گیا) اس
بولی سے یہ شخص لایعقل محض معلوم ہوتا ہے کہ اسکو بات کرنی
بھی نہین آتی یا ہوشیار ہے کہ مسلمین کو احمق جان کر اپنے
کفر بات اگل رہا ہے اگر کوئی اوسکو کسی کلمہ پر ٹوکے تو صاف
جہل و حماقت کا دعوے اور عذر کر کے چھوٹ جاے ۔ ان
دونون شقون مین کبھی وہ شق غالب رہتی ہے کبھی یہ شق ۔ لایعقل
ہونے کی شق تو یون غالب ہے کہ ہر امر پر فوقیت لے گیا
ہے کہنے کی جگہ پر (ہر امور مین فوق لیگیا ہی) بولتا ہے یہ بولی
ایسی ہے جیسے کہا کرتے ہین کہ فلان شخص قابلیت مین فلان
شخص سے زیادہ ہے کوئے صاحب اسکی جگہ پر کہین فلان شخص
قابل مین فلان شخص سے زیادہ ہے ۔ یا کہتے ہین کہ آج

حاکم کے سامنے زید کی ولدیت بہ نسبت عمر کے ثابت ہوئی۔ کوئی صاحب اوس فقرے کو یون اوگلین کہ آج حاکم کے سامنے زید کی ولدیت بہ نسبت عمر کے ثابت ہوئی وعلی ھذا القیاس اور ہوشیار بیروٹے کی شوخی یون غالب ہے کہ وہ کہتے ہین کہ ایسا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جو امّی محض ہو اوسکا یہی ایک معجزہ رسالت کیا کم ہے کہ اوسکا کلام فصحائے عرب کے مقابلے مین باوجود بےعلمے کے ہر امور مین فوق لے گیا۔ اس جملہ کے الفاظ دیکھو۔ ع

چشمش بطرفے میرود مژگان نمنا کش نگر
در سینہ دارد آتشے پیراہن چاکش نگر

کفر علنیہ کے ٹکڑے ہین کہتے ہین کہ ایسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جو محض امی ہو اور امی محض کے معنی جاہل مطلق لیئے ہین چنانچہ اگلا فقرہ یعنی باوجود بےعلمی کی ہر امور پر فوق لی گیا ھے اس امر پر دال ہے کہ لاکلام ثانیًا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جاہل کہنا یا وہ لفظ جو اس عیب پر موہم ہو کفر ہے اور اوس کا قایل کافر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم امّی تھے جاہل نہ تھے العیاذ باللہ امّی اور ہے جاہل اور اس اجہل نے ان دونون مین تمیز نہ کی انا للہ وانا الیہ راجعون جاہل اوسکو کہتے ہین

کہ علم نہ رکھتا ہو جیسا کہ یہ خود ہے کہ علم و جہل مین فرق نہین کرتا اور اُمّی کے معنے یہ ہین کہ کسی ملائے مکتبی کے سامنے کتاب نہ کھولی ہو اور اوس قلیل العلم کے سامنے زانو تہہ نہ کیا ہو نہ یہ کہ اللہ تعالے نے بھی اوسکو نہ سکھایا ہو اور شدید القوے ذو مرّہ کو اوسکے تعلیم کے واسطے مقرر اور معین نہ کیا ہو۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے بشر کے تلمذ سے بچایا اور کہین آپ ہے بلا واسطہ تعلیم کے جیسا کہ فرماتا ہے عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ[1] اور کہین اس کام پر جبرئیل کی تعینانی کی خبر دی جیسا کہ فرماتا ہے[2] عَلَّمَهُ شَدِيْدُ الْقُوٰى ذُوْمِرَّةٍ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ فقرات بھی بہ مقتضائے بے وقوفی صادر ہوے ہون اور ہم ہوشیاری سمجھتے ہون +

لیجئے اور ایک بوند غلیظ نجس آپ کے قلم ادبار رقم سے ٹپکی ہے جسمین عقلمندی کی لی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن شریف کو اوسکا کلام کہہ گئے ہین اس لطیفہ گوئی سے اپنے ہمجنسون مین مُفْتَخَرْ (مفتخر) ہوے ہونگے۔

تیسرا ریزہ سخیف یہ ہے کہ اور اوسکے انتظام سیاست اور قواعد تمدن

---

[1] اور سکھایا تجھکو جو کچھ نہ تہا تو جانتا۔ سورہ النساء پارہ والمحصنت (۵)

[2] سکھایا اوسکو سخت قوتون والے نے صاحب قوت ہے۔ سورہ نجم پارہ قال فما خطبکم (۲۷)

نے جہلائے عرب کو اونکی زندگی کا مطلب اور اونکی ہستی کا سبب بخوبی ذہن نشین کردیا عرب کے بادیہ گزوین کیا امیرالقیس ایسے فصحائے عرب کی طلاقت لسانی کی قابل نہ تحسین ہے نہیں! نہیں!! ضرور تحسین ہے۔ لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی پرجوش تلقین سچّی خداپرستی کی رہبر تھی اسلیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یوماً فیوماً کامیابی اور آپ کی تقریر کا برقی اثر فوراً محسوس ہوا) اسکا حاصل یہ ہے کہ طلاقت لسانی امیرالقیس (امرءالقیس) اور طلاقت لسانی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہی سے تھے گرچونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم میں ایک بات یہ زاید تھی کہ اونکو تلقین پرجوش اور سچّی خداپرستی تھی اسواسطے یوماً فیوماً کامیابی ہوئی اور آپ کی تقریر کا برقی اثر فوراً محسوس ہوا اور امیرالقیس (امرءالقیس) میں یہ تلقین پرجوش اور سچّی خداپرستی نہ تھی اسواسطے باوجود طلاقت لسانی کامل کے اوسکے یوماً فیوماً ترقی نہ ہوئی استغفراللہ کہاں فصاحت و بلاغت و طلاقت لسانی امرءالقیس اور کہاں فصاحت و بلاغت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوسمیں اور اسمیں ممکن اور واجب کا فرق ہے اوسکی طلاقت لسانی حد امکان سے باہر نہ تھی اور قران مجید و فرقان حمید کے طلاقت لسانی دائرہ امکان سے باہر ہے کسی بشر کو باوجود کثرت دعاوے کے

آجتک مثل اقصر سورہ ثانی کی طاقت نہ ہوئی اونکے کلام مین باوجود
دعاوے فصاحت و بلاغت کے تنافر کلمات اور تعقیدات بھرے ہین
اور یہ کَلَامُ الْمَلِكِ مَلِكُ الْكَلَامِ از اوّل تا آخر ہر عیب لفظی اور
معنوی سے صاف وشفاف ہے چنانچہ اون شعراء وفصحا نے
خود ہی انصاف کیا ہے کہ نزول قرآن کے وقت قصائد سبعہ
معلقہ کعبہ کے دروازے سے اوتار لیے۔ اور اس کلام پاک مین
وہ صفات کاملہ ہین کہ کسی بندے کا کلام اوسکو کسی جہت سے نہین
پہونچتا کَمَا قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ كُلُّ جُمْلَةٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ مُعْجِزَةٌ
وَحُفِظَ مِنَ التَّحْرِيْفِ وَالتَّبْدِيْلِ عَلٰى مَمَرِّ الدُّهُوْرِ وَقَارِيْهِ
لَا يُمِلُّهٗ وَسَامِعُهٗ لَا يُمِجُّهٗ بَلْ لَا يَزَالُ مَعَ تَكْرِيْرِهٖ وَ
تَرْدِيْدِهٖ غَضًّا طَرِيًّا تَتَزَايَدُ حَلَاوَتُهٗ وَتَتَعَاظَمُ
مَحَبَّتُهٗ وَغَيْرُهٗ مِنَ الْكَلَامِ يُمَلُّ مَعَ التَّرَدُّدِ
وَيُعَادِيْ اِذَا اُعِيْدَ يُوْنُسُ

جیسا کہ کہا بعضے علماء نے کہ ہر جملہ قران سے معجزہ ہے اور محفوظ رہا ہے تحریف اور تبدیل سے اوپر گذرنے زمانہ کے اور قاری اپنے کو ملال مین نہین ڈالتا اور سامع اپنے کو تکلیف نہین دیتا بلکہ ہمیشہ رہتا ہی ساتھ تکرار اپنی کے اور اولٹ پھیر کے تر و تازہ دن بدن زیادہ ہوتی ہے شیرینی اوسکی اور دن بدن بڑہتی ہے محبت اوسکی اور غیر اوسکا کلام سے ملال دیتا ہے ساتھ چند بار پڑہنے کے اور برا دکھتا ہے جب کہ اعادہ کیے جاوے اور قران ایسا ہی کہ انس

بِهٖ فِي الْمَخْلُوقَاتِ وَيُبْتَلَاحُ بِهٖ وَبِهٖ مِنْ شَدَائِدِ الْأُمُورِ وَاشْتَمَلَ عَلٰى جَمِيْعِ مَا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ جَمِيْعُ الْكُتُبِ الْإِلٰهِيَّةِ وَزِيَادَةً أَرَادَ بَعْضُ الْفُصَحَاءِ بِمُعَارَضَةِ بَعْضِ سُوْرَةٍ وَقَدْ أُوْتِيَ مِنَ الْفَصَاحَةِ وَالْبَلَاغَةِ الْحَظَّ الْأَوْفٰى

فَسَمِعَ صَبِيًّا فِي الْمَكْتَبِ يَقْرَءُ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ

مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ رَجَعَ مِنَ الْمُعَارَضَةِ وَمَحَا مَا كَتَبَهٗ وَقَالَ مَا هٰذَا مِنْ كَلَامِ الْبَشَرِ

اور بس عجیب سے اس شیخ کا کودی سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فصاحت کے مقابلے مین فصاحت و طلاقت امرالقیس کو ذکر کرتا ہے شاید کہ یہ شخص عقل و ذہن سے نہایت بے بہرہ ہے اور قطع نظر ایمان اور اوسکے عدم کی ذوق صحیح بھی اگر اس شخص

سے لیے جاتا ہے ساتھ اوسکے تنہائیون مین اور راحت طلب کیجاتی ہے ساتھ تلاوت اوسکی کے سختی کامون سے اور ملا ہوا ہے اوپر تمام اون چیزون کے کہ جنکو شامل ہین ساری کتب الہیہ اور زیادہ کو ارادہ کیا ہے بعضے فصحا نے معارضہ بعض سورہ اوسکی کو اور حال یہ کہ دیا گیا تھا وہ فصاحت اور بلاغت سے نصیب وافر پس سنا اوسنے ایک لڑکے کو مکتب مین کہ پڑھتا تھا (اور کہا گیا اے زمین نگل جا پانی اپنا اور اے آسمان بس کر یعنے تھم اور خشک کیا گیا پانی اور تمام کیا گیا کام) پھر گیا معارضہ سے اور مٹا دیا وہ جو کچھ کہ لکھا تھا اور کہا نہیں ہے یہ کلام بشر سے +

کو ہوتا تو اس قران کے ذکر کے ساتھ امرء القیس کی فصاحت کا ذکر نہ کرنا دیکھو دو چار شعر امرء القیس کے بڑے دعوے کے مذکور ہوتے ہین اور اوسکی مقابل مین قرآن کی آیات غور کرو کہ اوس سے اس سے کچھ علاقہ بھی ہے یا نہین + **اشعار** قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرَى حَبِيبٍ وَمَنْزِلِ + بِسِقْطِ اللِّوَى بَيْنَ الدَّخُولِ فَحَوْمَلِ + فَتُوضِحَ فَالْمِقْرَاةِ لَمْ يَعْفُ رَسْمُهَا + لِمَا نَسَجَتْهَا مِنْ جَنُوبٍ وَشَمْأَلِ +

تَرَى بَعَرَ الْآرَامِ فِي عَرَصَاتِهَا
وَقِيعَانِهَا كَأَنَّهُ حَبُّ فُلْفُلِ +

دیکھو ان اشعار مین کیا مزہ ہے پہلے تو غریب غریب مواضع کے نام دَخُول و حَوْمَل و تُوضِح و مِقْرَاة مذکور ہین اور پھر یہ ضرورت شعری شمال کو شَمْأَل باندہا ہے اور مضمون کیا واہی ہین کہ اپنی معشوقہ کے عرصات وقیعان کی تعریف یہ ہے کہ مینگنیاں ہرنیوں کی وہان ایسی معلوم ہوتی ہین جیسے گول مرچ کے دانے یہ مشابہت

ترجمہ ٹھہر جاؤ تم دونون کہ روئین ہم ذکر حبیب اور منزل سے + سقط لوی (نام مقام) مین درمیان دخول اور حومل (نام مواضع) کی + پھر توضح اور مقراۃ (نام مواضع) کہ نہین زایل ہوا اثر اوسکا + اسواسطے کہ جسوقت چھپا لیتی ہے اوسکو گرد اک ہوا جنوب کی تو شمال سے ساتھ مٹی کے بن کھول دیتی ہے وہ ہوا + دیکھے تو مینگنیون کو ہرنون کی اوس کے میدان اور برابر زمینون مین ۔ گویا کہ وہ دانہ ہین گول مرچ کے

دیکھئے اوس بیچارے کو اور کوئی مضمون ہاتھہ نہ لگا تو یہی باندہ دیا
جسکو سالن مین ڈالکر نوش کرتے ہونگے اور بغیر درستی شعر میں سمانے
کو کانا پڑتا ہے ورنہ تقطیع مقطوع ہو جاتی ہے۔ اب
اسکے سامنے قرآن کی آیات کو دیکھیے فرماتا ہے۔ ثُلَّةٌ مِّنَ
الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۞ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ
مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ
مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ
مَّعِيْنٍ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ وَفَاكِهَةٍ
مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۞ وَحُوْرٌ
عِيْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا اِلَّا قِيْلًا
سَلٰمًا سَلٰمًا وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَا اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّ
طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ

* بڑی جماعت ہو پہلوں میں سے اور تھوڑی پچھلوں میں سے اوپر جڑاؤ ہوئے سونے کے
تارون سے بنا ہوئی کی ہیں تکیہ کیے ہوئے اوپر اونکی آمنے سامنے پھیرینگی اوپر اونکی لڑکے
ہمیشہ رہنے والی ساتھہ آبخورون کے اور آفتابونکی اور پیالیون کے شراب صاف سے نہیں سر
دکھائی جاویگی اس سے اور نہ بکا بولینگی اور میوے اوس قسم سے کہ پسند کریں اور گوشت
جانورون کے اوس قسم سے کہ چاہیں گے اور واسطے اونکے عورتیں اچھی گوری آنکھون
والیاں مانند موتیون چھپائے ہوئے کے بدلا اوس چیز کا کہ تھی رہ کرتی نہیں سنیں گے
بیچ اوسکے بیہودہ اور نہ گناہ کی باتیں مگر کہنا سلام ہو سلام ہے اور داہنی طرف والے
کیا ہیں داہنا طرف والے بیچ بیریون کانٹے دور کیے ہوئے کے اور کیلے تہ بتہ۔

وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ لَّا مَقْطُوْعَةٍ
وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ط اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ
اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ط ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ
وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ط وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ط
فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ط
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ
ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ط

یہ مختصر حال ہے تینوں فرقہ کا ایک سابقین دوسرے اصحاب الیمین
تیسرے اصحاب الشمال کیسکے عقل صحیح وسالم ہو صدمات مصاحبات کفرہ
لیام سے تو معلوم کرسکے کہ تینوں فرق کا حال ترتیب سے کس فصاحت
کے ساتھ بیان فرمایا ہے - اور جو لطائف ونکات اس مین ہین
اوّل تو طاقت بشر نہین کہ کماھی بیان کرے اسکے ساتھ سے
اگر تھوڑی سی جو عقل بشر پر کھلے ہین معلوم کرنا ہو تو اس مقام کو

اور سایہ لنبا اور پانی گرتا ہوا اور میوے بہت نہین کاٹا گیا اور نہ منع کیا گیا اور بچھونے بلند
تحقیق ہمنے پیدا کیا تو ان عورتون کو پیدا کرنا ایسا کیا ہم نے انکو کواری سہاگ والی ہم عمر واسطے
داہنی طرف والون کے جماعت کثیر ہے پہلون مین سے اور جماعت کثیر ہے پچھلون مین سے
اور صاحب بائین طرف کے کیا ہین صاحب بائین طرف کے بیچ ہوا گرم کے اور پانی گرم کے
اور سایہ دھوئین کے کہ نہین ٹھنڈا اور نہ عزت والا تحقیق وے تھے پہلی اس سے نعمت مین پلے
ہوئے - سورۂ واقعہ پارہ قال فما خطبکم (۲۷)

تفسیر کبیر فخر الدین علیہ الرحمہ مین ملاحظہ کرے اور اوس سے امتیاز

ہمین کلام حاصل کرے - قدمامین سے ایک شاعر نے جو اس فن مین

مشار الیہ بالبنان تہا اپنی جاریہ سے جو نہایت فصیحہ تہی کہا قَاتَلَكِ اللّٰهُ

مَآ اَفْصَحَكِ اوسنے کہا بعد قران او ترنے کے اب کوے

فصیح بہی باقی رہا - ؟ اوسنے کہا کوئی فصاحت قران کے بیان تو کر

اوس جاریہ نے کہا دیکہو ایک آیت ہے اوسمین دو امر ہین اور

دو نہی اور دو خبر اور دو بشارت ہین اور وہ آیہ یہ ہے -

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْٓ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ + ارضعیہ

اور القیہ یہ دو امر ہین اور ولا تخافی و لا تحزنی

یہ دو نہی ہین اور انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین

+ اور وحی کی ہم نے طرف مان موسے کی یہ کہ دودہ پلاے جا اوسکو پس جب ڈرے تو اوپر اوسکے پس ڈالدی اوسکو بیچ دریا کے اور مت ڈر اور مت غم کہا تحقیق ہم پہیر لانیوالے ہین طرف تیری اور کرنے والے ہین ہم اوسکو پیغمبرون سے - سورہ قصص پارہ امن خلق السموات (۲۰)

یہ دو خبر ہین اور دو بشارت ہین + اور خضر و موسی علیہما السلام
کے قصے مین طریق تعلیم حکماے یونان برتا ہے کہ وہ لوگ پہلے
طبعیات سکہاتے ہین جنمین بحث ہو اون چیزونکے احوال سے جو
خارج اور ذہن دونون مین مادۂ خاصہ کے محتاج ہون پھر جب متعلم
کی عقل مین ایک طرح کا تجرد حاصل ہوا تو ریاضیات بتاتے ہین جنمین
بحث ہو اُن چیزونکے احوال سے جو خارج مین تو مادہ خاصہ کے
محتاج ہون اور ذہن مین نہ ہون پھر جب متعلم کے عقل مین اِس فن
کے برتنے سے تجرد زیادہ بڑہا تو الہیات کی تعلیم کرتے ہین جنمین
بحث ہوتی ہے اون چیزون سے جو خارج اور ذہن دونون مین
کسی مادہ کیطرف محتاج نہین ہوتین چنانچہ خضر علیہ السلام نے
کشتی کے توڑنے اور لڑکی کے قتل کرنے اور دیوار کے سیدہا
کرنے کے بیان حکمت مین یہی طریقہ برتا ہے۔ پہلے کشتی کے توڑنے
مین کہتے ہین اما السفینۃ فکانت لمساکین یعملون فی البحر فاردت
ان اعیبہا یہ اردت کہنا اون کا صاف دلالت کرتا ہے اسبات
پر کہ اوّل وہلہ مین چونکہ متعلم کی ذہن مین تجرد نہین تھا تو پہلے ایسی

ٹ وہ جو کشتی تھی سو تھی واسطے فقیرون کے محنت کرتے تھے بیچ دریا کے پس ارادہ کیا مین نے
یہ کہ نقصان ڈالدون اوسمین۔ سورہ کہف پارہ قال الم (۱۶)

جنبر کا ذکر کیا جو محسوس ہوا یعنی خضر کا توڑنا اسیواسطے اردت کہا اسکے
بعد جب ذہن متعلم مین کچھ تجرد پیدا ہوا تو غلام کے قتل مین کہا۔

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۔ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۵

یہان اَرَدْنَا مین محسوس کے ساتھہ ایک معقول بھی ہوا جب
ارادت سے اَرَدْنَا کیا اَرَدْتُّ تک مرتبہ تہا تعلیم طبعی کا اور اَرَدْنَا
مین ایک طرح کا تجرد زاید ہوا تو مرتبہ ٹھرا تعلیم ریاضی کا پھر جب تجرد
کامل حاصل ہوا تو اپنے کو درمیان سے نکال لیا جو مرید بالذات تہا اسکا
ذکر کیا اور کہا ؛ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ
فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا
فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا

---

* اور وہ جو لڑکا تہا پس تھے ماں باپ اوسکے ایمان والے پس ڈرے ہم یہ کہ گرفتار کرے اونکو سرکشی اور کفر مین پس ارادہ کیا ہم نے یہ کہ بدلا دیوے اون لکو رب اونکا بہتر اوس سے پاکیزگی مین اور نزدیک تر مہربانی مین۔ سورہ کہف پارہ قال الم (۱۶)

++ اور وہ جو دیوار تھی پس تھی واسطے دو لڑکون یتیم کے بیچ شہر کے۔ اور تہا نیچے اوس کے گنج واسطے اون دونون کے اور تہا باپ اون دونون کا نیکبخت پس ارادہ کیا تیرے رب نے یہ کہ وہ پہونچین اپنی جوانی کو اور نکالین اپنا مال گڑا ہوا۔ سورہ کہف پارہ (۱۶)

یہ آواز تم ثانیٹ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ اب مرتبہ متعلم کا ٹہر گیا
اور مجرد نکمپلی سے جاڑ کی طاقت ہوئی اب تعلیم فن آلی مناسب
ہوئے دیکھو اس لطافت کو ہر باد ان کی عقل جوان فنون
و علوم سے بےبہرہ ہے کہان پہونچ سکتی ہے ۔ اور ہزارہا لطائف
ہین کہ ایسی ویسی کمثل پر ظاہر نہین ہو سکتی علمای راسخین رضوان اللہ
تعالے علیہم اجمعین کو بفضل الٰہی جل سلطانہ اون سے فی الجملہ بہرہ
ہے ۔ دیکھو یہ کلام اگر کسی بشر کا ہو تو ضرور ہے کسی نہ کسی سوال
وجواب مین کسے کاف کے قاعدہ علم سے تخلف ہوجاتا کیون کہ
لانے والا اسکا امی محض ہے کسی علم وفن والے کی صحبت
مین نہین بیٹھا کہ فنون کی جزئیات پر مطلع ہوتا از جملہ فنون ایک
منطق ہے کہ کب اونکو اسکے تحقیق کا اتفاق ہوا جو معلوم ہوتا
کہ نقیض سالبۂ کلیہ کے موجبۂ جزئیہ آتی ہے جو
جواب کعب ابن اشرف عالم الیہود مین وارد ہوا ہے قصہ
اسکا یون ہوا کہ ایک روز کعب ابن اشرف حضور عالم پناہ صلے اللہ
علیہ وسلم مین حاضر ہوا ۔ یہ شخص نہایت موٹا تھا حضور صلے اللہ علیہ وسلم
نے اوسکو دیکھتے ہی مسکرا کر فرمایا کہ اے کعب تجھے خدا کی قسم
سچ کہو کہ توریت مین مذکور ہے کہ موٹا حبر جہنم مین جائے گا یا نہین

اسپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ضحک مفرط لاحق ہوا وہ خبیث غمزنشدہ ہوکر ایسا ایک جملہ بولا کہ جس سے اوسکی ناک کٹ گئی اوسنے بے ساختہ کہا کہ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ اور اس انکار میں اوسکو یہ خیال نہ رہا کہ موسیٰ علیہ السلام جنکے امت میں وہ تہا کی نبوت بہی باطل ہوتی ہے اللہ تعالےٰ نے اوسکے جواب میں اوتارا کہ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِہٖ مُوْسٰی دیکھو اس نظم عالے کو موافق قاعدہ منطقی کے جواب عنایت ہوا اوس خبیث نے سالبۂ کلیہ بنایا تہا اور اوسکے نقیض ہے موجبۂ جزئیہ تو جواب موجبۂ جزئیہ سے دیا بہلا یہ اگر خدا کا کلام نہوتا تو ایسا بشر جسنے ان فنون کو تحصیل نہ ہو ایسا جواب شافی کیونکر دیسکتا

مصرعہ جو اسپر بہی نہ تم سمجہے تو پہر تم سے خدا سمجہے

شیخ جی کے جتنے اقوال ہیں سب مضحک ہیں یہ ضحک مفرط کیسا ہی کوئی غمگین بیٹہا ہو ان کا ایک قول یاد کرلے پہر ہنسی ہے اور وہ ہے ۔ اس قول کو دیکھیے فرماتے ہیں کہ عرب میں قرآن کے نازل ہونے اور خدا کو اپنی عجیب انگیز حکمت

٭ اللہ نے و تارا نہیں کسی انسان پر کچھہ ۔ سورہ انعام پارہ اذا سمعوا (۷)
٭ کہہ کسنے اوتارا ہے کتاب کو جو لایا اوسکو موسیٰ ۔ سورہ انعام پارہ اذا سمعوا (۷)

کا اظہار اوس ملک مین اسوجہ سے اور زیادہ منظور ہوا کہ جہان دنیا مین
فصحاے عرب کی بلاغت اور فصاحت کے جھنڈے گڑے ہوئے
تھے وہان شرک و بدعت وغیرہ رسوم قبیحہ مین بھے اوسکا نمبر سب سے
اوّل تھا اور تہذیب نفس وخداپرستی مین بالکل پیچھے - فصاحت کا
جواب تو ایک امّی کی خوش بیانی سے دیا گیا اور جہالت کا شرمناک
دہبہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلیم سے مٹا - اور افضلیت
مین اونکا پایہ اعزاز تکمیل رسالت سے بڑھایا گیا - چندروز بعد
وہی جاہل اور وحشی قومین تہذیب وشایستگی کے نورانی لباس سے
آراستہ ہوکر دنیا مین حکمران ہوئین اور تمام علوم مروجہ کے حق مین
اونکی تالیفون نے نفس مسیحائی کا کام کیا - اور علوم جدیدہ کے
اختراع نے اون کی لیاقت کو تمام دنیا مین مسلم کرادیا - بیشک
غیر اقوام کو اب تک اس بات کا تعجب ہے کہ بہ مقابلہ انبیاے
ماسبق علے نبینا وعلیہم السلام کے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
چندروزہ تعلیم نے لاکھون آدمیون ہزارون قریون اور متعدد
ملکون پر پورا قبضہ کرلیا - (انتہیٰ) اولٹی بات کہی کہنا یون
چاہیئے تھا کہ قرآن اللہ تعالے نے نازل فرمایا قالع شرک اور
اثبات توحید کے واسطے اور کمال فصاحت اور بلاغت کے

ساتھ آراستہ اور پیراستہ اسواسطے کیا کہ زمان نزول قرآن مین عرب کے ملک مین فصاحت اور بلاغت کے ہر طرف چرچے تھے جب اس (کلام اللہ) کی فصاحت اونکی فصاحتون کو زیر کردے تو حیران ہوکر اس کے قرانیت کا اقرار کرلین اور لانے والے کو رسول برحق سمجھین ۔ نہ یہ کہ عرب کی قوم کو جو فصاحت کا دم مارتی تھی اپنی فصاحت دکھائی تھی کہ تمہارے فصاحت اور بلاغت ہماری فصاحت وبلاغت کے سامنے ہیچ ہے اور چونکہ وہ لوگ شرک وبدعت اور اور امور قبیحہ مین بھی گرفتار تھے تو زیادہ حاجت ہوئی اس کلام فصاحت انضمام کے اوتارنے کی

یہ ادلٹ پھیر بہ تقتضاے جہل ہوا ہے تو اقرار جہل کا کرنا چاہیے کہ الزام کے وقت مفید ہو اور اگر امتحاناً یہ جملہ سرزد ہوا ہے تو خوب جان لیجئے کہ ابھی عقلاے روزگار ستی ہیں وہ ان باتون کو پہچان لیتے ہین جیسا کہ آگے مذکور ہوتا ہے ۔ تَبَخَّرَ بَعْضُ الْاُمَرَاءِ وَعِنْدَهٗ اَعْرَابِیٌّ فَفَرَّتْ مِنَ الْاَمِیْرِ رِیْحٌ خَفِیْفَةٌ

لطیفہ

(ترجمہ) بخور لیا کسی امیر نے اور اوس کے پاس اعرابی تھا پس اوڑی امیر سے ایک ہوا خفیف

فَاَرَادَ اَنْ یَّعْلَمَ هَلْ فَتِنَ بِهَا الْاَعْرَابِیُّ اَمْ لَا
فَقَالَ مَا اَطْیَبَ هٰذَا الْمُثَلَّثَ قَالَ نَعَمْ وَلٰکِنَّکَ رَبَّعْتَهَا

تو اب بھی الحمد للہ مثلث اور مربع مین امتیاز کرنے والے موجود ہین
اور آگے چلکے اس قول مین فرماتے ہین کہ (فصاحت کا جواب تو
ایک امی کی خوشبیانی سے دیا گیا اور جہالت کا نشر مناک دہبہ رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلیم سے مٹا یا گیا) اس عبارت سے معلوم
ہوتا ہے کہ جہالت کا نشر مناک دہبہ تو رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وسلم کے تعلیم سے مٹا یا گیا۔ اب وہ امی تبائے کون ہے جسکی خوشبیانی
سے فصاحت کا جواب دیا گیا اگر اوس امی سے بہی مراد رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہین تو یہ تنزیہ آپ کے کہ امی سے تو یون
ہوا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے یون ہوا۔ آپ کے
کمال فہم سے اطلاع دیتے ہے۔ اور عجب نہین کہ آپ نے اس
عبارت کے معنے اور ایک باریک رکھے ہون وہ یہ کہ یہ دو کام
حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے دو حیثیت سے ہوے

پس ارادہ کیا امیر نے یہ کہ دریافت کرے کہ آیا مطلع ہوا اوس پر
اعرابی یا نہین پس کہا امیر نے کہ کیا اچھا ہے یہ مثلث (یعنی تیجو حسین تین
جز یہ ہون) کہا اعرابی نے کہ ہان مگر تمنے اوس مثلث کو مربع (یعنی اپنی حدث سی کردیا

اس حیثیت سے کہ آپ اُمّی تھے قطع نظر رسالت کے اور قطع نظر مہبط تنزیل قرآن ہونے کے اپنے فصاحت سے فصحاے عرب کے دندان شکن ہوسے اور اسس حیثیت سے کہ آپ مہبط وحی اور رسول مقبول تھے اون جاہلون کا شر سناک وہمہ جہالت مٹا ڈالا - تو یہ معنے باریک ایسے ہین کہ چھوٹی سے چھوٹے کھوپڑے مین بھی نہ سمائین گی -

نفس امیت بغیر وحی آلہی جل سلطانہ کب کسی مدعی پر موجب ظفر ہوسکتی ہے اور جب وحی کو ظفر اور غلبہ مین دخل ہوا تو امیت صرف کے حیثیت نے کچھہ کام نہ دیا - اے شخص تجھے حکیم احسن اللہ خان کے حوالہ کرے کہ تیری فسدن باسلیق یا ہفت اندام بہ جبر لے یا ایارج فیقرا کی گولیان کھلا کر چند مسہلات عمل مین لاوے

تیرے سوداوی حرکات وسکنات سے تو میرا دم ناک مین آگیا اب اگلے فقرے کو جو اسس قول طولانی کا جزو ہے دیکھو بظاہر خوب میں جل کے باتین ہین مگر دشمن انابہ ازدوست ناجو ان دریدہ منکرین کا حق نمک ادا کرنا منظور ہے لیکن باقتضاے کمال حمق وسیے بات اون سے سرزد ہوتی ہے جو اونکے مخالف ہے کمال خلاف کرینے لحوق جوش وخروش اقوام مین بابت ممالک ستانی وسر کشنے جس سے ہم پہلے اطلاع دے آئے ہین کہ نئی ترتیب دینے کی غایت تمہارے

وہی ہے دیکھو ان الفاظ سے نکلتا ہے یا نہین (چند روز بعد وہے
جاہل وحشی قومین تہذیب و شایستگی کے نورانی لباس سے آراستہ
ہوکر دنیا مین حکمران ہوئین) اگر مراد تمہاری یہ نہ ہو اور ان فضائل صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذکر سے فقط تالیف قلوب مسلمین و نومسلمین
منظور ہو تو تمہارے مقصود سے کہ قران کے نئی ترتیب دینے بلحوظ
خاطر ہے ان چیزون کو کیا علاقہ ہوگا؟ مین حیران ہون کہ کس عقل
کا یہ آدمی ہے اور کن لوگونکی صحبت مین رہا ہے۔ چاہتا ہے کہ
قران کو مسخ کردے اور اپنی نئی ترتیب کو اگرچہ محال ہو ترتیب قدیم
سے اعلے و افضل کردے اور وہ مقتضی اسبات کا ہے کہ قرآن
کے نقصانات بیان کرے اور ترتیب قدیم کو ہیچ ٹھہرادے مگر
اسکے ساتھ فضائل قرآن اور حملۂ قرآن بسط سے بیان کرتا ہے
خود اوسکے مقصود کے مخالف ہے۔ غالبًا اسکا سبب سوا سے
اسکے نہین ہے کہ شیخ صاحب مسلمان کا نطفہ ہین اور یہ تاثیر نطفہ
کی ہے گو حکیم کا حقہ کے خلاف ہو بے اختیار ہے سے قلم
چل چل گیا ہے۔ اسپر حکایت عیسے بن صالح حاکم قیسرین کے جو
امام الحمقا ہے نہایت منطبق ہے کہ قَالَ بَعْضُهُم اَتَانِي رَسُولُهُ بِاللَّيْلِ

ترجمہ کہا بعضے علما نے کہ آیا میرے پاس قاصد امیر کا رات کو

فامرني بالحضور فتوهمت ان كتابا جاءه من امير
المؤمنين في مهم احتاج فيه الى حضوري مثلي فركبت
الى داره فلما دخلت سئلت الحجاب هل ورد
كتاب من الخليفة او حدث امر فقالوا لا فمضيت
الى الخدام فسئلتهم فقالوا مثل مقالة الحجاب
فصرت الى الموضع الذي هو فيه فقال لي ادخل
ليس عندي احد فدخلت فوجدته على فراشه
فقال اعلم اني سهرت الليلة مفكرا في امر لي
ساعتي هذه فقلت
وما هو الامر

پس حکم دیا مجھکو حاضر ہونے کا پس گمان کیا مینے کہ کوئی خط آیا ہے اوسکے
پاس امیر المومنین سے کسی مہم مین کہ محتاج ہوا ہے وہ بیچ اوس مہم کے طرف حاضر ہونے میرے
میری کی پس سوار ہوا مین طرف گھر اوسکے کی پس جب کہ داخل ہوا مین تو پوچھا مینے دربانون سے
کہ آیا آیا ہے کوئی خط خلیفہ کیطرف سے یا پیدا ہوا ہے کوئی امر پس کہا اون لوگون نے کہ نہین پس پہونچا مین خدمتگارون تک
پس سوال کیا مینے اونسے پس کہی اونہون نے وہی بات جو کہی تہی حاجبون نے پس گیا مین اوس جگہ کہ وہ وہان تہا
پس کہا اونے واسطے میرے کہ داخل ہو نہین ہے پاس میرے کوئی شخص پس داخل ہوا مین پس پایا مینے اوسکو
اوپر بستر اپنے کے پس کہا جان تو کہ تحقیق کہ مین جاگتا رہا ہون آجکی رات فکر مین ایک امر کی اس وقت تک پس کہا مینے وہ کیا امر ہے

اَصْلَحَکُمُ اللّٰہُ الْاَمِیْنَ قَالَ اِشْتَھَیْتُ اَنْ یُّصَیِّرَنِیَ اللّٰہُ
حُوْرِیَّۃً فِی الْجَنَّۃِ وَیَجْعَلَ زَوْجِیْ یُوْسُفَ الصِّدِّیْقَ
فَطَالَ لِذٰلِکَ فِکْرِیْ فَقُلْتُ لَہٗ ھَلَّا اِشْتَھَیْتَ مُحَمَّدًا
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّکُوْنَ زَوْجَکَ فَاِنَّہٗ سَیِّدُ
الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ فَقَالَ لَا تَظُنَّ اِنِّیْ لَمْ اُفَکِّرْ
فِیْ ھٰذَا فَقَدْ فَکَّرْتُ فِیْہِ
وَلٰکِنِّیْ کَرِھْتُ اَنْ اُغِیْظَ
عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا

اسکے بعد ایک اور قول عجیب یہ ہے کہ (قولہ) تواریخ سے یہ بات بخوبی
ثابت ہے کہ انبیاے متقدمین علے نبینا وعلیہم السلام نے سیکڑون برس
کی عمر پائی لیکن اونکی امت عشر عشیر بھی شاہراہ ہدایت پر نہ آئی اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی ۶۳ برس کی عمر مین ملک عرب اور بعد آپ کے
قریبا تمام یورپ ۔ ایشیا ۔ افریقیہ کے کل ملکون مین اسلام رائج ہوگیا

اصلاح کرے اللہ امیر کا کہا اوس نے مجھے خواہش ہوئی اس بات کی کہ کرتا مجھکو اللہ تعالے ایک حور
جنت مین اور کردیتا زوج میرا یوسف صدیق کو پس طول ہوا اسلیے فکر میری پس کہا مین نے
اوسکو کہ کیون نہ خواہش کی تھی اس بات کی کہ محمد رسول اللہ تمہارے شوہر ہوتے کیونکہ وہ سردار سب نبیون علیہم السلام
کے تھے پس کہا اوس نے کہ نہ گمان کر تو کہ مین نے اسکی فکر نہ کی ہوگی تحقیق فکر کی اسکی مینے لیکن مگر وہ رکھتا ہے یہ کہ غصہ دلاؤن

اسلام کی حقیقت اور سچائی کا اعتراف دیگر مذاہب مین بخوبی کر لیا گیا۔
انتہیٰ اس قول کا حاصل یہ ہے کہ انبیاے متقدمین کے سیکڑون برس
کی عمر مین وہ نہ ہوا جو حضرت سنے ترسٹھ ۶۳ برس مین کیا۔ کون کونسی
بات کو دیکھو ہر ہر جملہ خبر دیتا ہے کہ لکھنے والے کے دماغ مین خلل ہے
کیونکہ یہان ترسٹھ برس سے اگر ایام نبوت و خلافت راشدہ دونون
مراد لیے ہین تو تئیس ۲۳ نبوت کی اور تیس ۳۰ خلافت راشدہ کے جملہ
ترپن ۵۳ ہوتے ہین نہ ترسٹھ ۶۳ اور اگر فقط ایام نبوت و رسالت مراد
لی ہے تو تئیس ۲۳ برس ہین باقی عمر شریف کی اسمین کیا گنتی ہے شاید
اس شخص سنے بچپن مین یہ حکایتین کہانی کو بڈھیون سے سنی ہین
پھر بوڑھا ہو کر بھے اوسکے تمیز نہ کی بھلا یہ تو آپ کی تمیز ہے اور قرآن
کی ترتیب جدید کا ارادہ کیا کہون ع گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل +
اور یہ جو لکھا ہے کہ اسلام کی حقیقت اور سچائی کا اعتراف دیگر مذاہب
مین بخوبی کر لیا گیا بارک اللہ اتنی بات تم سنے اتفاقاً راست راست
بے کم و کاست کہی۔

شعر

گاہ باشد کہ کودکے نادان
بہ غلط بر ہدف زند تیرے

بے شک ہر مذہب والا منصف اسلام کے سچائی اور خوبی کا قایل

ہے مگر اسکے ساتھ ہی اسکا بھی قایل ہے کہ یہ ترتیب قدیم نہایت پسندیدہ
ہے کیونکہ سوائے تمہارے یہ نہیں کہا کہ ترتیب اسکے اِس زمانے
کے موافق نہیں تعجب ہے کہ نصاری وجود جو اس دین کے بڑے
دشمن مشہور ہیں وہ تو ترتیب پر کچھ اعتراض نہ کریں اور تم ایک مسلمان
کے بچے کہلا کر باوجود بے علمی کے اوس پر حرف رکھو۔ اِن حرکتوں سے
مسلمان تو مسلمان عجب نہیں کہ تم سے شخص کو کافر بھی عقل سے خارج
سمجھیں پھر اوس وقت دیکھنا چاہیے کہ تمکو غیرت آتی ہے یا نہیں۔ ایک
حافظ صاحب نہایت بوڑہی داڑھی چڑھائے کسی انگریز کے پاس گئے
اونسے کہا تم راجپوت ہو؟ کوئی اوس مجلس والوں میں سے بولا
کہ یہ شیخ صاحب ہیں اور حافظ قرآن۔ انگریز نے کہا یہ مسلمان ہونے
کے سوا حافظ بھی ہیں؟ یہ کہکر اونکے داڑہی پر ہولٹ دیا حافظ جی
غیرت دار تھے اسی غم میں مر گئے وَيْلٌ لِمَنْ كَفَّرَهُ نمرود عرب
میں ایک نسل دایر و سایر ہے اللّٰهُمَّ عَافِنَا مِنْ مُوجِبَاتِ الذِّلَّةِ
وَالنَّدَامَةِ ٭ وَآمِنَّا بِبَرَكَةِ إِيمَانِنَا بِالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ مِنْ

اقْرَأْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: خرابی ہے اوس شخص کی جسکو کافر کہا نمرود نے۔ یہ ایک عرب کی نسل ہے۔
ترجمہ: الٰہی بچا ہمکو اسباب ذلت اور ندامت سے اور امن میں رکھ ہم کو بہ برکت ایمان ہمارے
کے ساتھ نبی کے اور اوس چیز کے جو اوتاری ہے تو نے اون پر حرف اقرا سے قیامت
سے آمین یا رب العالمین۔

دیکھیے آگے ایک قول ہے نہایت مزیدار وہ یہ کہ (قولہ میں بحیثیت
ایک محمدی کے کہ اسلام کے سچا ہے مین سرگرم اور فرقہ حنفیہ کے
پاک مشرب مین کاربند ہون اور کافر ہون اگر اسلام کو ہر امور مین غیر
مذاہب پر ترجیح نہ دون۔ لیکن مین یہ ضرور کہونگا کہ قرآن کے
ترتیب موجودہ زمانہ حال کے بہت ناموزون ہے۔ اور اوسکے
مخلوط مضامین کم بنیوں کے نظرون سے ضرور مخفوظ ہین انتہی) ‡
عجب فقرے ہین جنکے معنے محقل آپ ہی سمجھتے ہونگے دوسرا صاحب
ذہن سلیم و فہم مستقیم سمجھہ نہین سکتا پہلے تو آپ مسلمان کی بچی یا
نو مسلم بنتے ہین اور مسلم اوسے کہتے ہین کہ قران پر ایمان لاوے
اور قران پر ایمان لانے کے معنے یہ ہین کہ خدا کا کلام ہے محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اوترا ہے اور قیام قیامت تک دشمنون
کے دخل سے محفوظ رہیگا چنانچہ اتنی مدت تک کہ چودہوین
صدی شروع ہے اسکا تجربہ تمام عالم کو ہوچکا اور بعد سے
قیامت تک ایسا ہی رہیگا تو آپ اس کے بگاڑنے
کا ارادہ نہ کیجیے اور ایمان پکا رکھئے کہ اس مین ہیر پھیر کبھی
نہ ہوسکیگا۔ اور اگر آپ گھر مین گھسکر کوئی کتن کی طرح کہ

‡ برس ایک یہودی تھا اور سنکہ یہ سوچکر کہ اگر علما کے دین حق پر ہین تو جنت مین

استفسار

عیسویت ظاہر کر کے اور اپنی عیسویت نفاقی کا عیسائیون کو معتقد کر کے انجیل کو خوب زیر و زبر کیا اور جس بات کو چاہتا تھا اونکو اوسکا معتقد بنایا۔ آب محمدیت ظاہر کر کے اور محمدیت نفاقی کا محمدیون کو معتقد کر کے قرآن شریف کو زیر و زبر کرنا چاہتے ہین تو حضرت سلامت انجیل منسوخ ہو چکی تھی اوسپر عمل کرانا اللہ کو منظور نہ تھا اوسکے منسخ کر دینے کا سوا آخرت کے ورر کے دنیا مین کوئی تدارک نہین کیا اور قرآن ناسخ کتب سابقہ ہے اور اسکو رکھنا تا نفخ صور خدا کو منظور ہے تو محرر مین کی قیامت کی تمام دہاڑ کے علاوہ دنیا مین بھی اوقات مخصوصہ مین خبر لی جاتی ہے۔ اور اسبات سے قطع نظر آپ فرمائے تو کہ آپ ترتیب کسطرح بدلینگے۔ ہ فقط سورتون کو مقدم و موخر کر دینگے جیسا کہ اکثر پنجسورہ مین ہوا کرتا ہے تو ایک پنجسورہ کتب فروش کے دوکان سے منگوا کر پڑہا کیجئے اپنے اوپر کاہے کو تکلیف اوٹہائے

داخل ہونگی اور یہودی دوزخمین جائین گے کسیطرح انکو بھی اپنے ساتھ رکھو ایک بڑے پادری کے گرجا مین جاکر کہا کہ مین نے شب کو خواب مین خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اب مین سچا عیسائی ہون پادری سنکے خوش ہوکر اپنا کتب خانہ اسکی حوالہ کر دیا اور بعد چندے مرگیا تب یہی اوسکا قائم مقام بن بیٹھا پھر تو اون کتابون کو اسطرح خراب کیا کہ سریانی زبان مین اب کی معنی دب ہین اوسکے اب کا ترجمہ باپ کر دیا جب ہی سے عیسائی خدا کو عیسےٰ کا باپ کہتے ہین۔

اور اگر اسطرح پر دینگے کہ جتنی سورتیں تمجید باری میں ہیں وہ علیحدہ اور
سورتیں صفات باری میں ہیں وہ علیحدہ اور جن سورتوں میں اخلاقی
باتیں ہیں وہ علیحدہ اور جن سورتوں میں تمدنی باتیں ہیں وہ علیحدہ
اور جن سورتوں میں فرائض ہیں وہ علیحدہ لکھے جائیں تو بتائیے کہ
وہ صورتیں قرآن میں کہاں ہیں جو کہ مقدم و موخر کیے گئے ہوں
کہ جن میں فقط تمجید باری ہو اور کوئی چیز نہ ہو یا فقط صفات باری ہوں
دوسری چیز نہ ہو یا فقط اخلاقی باتیں ہوں دوسرے چیز نہ ہو یا فقط
تمدنی باتیں ہوں اور کچھ نہ ہو یا فقط معاشرت کی باتیں ہوں دوسرے
چیز نہ ہو۔ اور اگر قرآن کا شیرازہ کھولکر آیت آیت ہر مضمون کے
ملانا چاہتے ہو تو صاف صاف یہ اقرار کیوں نہیں کر لیتے کہ قرآن
کو ایک معیوب اور منفصل قرار دے دینگے اور کسی ضرورت کے
کے سبب آیتوں کا نظم قدیم بگاڑ کر قرآن کو نعوذ باللہ مسخ کر ڈالینگے
تو قطع نظر اس بات کے کہ یہ قرآن مقبول جہان و جہانیان ہوگا یا
نہیں آپ کے دعوے کے خلاف ہوگا کہ آپ آگے لکھتے ہیں اگرچہ
یہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ میرا ارادہ بجز موخر و مقدم سورتوں کے
دوسرا نہیں انتہی) یہ تو سورتوں کا نام لیکر آیتوں میں آپ ہاتھ
ڈالا چاہتے ہیں۔ شاید آپ آیتوں کو سورتیں سمجھے ہیں میاں صاحب

آیتیں اور ہین سورتین اور آپ قرآن سے اتنی اجنبی ہین اور اسپر ماشاء اللہ ترتیب کا ارادہ ہے اور
اگر آپ آیتون اور سورتون مین فرق جانتے ہین تو قاعدہ سورتونکی مقدم و موخر
کرنے کا کرکے آیتون کا مقدم و موخر کردیا گیا گندم نمائی جو فروشی
نہین ہے کیا سارا جہان احمق ہوجائے گا کہ آپ کی ان
ہوشیاریون پر مطلع نہ ہوگا۔ اچھا اس سے بھی قطع نظر آپ اپنی
ترتیب کے فواید اور بے ترتیبی سابق کے نقصانات خوب واضح
طور پر بیان فرماتے۔ اگر ترتیب سابق مین یہ نقصان ہے کہ ہر چیز
ایک جگہ نہ ہونے سے ضرورت کے وقت جلد سے حکم نکل نہین سکتا
اور چاہتے یہ ہین کہ بوقت ضرورت جلد نکل آیا کرے تو مقصود یہ
ہوگا کہ کلام + فقہ + فرائض + اخلاق کی سب کتب پھینکدین فقط قرآن سامنے
رکھکر جو مسئلہ ان فنون کا چاہین نکال لیا کرین۔ ہم پوچھتے ہین
کہ یہ ترتیب واجب ہے یا جائز و مستحسن؟ اگر واجب ہے تو نزول
کے وقت سے واجب تھی یا اب تیرہ سو برس کے بعد واجب ہوئی
اگر وقت نزول سے واجب تھی تو مدعی اسلام سے ہم پوچھین گے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس واجب کو کیون ترک کیا
اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم نے اس سے کیون چشم پوشی
کی جو نوبت آپ کو پہنچی۔ اگر کہئے کہ امور مہام کے درپیش ہونے سے

اسکی فرصت نہین پائی جیسا کہ آگے مذکور ہے تو پوچھا جاے گا کہ آیا
ترتیب کی فرصت کیسے پائی جو چلی آتی ہے - اور اگر اب واجب ہوئی ہے
تو اسکے وجہ قلمبند فرمائے کہ اب کونسی حاجت اعیہ ملجیہ
خلق کو لاحق ہوئے جو اوّل اسلام سے تیرہ سو برس تک تمام عالم ہفت اقلیم
کے مسلمین کو نہ پڑی - اور اگر واجب نہین تھی اور نہ ہے بلکہ جائز و مستحسن
تھے اور جائز و مستحسن ہے تو یہ کلام آپ کا (لیکن مین یہ ضرور کہونگا
کہ قران کے ترتیب موجودہ زمانہ حال کے بہت ناموزون ہے)
اسکے مخالف ہے بہت ناموزون ہونے کے سنئے تو کہے کیا ہین
بہت ناموزون ہے یعنے خلاف ہے اور مناسب وقت نہین ہے
اور مناسب وقت ہونا جائز نہین ہے تو وہ ترتیب ناجائز ٹھیرے
تو یہ ترتیب مکنون واجب ہوگی - اور یہ شق ستھے جواز کے نکل آیا
وجوب - اور اس سے بھی ہم درگذر کرین اور آپ کے بے ترتیبے
اور بے ربطے سے چشم پوشی کرین تو آپ کو ہم مسلمان مان کر جیسا کہ
آپ بار بار اپنے مسلمانے کے مقر ہین بعد ثبوت اسبات کے کہ
قران مجید کے سور اور آیات کے ترتیب توفیقی ہے جیسا کہ پہلے ثابت
کر چکے پوچھتے ہین کہ جب قرآن خدا کا کلام ہے تو اوسمین جتنی آیتین
ہین سب قران کی ہین اور کسی جن و بشر کا کلام اوسمین داخل نہین

حفاظت

ضرور ہے کہ آیہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ قرآن ہے کے ہوگی اور یہ وعدہ حفاظت اللہ کا پہنچا ہے تو ہر طرحسے اوسکی حفاظت ہونی چاہئے۔ ایک حفاظت یہ ہے کہ جتنا اوترا ہے اوس سے زیادہ اور کم نہین ہونے پایا وہ تو اس تیرہ سو برس مین باوجود حاجات اور دواعی کے ظاہر ہوچکا کہ یہی تیس پارے شرق سے غرب تک مسلمانون کی زبان پر ہین اور ہر مسلمان کا اسی پر اعتقاد ہے کہ قرآن کے تیس ہی پارے ہین جنہون نے چالیس پارے اعدا سے سیل کھا کے وہ بس اس تیس پر اور ملا کے ٹھہرائے تھے حفاظت الٰہی اوسکو ظاہر ہونے نہ دیا۔ اور دوسرے حفاظت یہ ہے کہ اس اتنے مدت مین اوّل دن سے آجتک کسی غیر کا کلام یا کلمہ داخل نہین ہونے پایا وشمن اولاد آدم نے چاہا تو بہت مگر اللہ کے حفظ کے سامنے کچھہ چل نہ سکے نہین تو کہین تو سنا جاتا۔

اور تیسرے حفاظت یہ ہے کہ جس ترتیب توقیف سے جہان کو ملا ہے شرق سے غرب تک اوسی ترتیب پر کروڑون حافظ کو یاد ہے کیا اتنی مدت مین تمہاری رائے کا آدمی کوئی جہان مین پیدا نہین ہوا جسنے یہ سوچا ہوتا جو تمنے سوچا ہے اور ترتیب توقیفی کو بدلا نہ ہوتا لیکن دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے دشمن بہت پیدا ہوئے

مگر حفظ آلہی اپنا کام کرتے رہے ہیں۔ اور تعجب کی بات ہے کہ اپنی
ایک جزئی عقل ناقص سے جو منغمس ہے اوہام میں اور صندوق ہیولا
نیت میں بند ہے اتنا بڑا کام لینا چاہتے ہو بغیر فہم صحیح کے کہ عقول
عالیہ اوس میں دنگ ہیں خدا کے کسی کام میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔
یہ تو اوسکی صفت کلام ہے اگر کسی کام میں دخل دے سکتے ہو تو پہلے
اپنے سے شروع کرو اور اپنے میں جتنے اعضاء رئیسہ ہیں ایک جگہ
کرو اور دھڑ وسر ایک جا دل وجگر ودماغ ایک جا حواس ظاہرہ ایک جا
اور باطنہ ایک جا اخلاط ہضوم اربعہ ایک جا۔ اور سارے
قوی معہ قوت مولدہ ایک جا اور اسکے ساتھہ ایک غلطی اس ترتیب
آلہی میں یہ بھی نکالئے کہ دونوں آنکھیں آگے ہی لگا دی ہیں
ایک آگے ہوتی اور دوسرے گدی میں تو اپنا ہونا دشمن کے
حرب و ضرب سے بچا رہتا۔ ایسے ہی نہیں ہیں کہ مظہر صفت
فعلی آلہی ہے پہاڑ ایک جا ہوتے دریا دریا ایک جا
کوئیں کوئیں ایک جا مسطح زمین ایک جا وہاد
ایک جا تلال ایک جا انبہ کے درخت ایک جا لیموں
لیموں کے شجر ایک جا انار انار کے ایک جا اور علی ہذا القیاس
آسمان میں کواکب سیارہ ایک جا ہوتے ثوابت ایک جا۔

دوائیر ایک جا اقطاب ایک جا - اِن کے تراکیب اور ترتیبات مین تو گفتگو نہین قرآن جو ایک آسمان ہے بطور صفت کلام الٰہی کا اوس کے نجوم آیات حکمت بالغۂ الٰہیہ سے متفرق مقام مین جڑی ہین جیسا کہ آسمان مین نجوم وکواکب متفرق طور پر جڑے ہین اور اوس تفرق مین حکم ہین جو اصحاب رصد اور مناظر کواکب پر ظاہر ہوے اور ہوتے ہین ویسا ہی کچھ علماء مرا سخین کو اس تفرق آیات کی بہت حکم بلیغہ معلوم ہوے ہین اور ہوتے ہین اس نظم کے بگاڑنے سے وہ منافع جو اس ترتیب و نظم مین خدا نے رکھے ہین جاتے رہین گی اور یہی باریکی سمجھکر اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ویسے ہی رہنے دی - اور اگر یہ باریکی اون کے انظار عالیہ مین نہ ہوتی تو یہ ضرورت کہ بر تقدیر مبوّب و مفصل ہونے قرآن کی آسانی سے مسئلہ نکل آتا ہے جیسے اونکو لاحق تھی (کہ وہ اسکا جامہ پہنے ہوے تھے) تمکو اس ایمان ضعیف کے ساتھ (کہ تمہارے اور اون کے ایمان و ضرورت اتباع و تعمل مین وہ نسبت بھی نہین ہے جو اعظم جبال کو ہے ساتھ قطر ارض کے) ایسے ضرورت نہین ہے - وہ ضرور

ؤ یہ ایک مسئلہ ہے ریاضی کا -

ایسی ترتیب دیتے کہ پھر کسیطے نہ دی جاتی کیونکہ وہ عرب العربا
اور افصح الفصحا اور ادیب الادبا تھے اور عربی اونکی مادری
زبان تھی بعد کو پھر دیسے زبان دان باقی نہین رہے اسلیے کہ مکہ
و مدینہ زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی زبان کثرت ورود اصحاب السنہ
مختلفہ سے کہ اپنے اپنے مقامات سے ایمان لالاکے حج و زیارت کو
آئے اور بہت اون مین سے بہ نیت مجاورت مکہ و مدینہ مین رہگئے
بعد چند روز کے وہان بھی وہ خالص عربی باقی نہ رہی - یہ حال
تو مکہ مدینہ کا ہوا اب باہر چلو عجم کا آدمی خواہ فارسی ہو خواہ
ترکی خواہ ہندی ہو خواہ سندی بغیر صرف و نحو کے
کان یکون کے معنی سمجھہ نہین سکتا خیر ایک مدت دراز کے بعد
اوسنے اساتذہ سے صرف و نحو پڑہے خدا خدا کرکے کان یکون
فعل یافعل کے معنی سمجھنے لگا مگر اوسکے صنایع بدایع لغات
پر حروف ونحو سے اطلاع نہوئی اسلیے پھر حاجت پڑی معانی بیان
بدایع سیکھنے اور لغات یاد کرنے کے ایک عرصے مین ان فنون کو
بھی کچا پکا - جان کہپا کر سیکھا اب غریب مرگیا اپنے فہم مین
عالم بن بیٹھے پیرا اپنے علم کا امتحان لینے یا دینے کو اتفاق سے
مکہ مدینہ گئے وہان بازاریون کے سامنے جاہل مطلق ٹھہرے اور

نہ نکلے مشق لسان نہ ہونے سے کچھہ نہ کچھہ نقصان ہوا اور جھوٹ چپیٹ کھا گئے یہ تو مولویوں کا حال ہے اگر آپ حاویں تو معلوم نہیں کہ آپ سے کیا سابقہ پڑے کہ آپ عربی زبان سے ایسے اجنبی ہیں کہ شعراء عرب تک کے نام بھی صحیح نہیں جانتے کہ امرا لقیس کو امیر القیس لکھتے ہیں یا اسکو بھی غالبًا آپ ناسخ ہے کی غلطی بتاوینگے یہ کیا ناسخ آپ کو آپ کی قسمت سے ملگیا جو تنسیخ کے عوض مسخ کرنے لگا خدا خیر کرے مگر ع کوئی جانے یا نہ جانے مین تو تجھکو پا گیا۔ جب سارے جہان مین اسطرحکی عجائبات باقی نہ رہی تو اب بتاو کہ ایسی کتاب جلیل کے کون شخص قدر کیسی سمجھہ سکتا ہے اور کیونکرا ولٹ پھیر کی قدرت رکھتا ہے خصوصًا آپ۔ بھائی جان اس کام کو وہی کریگا جسکو قطع نظر اور خرابیوں کے حیا سے کچھہ علاقہ نہ ہوگا غالبًا اس مین جرّاری کا ارادہ ہے کہ پانسو درخواست اوّل طلب کرتے ہو مگر یہ نفع اول بار ہی ممکن ہے دوبارہ آپ کی مٹکی کو کوئے نہ کھلوائے گا۔ ایک شخص کسے زمانے مین لکھنؤ کے کسی بازار مین ایک مٹکا کئی کپڑون سے لپٹا ہوا لاکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا

---

* باریکیین۔

کر اسمین آدمی کی جان ہے کوئی کچھ دیوے تو کہو کہ کیا دون یہ
بات سنکر خالی ذہن اور بے فکری بہت سے جمع ہو گئے اور
حسب الطلب اوسکی دیکر مٹکا کھلوایا تو اوس مین سے ایک سوکھی
روٹی کا ٹکڑا نکلا - اوسنے کہا دیکھو یہ آدمی کی جان ہے اگر آدمی
اسکو نہ کہائے تو چند ہی روز مین ہلاک ہو جاتے - اب فرمائے جسنے اس
مٹکی کی جان دیکھی ہوگی پھر دوبارہ اوسکا یا کسی دوسرے کا مٹکا
کھلوانے پر اصرار کرے گا؟ نہین نہین!! ہرگز نہین کرے گا - بلکہ اوسکے
بدلے مین جو کچھ کرے گا وہ تم کو خود ہی معلوم ہو گا ع چرا کارے
کند عاقل کہ باز آید پشیمانی - خیر پہلا ہتھا تو مار لیے پھر دیکھا جائے گا
روٹی کمانے کی ترکیبین کیا کیا عقلاء روزگار نے نکالی ہین عشعش
کرتا ہون - آگے کے لوگ جو کسیکا مال مارنا چاہتے تھے تو کچھ اپنے پاس سے اولٹ پھیر
اور ضربین لگا لیا کرتے تھے اب تو بڑے گھر بیٹھنا* دینے لگی خدا
حافظ ہے زمانہ اخیر ہے جو کچھ نہ ہو وہ تھوڑا ہے تیرہ صدی ہو چکین
اب چودھوین صدی ہے جو جو دیکھنا مقدر ہو گا وہ دیکھنا پڑے گا -

* یہ ایک مثل ہے مطلب یہ ہے کہ بڑے بڑون مین گنتی لگائی ہے -

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ حَوَادِثِ الزَّمَانِ وَاعْصِمْنَا مِنْ مَكَائِدِ الشَّيْطَانِ
وَاجْعَلْ اَعْدَاءَ الْقُرْاٰنِ وَالدِّيْنِ خَائِبِيْنَ وَخَاسِرِيْنَ ۔ بِحُرْمَةِ
الْاَنَامِ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ
آگے چلکے آپ فرماتے ہیں کہ رقوق الخ یہ ایک تحریک ہے جسکو میں موثق
دلایل سے ثابت کرتا ہون ممکن ہے کہ میری راے ناقص غلط ہو اور یہ بھی
ممکن ہے کہ جو میں کہتا ہون قوم اوسکو گوش دل سے سنے انتہی پہلے
ان ذات شریف سے کوئی پوچھے کہ وہ موثق دلایل آپ کے کہان ہیں؟
اس رسالے میں ہیں؟ یا کسی اور دوورقی میں تانک رکھے ہیں؟ یا
فقط آپ کے ذہن شریف میں ہیں کہ ابھی کمن البطون سے بروز نہیں فرمایا
یہ رسالہ تو موثق دلایل سے پاک ہے ہر ہر جگہ اس کی جھاڑو بابطال
سے جھاڑی گئی مگر ایک تنکا بھی اون دلایل موثقہ کا اسمین پڑا
نہیں پایا جسکے باعث ان کے وجود پر دلیل ہوتی ۔ اور اگر کسی اور
رسالے میں آپ نے لکھا ہے تو قربان اس ہوش وحواس کے کہ لکھنا

ف الٰہی محفوظ رکھہ ہم کو زمانے کے حادثون سے اور بچا ہم کو
شیطان کے مکرون سے اور کردے دشمنان قرآن ودین کو نامراد اور ٹوٹے والے بحرمت
امام خلق اور امین وحی کے رحمت کرے اللہ تعالے اوپر اون کے اور اوپر آل واصحاب
اونکے کے اور سلام بھیجے اون پر دن قیامت تک ۔

کہیں تنہا لکھا کہیں۔ اور اگر آپ کے پیٹ میں ہیں تو بہت سی چیزیں نجس وطاہر آپ کے بطن میں بھرے ہونگے کیا وہ آپ کے دعاوی بے معنی کے دلائل موثقہ بن سکتی ہیں؟ اور اگر اس سارے میں ہیں تو شاید الوپ انجن لگائی ہوئے ہیں کہ دکھائی نہیں دیتے۔ اور اگر فرض کیا جائے کہ یہ نہائل قافیہ جو اول سارے سے یہاں تک آپ سے صادر ہوئے ہیں یہی دلایل موثقہ ہیں تو یقینی آپ کی رائے ناقص غلط ہے اس میں امکان کو دخل نہیں جو آپ کہتے ہیں کہ (ممکن ہے کہ میری رائے ناقص غلط ہو) اور یہ جو آپ کہتے ہیں کہ (اور یہ بھی ممکن ہے کہ جو میں عرض کروں قوم اوسکو گوش دل سے سنے) یہ بھی ممکن نہیں کہ ایسی خرافات کو کوئے قوم گوش دل سے سنے کیونکہ بات وہی سنی جاتی ہے جو کچھ معقول ہو۔ اَیُّهَا الرَّجُلُ اللَّجُوجُ اَیَّ شَیْءٍ تَصْنَعُ اِذَا عُرِضْتَ عَلَی الْقَهَّارِ سَرِیْعِ الْعِقَابِ یَوْمَ الْوُقُوْفِ صُحُفُ اَعْمَالِكَ بِالسَّیِّاٰتِ مَنْضُوْدٌ وَ مَحْفُوْفٌ

(۱) اے آدمی جھگڑا کیا کرے گا تو جب کہ سامنے لایا جائے گا تو سامنے قہار سریع العقاب کے دن قیامت کے صحیفے اعمال تیرے کے برائیوں سے لپٹے ہوئے اور گھرے ہوئے

تَبْكِي ذَالِكَ الْيَوْمَ عَلَى تَخْرِيبِ الْقُرْاٰنِ وَتَعْلَقُ عَلٰى ضِيَاعِ بَعْضِ عُمْرِكَ وَتَعْتَذِرُ وَوَاللّٰهِ لَا يُقْبَلُ عُذْرُكَ يَغْضِبُ الْاِلٰهُ وَتَزْفِرُ النَّارُ وَيَقُوْلُ اللّٰهُ خُذُوْا فَغُلُّوْا مُخَرِّبِي الْقُرْاٰنِ الْاَشْرَارِ فَتَبْطِشُ الْمَلٰئِكَةُ بَطْشَةً جَبَّارٍ +

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ

وَمِنْ اَصْحَابِ النَّارِ +

آگے دیکھئے کیا فرماتے ہین (قولہ) گو یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ میرا ارادہ بجز سوقو و متقدم سورتون کے دوسرا نہین ہے۔ اور جو نقص قرآنی مین کوئی نقص پیدا نہین کرسکتا مگر ہمارے پیشوایان مذہب کا تعصب اونکو خاموش نہ رہنے دیگا۔ اور کفر و الحاد کے فتوون سے میری عزت افزائی مین پہلوتہی نہ کی جائے گی۔ لیکن میرا قومی جوش اب مجھکو معترضین اور اونکے لعین کے زبان درازی برداشت کرنے کی اجازت نہین دیسکتا

روئیگا تو او سدن خراب کرنے سے قران کے اور افسوس کریگا اوپر ضایع ہونے بعض عمر اپنی کے اور عذر کرے گا تو اور قسم ہے اللہ کی مقبول نہ ہوگا عذر تیرا۔ غضب کرے گا اللہ اور پکاریگی جہنم اور فرمائیگا اللہ پکڑو پس طوق پہناو خراب کرنے والون کو قران کے جو شریر ہین پس پکڑینگے فرشتے پکڑنا سختی کا۔ پناہ مانگتا ہون ساتھ کے دوزخ اور دوزخ والون سے +

اور میری مستقل ہمت اور تمام صاحب کو انگیز کرنے کے لیے بہت خوشی سے اونکا خیر مقدم کر رہی ہے ۔

ضد سے خاشاک مری مسر پہ ید پھینکے تو بھی

میرے آنکھوں پہ وہ فرگان سیر مسر پہ لیبو

انتھے اس قول میں کئی جملہ ہیں پہلا جملہ یہ ہے کہ اگرچہ میں بخوبی جانتا ہون کہ میرا ارادہ بجز موخر و مقدم سورتون کے دوسرا نہیں اور جو نقش قرانی مین کوئی نقص پیدا نہین کر سکتا مگر ہمارے پیشوایان مذہب کا تعصب اونکو خاموش نہ رہنے دے گا اور کفر و الحاد کے فتودن سے میری عزت افزائی مین پہلوتہی نہ کی جائے گی (انتہی) اس جملہ کے معنے بھی خود ہی سمجھے ہون گے کوئے اہل عقل غور سے بجے نہین سمجھہ سکتا اسواسطے کہ موخر و مقدم کرنے سورتون کے دو معنی ہین ۔ ایک یہ کہ سورہ آل عمران کو مقدم کر دینگے اور سورہ بقرہ کو موخر اسیطرح اخیر تک سورہ ناس کو سورہ فلق پر اور سورہ اخلاص کو سورہ لہب پر اور سورہ فتح کو سورہ کفرون پر اور علے ہذا القیاس ۔ اور کچھ آیتون کے اندر دست اندازی نہ کرینگے ۔ آیتون کی ترتیب اپنی جگہ پر چھوڑین گے اور کوئی چیز کم زیادہ سارے قرآن مین نہ کرینگے ۔ اور یہ کہین گے کہ یہ ترتیب ہم نے

کسی ضرورت سے دی ہے گو ترتیب سابق حق و برحق ہے اور
خدا کی دی ہوئی ہے لیکن پیشوایان مذہب کو کیا پڑا ہے جو تعصب سا
کرینگے اور تعصب کی راہ سے تمہارے تکفیر کرینگے اسواسطے کہ تم نے
تو قرآن مین سوا آگے پیچھے لکھنے سورتون کے کوئی جرح و تعدیل
نہین کی ہے ایسے ترتیبین تو دنیا مین بہت سی پائی جاتی ہین کوئی
بست سورہ اور کوئی ہفت سورہ اور کوئی پنج
سورہ لکھتا اور چھاپتا ہے۔ پیشوایان مذہب کب ایسے جامعین اور
مرتبین کے کفر و الحاد کے فتوے دیا کرتے ہین۔ اور اگر سورتکے
موخر و مقدم کرنے کے یہ معنی ہین کہ نام تو فقط تقدیم و تاخیر کا لیا
اور اوسمین اور کچھہ زیادتی کمی کی اور سورتون کے تقدیم و تاخیر ٹھہرا کر
آیتون کے تقدیم و تاخیر کے اور علیم حکیم کو عزیز الرحیم اور
حمید مجید کو جبار متکبر کرکے اولٹ پھیر دیا اور یہ دعوے
کیا کہ یہ ترتیب اس زمانے کے موافق ہے اور اسپر کوئی دلیل
بھی نہ لاے تو پھر تمہین کہو کہ اس تقدیر پر پیشوایان مذہب
کو تمہارا کفر و الحاد ثابت کرنا پہنچتا ہے یا نہین اب بغور دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ تقدیم و تاخیر دوسرے معنی کر آپ کو منظور
ہے اور اس بات پر چند قرینے ہین۔ ایک یہ کہ اوس تقدیم

وتاخیر پر پیشوایان دین کی طرف سے کفر و الحاد کے فتوون کا خوف
ہے اور فتوون کا خوف جبھی ہوگا جب کوئی بات خلاف کہوگے - دوسرا
قرینہ اسکے بعد کے جملہ کا مفاد ہے ورنہ جملہ یہ ہے کہ (لیکن میرا
قومی جوش اب مجھکو معترضین اور مخالفین کی زبان درازی برداشت
کرنے کی اجازت نہین دے سکتا -) اس سے مقصود اونکا یہ معلوم
ہوتا ہے کہ جتنے اعتراضات قرآن پر معترضین مخالفین کے وارد ہوے
ہین اونکو اس نئی ترتیب سے اوٹھادونگا اور یہ بات ظاہر ہے کہ
اعتراضات معترضین کی اگر ترتیب قدیم سے نہ اوٹھین گے تو اس ترتیب
جدید سے کب اوٹھین گے کیونکہ موافق اون کے دعوے کے
سوا تقدیم وتاخیر سور کے اور کچھہ اوسمین تصرف نہ ہوگا تو پھر قرآن
وہی رہا بشخصہ سوا اتنی بات کے کہ سورہ بقر کو سورہ آل عمران
سے مثلاً پہلے نہ لکھا پیچھے لکھا پہلے نہ پڑھا پیچھے پڑھا تو یہ ترتیب
یعنے فقط سورتون کے تقدیم وتاخیر مجرد اور کچھہ زیادتی کمی سے
جب کہ اعتراضات معترضین کو اون کے زعم مین اوٹھا نہ سکے گی
تو ضرور ہے کہ اوسمین کچھہ اپنا دخل دیا جائے گا بلکہ ایسا دخل دیا جائیگا
کہ قرآن منسخ ہوجاوے اور اوسمین اپنا مطلب نکلے اور اس مطلب نکالنے
پر ایسے جان ودل سے آمادہ ہوئے ہین کہ غیرت وحیا کو بالائے طاق

رکھکر لٹکتے ہین ؎ شعر

ضد سے خدا کی سر پہ وہ پہنکے گیسو
میری آنکھون پہ وہ مژگان سر پہ گیسو

لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس کو اپنے آنکھون کے مژگان
اور اپنے سر کے گیسو بنائے ہین کچھ پروا نہین کرتے لمن یشاء

دیکھے ہین بہاینے بہت ہمنے بہی اکثر گیسو
پر نرالے ہین جہان سے یہ ستمگر گیسو

بھیس بدلا کے نمودار ہوئی لعنت خلق — یہی آنکھون پہ ہو مژگان وہی سر پر گیسو

بنچنچی کے موافق کربلا بہانڈ بہی اپنے مطلب برآری کے
واسطے پائجامے مین جالی لوٹ کی میانی لگاکر دربارون سرکارون
مین جایا کرتا تھا اگر کوئی اوس سے کہتا کہ کم بخت تو اتنی بیحیائی
کیون کرتا ہے تیرا بدن جہنم مین جلایا جائے گا تو وہ جواب دیتا تھا
کہ واہ حضرت مین کسیکو رولاتا تھوڑا ہی ہون مین تو سب کو ہنساتا ہون
اور خوش کرتا ہون اور جو بندگان خدا کو خوش کرے اوس سے خدا
راضی ہوتا ہے اور اوسکے واسطے جنت مین موعود ہے ایسا ہے
شاید کچھہ ان کی ذہن مین بہی آیا ہوگا بہر تالیف قلوب مسلمین کے واسطے
اسکے آگے قرآن کے منزل من اللہ ہونیکا اقرار کرتے ہین

وہ قول یہ ہے (قولہ) قرآن کے منزل من اللہ ہونے مین کسی
مسلمان کو انکار نہین اور جسکو کچھ بھی شبہ ہو وہ مسلمان نہین ہر مسلمان اسبات
کو عمدہ طور پر جانتا ہے کہ قرآن متعدد سورتون مین بوقت ضرورت اور
مقتضائے محل نازل ہوتا رہا ہے جنمین کہین تو مسلمانون کو صبر کے ہدایت
ہوتے تھے کہین جہاد کی ترغیب کہین شہداے غزوات کے مرثیے
بیان ہوتے تھے۔ اور کہین غازیان عدو شکار کے تعریف اور سکے
سورتین جو مضامین کے ہیڈنگ (سرنامے) ہین اونمین شان نزول
اور مقام صدور کا اظہار ہے۔ اسقدر بیان سے ہمارے مسلمان بھائیکو
معلوم ہوگیا ہوگا کہ قرآن مجموعی طور سے ایک مرتبہ نازل نہین ہوا تھا
بلکہ رفتہ رفتہ۔ پس اس سے یہ بات عمدہ طور پر ثابت ہوگئی کہ ترتیب
کلام مجید خدا کا کام نہین بلکہ دماغ بشری کا نتیجہ ہے انتہی) فقرہ اول
یعنی (قرآن کی منزل من اللہ ہونے مین کسی مسلمان کو انکار نہین
اور جسکو کچھ بھی شبہ ہے وہ مسلمان نہین انتہی) اگر محض تالیف قلوب
کے غرض سے نہین لکھا تو اس جگہ اسکو اونکے مضمون سے کیا
علاقہ ہے؟ نہایت اور مقصود تو قرآن کے بے ترتیبی کا اثبات ہے
اور پھر قرآنیت کا اقرار یعنی چہ؟ شاید اس مقام پر سہو ہو
دور ہوگیا کہ لکھتے لکھتے کچھ سنبھلکر اور بکتے بکتے ذرا دہل کر ایک آدھ

دوق تعریف کا بطور ابلہ فریبی اور بغرض تالیف قلوب کرا تہا قلم ادبار
توام سے نکالا - یا اہل اسلام کا رعب طاری ہو گیا کہ بے اختیار یہ جملہ
نکل آیا - جانتے کہین اور تہے آ گئے ادہر نگر راستہ بہول کر - محفل اغیار مین
سنبہلی لیکن ہم کو دیکہکر ؎

دشنۂ بدوش عیر نہاد از رہ کرم
مارا چو دید لغزش پارا بہانہ ساخت

سبحان اللہ یہ شخص بہے اپنے کو کچہہ سمجہتا ہے کہ عقلاے روزگار کے
جمگہٹے مین مکر و حیل کے تاتار برقعون مین چہپکر جانتا ہے کہ
مجہے کوئے نہ پہچانیگا ؎

تو خواہی جامہ و خواہی قبا پوش
بہر رنگے کہ آئی مے شناسم

اور سنئے کہ فقرہ دوم مین اعنی (ہر مسلمان اسبات کو عمدہ طور پر
جانتا ہے کہ قرآن متعدد سورتون مین بروقت ضرورت اور
مقتضاے محل نازل ہوتا رہا ہے انتہی) ایک جہوٹ اس پیرایہ
مین بیان کی ہے کہ گویا وہ جمیع اہل اسلام کا مسلمہ ہے حالانکہ
قضیہ بالعکس ہے کیونکہ اس جملہ کے ظاہر معنے یہی ہین کہ جب ضرورت
پڑی اور جیسا محل ہوا متعدد (یعنے کئی کئی) سورتین اترین -

بهلا وه ایک ضرورت اور ایک محل تو همکو بتلائی که جسمین متعدد سورتین
اوتری هون ؟ شاید آپ کو متعدد کی معنی هی معلوم نهین هین اور کچهه اور
آپ نے اسکے معنے اپنے دلمین ٹهیرائے هین یه نتیجه هے بے علمی کا
یا قرآن کے معنے سمجهنے نے آپ کو فهمین ذهین کر دیا هے که جهان کهین
کوئی عربی لفظ آجاتا هے تو بے علمی کی جهت سے آپ کے کلام کو
ایسا بے معنی کر دیتا هے که اوسکے معنے پهر آپ هی سمجهه سکتے هین کوئی
دوسرا اهل علم نهین سمجهه سکتا بهلا یه عربی میوه جب تمهارے گلے
مین پهنستا هے تو پهر کاهے کو نگلتے هو۔ شاید وه ترتیب بهی گلے
مین پهنستی هے جو بدلنے کا اراده هے واه ری تیری بهادرے
اس کچی کهوپری پر پهاڑ سے ٹکر دینا بدستے هو پهلے گهر
کی کسی کچی پکی دیوار سے ٹکرا ٹکرا کر کهوپری مضبوط کر لو پهر بڑی
ٹکر کا اشتهار دینا۔ جس سے آپ نے انعام لینا ٹهرایا هوگا وه
اِنعام کے بدلے آپ کو اَنعام مین داخل کرے گا اور
اوسکے آپ کے ضرور گلے پڑ هوگی۔ سنئے ایک عجیب وغریب
حکایت اس سے لگتی هوئی هے که ایک شخص کسی کچهری مین
نئے نوکر هوئے۔ وهان دیکهتے کیا هین که منشی اور متصدی جب کام
کرتے کرتے تهک جاتے هین تو اپنے اپنے خدمتگارون کے

طرف ہاتھہ بڑہاتے ہین تب وہ ایک گلوری اونکے ہاتھہ مین دیدیتے
ہین۔ وہ منھہ مین رکھہ لیتے ہین اور پھر کام کرنے لگتے ہین۔ ان ایک
منشی صاحب نے اپنے خدمتگار کو چار پیسے دیے کہ تم بھی بازار سے
گلوریان بنواکر اپنے کمر مین رکھا کرو جب ہم کام کرتے کرتے تھک جایا کرین
تو تم ایک گلوری ہمارے ہاتھہ مین رکھدیا کرو۔ اتفاقاً وہ خدمتگار کہین
میواتی تھا بازار مین چار پیسے کے پان لینے گیا وہ دن تھے گرمی کے
پیسے پیسے پان ملنے لگا۔ اسنے اپنے جی مین کہا کہ چار پیسے کے
چار پان کھانے سے کیا فائدہ یہ سوچکر اوسنے اون چار پیسے کا آٹا خریدا
اور اوسکی ایک دو روٹی پکوالین اور اوسکے ٹکڑے کرکے کمر مین
رکھلیے اور اپنے آقا کے پیچھے جا کھڑا ہوا جب منشی صاحب نے کام
سے تھک کر اوسکی طرف ہاتھہ بڑہایا۔ اوسنے ایک ٹکڑا روٹی کا
ہاتھہ مین دیدیا۔ منشی صاحب نے اوسکو دیکھکر کہا وہ ہنوان وہ
اوسنے کہا کھاؤ گھبراؤ نہین بہت سے ٹکڑے میرے پاس ہین
تو جس کسینے آپ کو قرآن کی نئی ترتیب دینے کو نوکر رکھا ہوگا
اوسکو عمدہ توقع ہوگی اور جب آپ یہ تخریب کر دکھائے گی اور

ٗ یعنی موات کا باشندہ۔ موات ایک ملک ہے اکبر آباد اور دہلی کے نواح مین

اور گلو رہان کی جگہ روٹی کے ٹکڑے اور سکے ہاتھہ مین دیدین گے تو فرمائیے وہ آپ کے ساتھہ کسطرح پیش آئے گا۔ ہم آپ کو نصیحت کرتے ہین کہ یہ کام ہرگز اپنے ذمہ نہ لیجئے اور مفت مین اپنے کو ہنسوائی گوچہ و بازار نہ بنائے کیون کہ ان امور سے جیسکے پہلے کہا گیا کچھہ اوسکی منفعت نہ ہوگی۔

یہان تک تو آپ کے اور آپ کے مبلغ علم کی کیفیت اہل علم کو معلوم ہوئی آگے اسکے دیکھئے اور مزہ ہے۔ فقرہ ثالث مین آپ نے کیا بکا ہے کہ (اسقدر بیان سے ہمارے مسلمان بہائیون کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ قرآن مجموعی طور سے ایک مرتبہ نازل نہین ہوا تہا بلکہ رفتہ رفتہ پس اس سے یہ بات عمدہ طور پر ثابت ہوگئی کہ ترتیب کلام مجید خدا کا کام نہین بلکہ دماغ بشری کا نتیجہ ہے) اس کلام مین عجب بوقلمونی ہے قرآن مجموعی طور پر نازل نہ ہونے سے کیونکر معلوم ہوا کہ ترتیب اوسکی خدا کا کام نہین ہے بلکہ دماغ بشری کا نتیجہ ہے؟ یہ تو جب ہوتا کہ متفرق طور پر نازل ہونے کے ساتھہ آیات وسور کی ترتیب توقیفی یعنے بحکم الٰہی نہ ہوتی جاتی۔ اور جب باوجود متفرق نازل ہونے کے آیات وسور کی ترتیب بہ حکم الٰہی ہوتی گئی ہے جیسا کہ پہلے ہم ثابت کر چکے ہین تو اوسکو دماغ بشری کا نتیجہ کہنا آپ کے دماغ

ضعیف وحیرانی کا نتیجہ ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے اصطلاح قایم کی ہے کہ جو کلام خداتعالے کے یہان سے ولو کان مرتبا فی لوح المحفوظ متفرق اوقات مین اوترے۔ یا کسی حاکم دنیاوی کے یہان سے کسی کتاب مرتب انتظام بالکلیہ کے احکام متفرق اوقات مین صادر ہون اور بعد نزول وصدور کے اون کے مرتب کرنے کا حکم موافق لوح محفوظ یا کتاب انتظامی کے خداتعالے یا بادشاہ کیطرف سے نازل اور صادر بھی ہوا ہو اوسکو باوجود مرتب ہونے کے فی الواقع بمجرد تفرق نزول وصدور کے اوقات مختلفہ مین غیر مرتب کہنا چاہئے۔ تو اس اصطلاح کے موافق وہ جو تم قرآن کی ترتیب دیا چاہتے ہو اگر اوسکو کوئی تمہارا معشوق (جسکے لعنت اور پھٹکار معتبر) بخاشاک کو اپنے چشم مبارک کے مژگان اور سر شریف کے گیسو بنایا چاہتے ہو غیر مرتب کھے تو ہوسکے گا۔ اسواسطے کہ ترتیب قرآن دنیا آپ سے ان واحد ہ مین تو ہو نہ سکے گا اجزاوں کے واسطے بھی ایک زمانہ درکار ہوگا قلیل یا کثیر اور اوس مین بھی اس ترتیب مکنون کے واسطے اوقات مختلفہ ٹھہرینگے۔ کیونکہ اوس زمانے سے بعض اوقات

سونے مین صرف ہون گے اور بعض کھانے مین اور بعض بیت الخلا جانے مین اور بعض بون تبیل لانے مین اگر خادم نہ ہو اور بعض کسی تقاضائے بشری مین اگر جوان ہو گے اور بعض اہل حق کے حق ادا کرنے مین اور بعض کسی بیمار کی تیمارداری مین اور بعض بچون کے کھلانے اور دل بہلانے مین اور بعض وہان کی حاضری مین جہان کہین آپ کی معاش کی صورت ہو گی اور جب یہ ترتیب شریف بھی اوقات مختلفہ مین ٹھیرے تو بقول آپ ہی کے وہ بھی غیر مرتب ہو گی۔ اور جب آپ کی ترتیب بھی غیر مرتب ٹھیری تو اوس سے قرآن مجید کیونکر مرتب ہو گا شاید عقل کے بازار سے آپ اسپیشل ٹرین پر سوار ہو کر دو واسپہ بھاگ گئے تھے۔ اور یہ فقرہ صفائی عقل سے کیا لکھا کہ ازدماغ بشری کا نتیجہ ہے نتیجہ کے معنے بچہ ہے یا کوئی اور۔ اگر بچہ ہے تو سر کی بھیجی کا بچہ اس فقرے کے معنے ہوئے۔ انسان کا بچہ۔ حیوان کا بچہ سنا دیکھا تھا مگر آدمی سر کے بھیجے کا بچہ کبھی سنا بھی نتھا آپ نے دکھا دیا۔

اور اگر نتیجے کے معنی بچے کے نہین ہین بلکہ وہ معنے مراد ہین جو اہل منطق کے مصطلح ہین یعنی اشکال مین سے حد اوسط گرا کر

حاصل ہوتا ہے تو اب دماغ بشری کے نتیجہ تک یہ مقدمہ ہو سکے
کہ دماغ بشری ہیں بہ اعانت قوۂ باطنہ حس مشترک اور وہم جو صور
جزئیہ خارجیہ اور معنے جزئیہ ذہنیہ حاصل ہوتے ہیں اور وہ تصرفات
قوت متخیلہ سے محفوظ نہیں ہیں اوسکے کو سے شکل منطقیہ بنا کر اوس سے
حد اوسط دور کرکے نتیجہ نکالیں ۔ یہاں اس معنے کر کچھ نتیجہ نہیں ہو سکتا
سوا معنے کہ جب خدا نے بہ ترتیب قرآن کی دی تو بشر کے دماغ کے
اندر صور جزئیہ خارجیہ اور معانی جزئیہ کی ایک شکل صغرے اور کبرے
درست کرکے بنا سکے معلوم نہیں کہ کون سی شکل تھی پہلی - دوسری
تیسری - چوتھی اور شکل بنانیکی ضرورت کیا پڑی ۔ اور شکل بنانیکی ضرورت جب ہی ہوتی
مدعی خصم کے مقابلے میں اپنا ثابت نہ ہوتا ہو تو اوسکی شکل بنا کر
نتیجہ نکالے اور وہ نتیجہ اوسکا (یعنے مدعی کا) مدعی ہو - یہاں خصومت
کس سے تھی اور کون سا کر ثبوت ترتیب تھا جو بشر نے صغرے کبرے
بنا کر نتیجہ دماغی نکالا - اور اگر نتیجہ اس معنے کر نہیں ہے تو
آپ کا نتیجہ تصنیف ہوگا - معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے نتیجہ کے معنے
کام کے لیے ہیں اور دماغ بشری سے بشر مراد لیا ہے
تو اب دماغ بشری کا نتیجہ ہے کے معنے بشر کا کام سے
ہوں گے سبحان اللہ یہ عجب آپ کے اصطلاح ہے

اگر وہنین اصطلاحات کو آپ اپنی ترتیب مین صرف کرینگے تو پھر یا کوئی
مفسر اوسکا ایسا ہونا چاہئے جو آپ کے پچھواڑی کا ہو اور آپ
کے مراد کو ہر جگہ ظاہر کرتا رہے ورنہ اسپر بڑے بڑے فساد مرتب
ہون گے کیونکہ آپ بولین گے سر اور مراد لین گے پیر۔
اور بولین پیر اور مراد اوس سے سر ہوگا۔ اور بولین گے
غلام زید اور مراد اوس سے زید ہوگا۔ اور کام کو نتیجہ
کہین گے تو کام کرنیوالے کو والد بولین گے۔ یا قبل ترتیب
قرآن کے ایک کتاب تصنیف کیجئے اور اوس مین یہ اصطلاحات
جدیدہ جمع کیجئے جس سے آپ کا مطلب صاف صاف سمجھا جاوے
اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ان باتون سے جس کو آپ
خوش کرنا چاہتے ہین وہ ایسا شریر ہے کہ گڑی مین کودتے
وقت تو کہتا ہے کہ شوق سے کودو مین تمہارا ہاتھ پکڑے
رہونگا اور جب آپ بیوقوف بنکر کود پڑے اوس نے
صاف ہاتھ چھوڑ دیا۔ اللہ تعالے ایسے مغویون کے حال
مین فرماتا ہے۔ ؎ کَمَثَلِ الشَّیۡطٰنِ اِذۡ قَالَ لِلۡاِنۡسَانِ اکۡفُرۡ

؎ یعنی حال منافقون کا مثل شیطان کے ہے جب کہ کہتا ہے آدمی سے تو کفر کر

فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ اقوله ہمارے پیارے محمدی بہا شیوںکا یہ اعتقاد کامل ہے کہ کلام مجید کی ترتیب خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے دست مبارک سے ہوئی ہے اور اسیوجہ سے آپ کا لقب جامع القرآن ہے۔ یہ بات پایہ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ بروقت ترتیب کلام مجید حضرت خلیفۂ ثالث نے بہت سے آیات جو محل خاص کے واسطے مخصوص۔ یا مطلب واحد کی وجہ سے بلا ضرورت سے تکرار مضمون کے باعث قابل اندراج نہ تہین نکال ڈالین۔ اور انتخاب مین صرف اونہین آیات کی ضرورت سمجھی گئی جو خاص اغراض کے واسطے موزون۔ یا ایک مطلب جداگانہ کی سبب لابد تہین۔ اور جنپر جمہور کا اتفاق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ کی تصدیق تھی اور دیگر انصار و مہاجرین و تابعین کے نزدیک مسلّم۔ انتخاب مین صرف اس امر کا التزام ملحوظ رکھا گیا کہ دینی یا دنیوی

اور جب کہ کفر کرتا ہے وہ تو کہتا ہے شیطان مین تجھسے بیزار ہون اور مین خوف کرتا ہون اللہ رب العالمین سے پس ہوگی عاقبت اون دونون کی یہ کہ تحقیق وہ دونون جہنم مین داخل ہونگے ہمیشہ کو اور یہی سزا ہے ظالمون کی (پارہ قد سمع اللہ (۲۸) سورہ حشر)

مقاصد کے متعلق کوئی فروگذاشت نہ ہونے پاوے (انتہی) آپ کا کلام
بھی عجایب خانہ کی تصویر فوٹوگراف ہے جس جملہ کو دیکھئے ایسا ہے
کہ لنگلا اسپتال کے کھونٹی سے لٹکا دیا چاہئے تو خفقان مزمن و قلق قلب
کے ہین اون کو ایسا انبساط و انشراح قلب لاحق ہو کہ شاید و فور
ضحک کے سبب انقباض سے نجات پاوین یا موضوع ہے سلب ہو جاوے
اللہ اکبر اس لیاقت پر کہ جمع و ترتیب مین آپ کو فرق معلوم نہین
ایسے مرتب کلام کی ترتیب غیر معقول دیا چاہتے ہو کیونکہ فقرہ اول کا
حاصل یہ ہے کہ چون کہ محمدی بھائیون کا اعتقاد یہ ہے کہ ترتیب قرآن
کے خلیفہ ثالث نے دی ہے اسواسطے اون کو جامع القرآن کہتے
ہین - پہلے تو یہ غلط ہے کہ محمدی بھائیون کا اعتقاد ہے کہ خلیفہ
ثالث نے ترتیب دی - میان صاحب محمدی بھائی جو ایمان صحیح اور
علم رکھتے ہین اون کو یہ اعتقاد ہی نہین کہ خلیفہ ثالث نے دی ہوئی
ترتیب ہے بلکہ یہ اعتقاد ہے کہ ترتیب قرآن توفیقی اور عند خدا
کے دی ہوئی ہے ہان البتہ جامع القرآن خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ
کو جانتے ہین اور ترتیب و جمع اور مرتب اور جامع مین
زمین آسمان کا فرق ہے کہان ترتیب کہان جمع اگر ایک
شخص وضو مین غسل و مسح جمع کرے یا ہر قسم کا کھانا دسترخوان پر

بول چال

جمع کردے ترتیب سے نہ رکھے یا کسے کمرے مین جھاڑ ـ فانوس
میز کرسی وغیرہ اکھٹا رکھکر مقفل کر دے ترتیب سے نہ
لگاوے تو اوسکو فقط جامع کھوگے یا مرتب بھی؟ اگر ایسے جامع
غیر مرتب کو مرتب اور اوسکے جمع کو بترتیب کھوگے تو ہم تم کو فقط
بہ علاقہ مشاکلت صوری انسان کھین گے سبحان اللہ اس فہم
کے ساتھ یہ د م خ م لغت کے کسی کتاب مین جمع و ترتیب کے
ایک معنے کسینے نہ دیکھے ہون گے ا ہ افسوس ا د میان
گم شدند یہ بے سمجھ بات کرنے کی آفت ہے جیسا کہ کسے محفل
مین ذکر آیا کہ شہر کسکو کہتے ہین؟ کسینے کہا شہر اور بستی کو
کہتے ہین کہ جسمین بارہ گر (یعنے اہل حرفہ جنکے حرفے نام مین لفظ
گر آتا ہے) ہون مثل تیر گر ـ کمان گر ـ قلعی گر ـ ذب گر ـ محلہ گر
نہر گر ـ آہن گر ـ ورق گر ـ
کی ـ اور بارہ گر اوسنے گن دیے ـ ایک عقلمند مثل آپ کے وہان
بیٹھے تھے اونھون نے کہا کہ ان بارہ کے سوا ایک اور بھی تھا آپنے
اوسکو گنتی مین چھوڑ دیا ـ حاضرین مجلس نے کہا وہ آپ فرمائین تو منا سب
ہے ـ اونے کہا کھگیر دوج یہ سنکر اہل محفل نے بڑا قہقہ
مارا کہ کہان تھا اور کہا دوج میان تم بھی کوئی کاکوری کے آدمی

معلوم ہوتے ہو - یہ بات بھی اسی قسم کے ہے کہاں ترتیب اور
کہاں جمع اور نے قبل سمجھنے کے منہ سے نکالا تھا آپ نے قبل
سمجھنے کے تحریر کیا اتنا ہی فرق ہے اور معلوم نہیں کہ آپ سکے وہ
پیارے محمدی بھائی کون ہیں جنکو خلیفہ ثالث کی ترتیب دینے کا اعتقاد
ہے میں جانتا ہوں وہ بھی آپ ہی کے محلے کے ہوں گے شاید
اوس محلے میں جہل مرکب کی ہوا پھیل گئی ہے - ہمارے پیارے
محمدی بھائی جو عقل صحیح اور ایمان کامل رکھتے ہیں اور شرق سے
غرب تک پھیلے ہوئے ہیں وہ سب اسکے قایل اور معتقد ہیں کہ
"خلیفہ ثالث جامع القرآن علی قراۃ واحدہ تھے مرتب القرآن نہ تھے
اور جامع کے معنے پہلے معلوم ہو چکے ہیں - ترتیب و جمع کے
ایک معنے ٹھیراکر آپ سبھی جامع القرآن بنانا چاہتے ہیں تو جامع القرآن
ہونے کے واسطے جمہور کا اتفاق بھی ضرور ہے جو جاہل و
فاسق و فاجر وکافی مذہب والا ہی نہ ہوں
بلکہ ویسے ہی ہوں جیسے خلیفہ ثالث کے جمع کے وقت تھے
مثل علمای عرب و استنبول و مغرب و مصر
و بخارا وغیرہم کے - اگر آپ دو چار جاہل لغات
و اصطلاحات عرب نو مسلمی بے دینی دین بدنیا فروش و

علی ۔۔۔۔

۔۔۔

و مخالفین اسلام کے ہان مین ہان ملانے سے ترتیب قرآن کا قصد کرینگے تو یہ محنت رائگان جائے گا اِس سے تو یہ بہتر ہے کہ آپ ایک قرآن ترتیب سابق الٰہی پر چہاپین اور اوسکے حاشیہ پر کچہہ صنائع بدائع لطائف جو تفاسیر قدیمہ مین مذکور ہین تحریر ہون اور اوس کے نیچے کچہہ قراءات اور دو ایک ترجمے لکہے جائین چنانچہ تمنے دیکہا ہی ہوگا کہ اسطرح کے قرآن کچہہ کمی زیادتی سے بہت چہپے اور چہپتے جاتے ہین اس مین دین اور دنیا (جسکو تم چاہتے ہو) دونون کا نفع ہے پہر تم جانو تمہارا کام جانے شعر

مردم اندر حسرت فہم درست

این کہ مے گویم بہ قدر فہم تست

شاید تمنے یہ خیال کیا ہو گا کہ اسطرح کے قرآن تو بہت چہپے اور روز چہپتے جاتے ہین کوئے نئی بات تراشون (گو واقعیت نہ رکہتی ہو) تو مجہے منفعت ہوگے یہ پرانی لیک پیٹنے مین کوئے معتد بہ نفع نہین — تو کیا دنیا مین یہی ایک جدید بات تہی کہ کلام قدیم کو جدید بناؤ ؟ کوئی کاغذکی ریل — بنائی ہوتی کہ جسمین ذرہ دن مین کوسون کے جبر لاتے اور غیر متناہی بوجہہ اوٹہاتی — یا برقی پر بنائے ہوتی جس سے انسان ملکون اوڑتے پہرتے — یا کوئی دربین

نکالے ہوتے جس سے دیوار اور پہاڑ کے پرے کے اشیا صاف معلوم پڑتی۔ یا کسی قسم کا کپڑا ایجاد کیا ہوتا جس پر آگ اور پانی کا اثر بالکل نہ ہوتا اور ہمیشہ حالت اصلی پر رہتا۔ یا ایسا نسخہ موجود ہوتا جسکے استعمال سے آدمی کبھی ضعیف و نحیف نہ ہوتا بلکہ ضعیف ہمیشہ کو نوجوان ہوجاتا۔ یا ایسی عینک۔ پیش کی ہوتے جسکے لگانے سے کور مادرزاد بینا ہوجاتا اور علے ہذا بہت سی اشیا تھین جو فی الواقع ممکن تھین مگر چونکہ اون مین غور و فکر کامل کی ضرورت تھے اور وہ آپ کو فطرتاً عطا نہین ہوا تھا تو آپ نے اون سب امور کو چھوڑکر یہ سہل لٹکا تجویزا واہ رے اوستاد کیا کہنا۔ اور فقرہ دوم یعنی (یہ بات پایہ تحقیق کو پھونچ چکی ہے کہ بروقت ترتیب کلام مجید حضرت خلیفہ ثالث نے بہت سے آیات جو محل خاص کے واسطے مخصوص یا مطلب واحد کے وجہ سے بلاضرورت یا تکرار مضمون کے باعث قابل اندراج نہ تھین نکال ڈالین اور انتخاب مین صرف اونہین آیات کی ضرورت سمجھی گئی جو خاص اغراض کے واسطے موزون یا ایک مطلب جداگانہ کے سبب لابد تھین اور جنپر جمہور کا اتفاق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ کے تصدیق تھے اور دیگر انصار و مہاجرین و تابعین کے نزدیک مسلم) تو شاید آپ سے حالت نعاس مین صادر ہوا ہے کیونکہ

اول سے آخر تک صدق کے پیرایہ سے بالکل عاری ہے ۔ جو آیتین خلیفہ ثالث نے قرآن سے نکال ڈالین وہ یقیناً قرآن کے آیتین نہین ہین یا لوگون نے اپنے اپنے اقوال اوسمین داخل کردئے تھے ؟ پہلے شق پر خلیفہ ثالث جامع القرآن نہ ٹھہرے بلکہ منقص القرآن ہوئے اور اگر حقیقت مین مسلمان ہو تو تمکو اسبات کا اعتقاد ضرور ہوگا کہ قرآن کی تنقیص اور تزئید پر کوئے بشر قادر نہین کہ اوسکے حفظ کے ضمانت خود اللہ تعالے نے کے ہی اور عجب ہے کہ خلیفہ ثالث نے محضر اصحاب کرام مین (کہ اگر ایک آیہ قرآن کی کوئے حذف کرنا چاہتا تو وہ تلوارون سے اوسکے خبر لیتے) باتفاق اونکے قرآن کو چھانٹ چھوٹ کر اپنے طور پر کردیا اور کسینے اوس مین ہنکارا بھے نہ کے اور کسیکا تھنک آجتک سنا ہی نہ گیا ۔ اور اگر اون کے حکومت تو دبہ اسبات کے مانع تھے تو حضرت مرتضے اسد اللہ الجبار نے اپنے خلافت مین کیون اسبات کا اشتہار نہ دیا کہ وہ قرآن جو عثمن کے عہد مین چند مصاحف مین منقول ہوکر مشتہر ہوا ہے ناقص ہے اوسمین سے اتنے آیات نکال ڈالی گئے ہین اوسکو معتبر نہ جانو ۔ اور اوسوقت ہمنے جو سکوت اختیار کیا تو فقط اون کے خوف سے تھا اگر ہم کچھہ اوسمین مضائقہ کرتے تو ہمارے جان پر بنتی اور جان بچانا بھے فرض تھا تو

ہمنے سوچا کہ خیر اسوقت قرآن کو خراب اور ناقص ہونے دو [illegible] اور جب
ہم اون کے بعد خلیفہ ہوان گے تو پھر اوسکو پورا کرینگے - پس یہ
اشتہار دینا اون کا اور اوسی قرآن کو جو خلیفہ ثالث کے وقت
مصحف مین منقول ہو کر مشتہر ہوا تھا اپنے حالت پر باقی رکھنا اور
آپ ہی ہمیشہ اوسکی تلاوت کرنا اور اپنے عہد مین بلکے اوسے
احکام نکالکر جاری کرنا دلیل ساطع ہے اس بات پر کہ خلیفہ ثالث نے
کوئی آیہ قرآن مجید کی کم نہین کی - اور پھر علاوہ یہ بات ہے جو تم لکھتے ہو
کہ خلیفہ ثالث نے وہ آیات نکالی ہین جنکے مضامین مین تکرار تھے
اور جنکے مطالب ایک تھے اور جو محل خاص کے واسطے مخصوص نہین
یہ بات تمہاری سچی ہے یا محض جھوٹی اگر جھوٹی ہے تو جھوٹ کا اعتبار
کیا ترتیب بھی ایسی ہی جھوٹی دو گے - اور اگر سچی ہے تو شاید تم نے
قرآن نہین دیکھا کوئی اور کتاب منتخب عربی بولی مین دیکھکر اوسکو
قرآن سمجھ لیا ہے - کیونکہ اگر قرآن دیکھے ہوتے تو ایسا کھلا جھوٹ
نہ بولتے - دیکھو اس قرآن مین جو مغرب سے مشرق تک پڑھا جاتا ہے
کتنے آیات ہین جنکا مضمون ایک ہے مثلاً الذی لا اله الا هو
کتنے جگہ پر ہے اور یقیمون الصلوة کتنے جا
ہے اور یؤتون الزکوة کتنے جگہ پر ہے اور یا ایہا [illegible]

والارض وما بینہما کتنے جگہ پر ہے اور الذین اتیناہم الکتاب

کتنے مقام پر ہے اور الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء

کتنی جگہ پر ہے اور ام یقولون افتراہ کتنے جگہ پر ہے اور

ان الذین امنوا کتنے جاگہ پر ہے اور سنئے یہ قصہ موسیٰ علیہ السلام

کتنی جگہ پر ہے اور قصہ آدم علیہ السلام کتنے مقام میں ہے اور

قصہ صالح و ہود و لوط و ابراہیم علی نبینا وعلیہم السلام

کتنے مقام پر ہے اور اسی طرح وہ آیات جو محل خاص کے واسطے مخصوص

تھیں وہ بھی بہت ہیں۔ قرآن منگا کر دیکھو اگر عربی نہ سمجھتے ہو

یا کسی عالم سے پوچھو۔ یہ حال تو تمہارے علم کا ہے اور اس پر

یہ جھوٹ پھر اس جھوٹ پر ایک یہ اور کتنے باندھے ہے کہ یہ

آیات کا نکالنا صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین کے اتفاق سے ہوا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچھ جاہل اور دنیا پرست نہ تھے کہ کسی کے

خواہش سے نفع کے امید یا ضرر کے ڈر سے خلاف پر اتفاق کر جاتے

استغفر اللہ توبہ کرو اے عزیز قیامت قریب ہے وعدہ

اور وعید اللہ تعالیٰ تقدس کے حق ہیں اس جھوٹ پر

عدم مغفرت کا ڈر ہے آگے تم جانو تمہارا اختیار۔ اتنے گفتگو اس

شق پر تھی کہ قرآن کی آیتیں نکالی ہوں۔ اور دوسرے شق پر اس لئے

لوگون نے اپنے اپنے قول قرآن مین داخل کر دیے تھے اون اقوال کو حضرت خلیفہ ثالث نے نکال ڈالے) یہہ پوچھا جاوے گا کہ وہ اقوال جنکو خلیفہ ثالث نے نکال ڈالے کس زمانے مین داخل ہوئے تھے؟ زمانہ نبوت و رسالت تو خیر القرون تھا اوس مین ایسی نالایق حرکت کہ جس سے وہ شر القرون کہلائے کیون ہونے لگے۔ اور اگر مان بہی لیا جاے تو حضرت خلیفہ ثالث منقی القرآن ٹھرے نہ جامع القرآن اور یہ باطل ہے تو وہ بھی باطل جب دونون شقین باطل ہو چکین تو اب معلوم کرنا چاہیے کہ خلیفہ ثالث کا کام سوا اسکے اور کچہہ نہ تھا کہ مصحف حفصہ رضی اللہ عنہا سے چند مصاحف نقل کرائے ساتھہ اس شرط کے کہ فقط قراءات اور لغت قریش پر لکھے جائین اور دوسرے قراءات اور لغات اوس سے الگ کرکے حق تفاسیر ٹھرائے جائین۔ اور اون کو جامع اس وجہ سے کہتے ہین کہ اون کے وقت مین یہ قرآن صاف ستھرا کرکے لغات آخر سے فقط لغت قریش پر جمع کیا گیا جزاہ اللہ عن جمیع قراء القرآن والعاملین بہ۔ اور اون سے اسطرح پر جمع قرآن جو واقع ہوا تو اعانت ارباب لسان ہوا جو اوسوقت فصحا و بلغا کے سرآمد تھے

تحقیق رجال نمبر 13

اور کاتبان وحی تھے عند نزول القرآن اب آپ فرماسے
کہ آپ منقص ہین کہ کرات کو چھانٹ ڈالیئے گا؟ یا جامع ہین کہ
جابجا متفرق اور منتشر لکھا ہے اوسکو ایک جا کیجئے گا؟ یا مرتب ہین
کہ اگلا پچھلا توڑکر اولٹ پھیر دیجئے گا؟ اگر تنقیص کرین گے تو
ایک حصہ نکال کر باقی کو جلادینگے اور اتباع کرینگے خلیفہ ثالث کے
تو خلیفہ ثالث نے دو چار قرآن جو اوسوقت مین تھے جلادیے
اب تو پدمہا سنکھا قرآن جہان مین موجود ہین ان سب کو
آپ منگا کر جلاے گی تو ممکن نہین - یا سارے جہان مین حکم
بھیجین گے کہ ہمارا تنقیح کیا ہوا قرآن تم سب پڑھو اور اپنے اپنے
قرآن جلا ڈالو تو دیکھا چاہیے کہ سارے عالم کے لوگ آپ کا حکم
اسبات مین مانتے ہین یا آپ کی خبر لیتے ہین - اور اگر فقط اپنے
گھر کا قرآن یا اور دو چار مول لیکر جلاوگے تو اوس سے تمہارا
کام نہ نکلے گا اور مقصود حاصل نہ ہوگا - اور اگر آپ جامع یا مرتب بنتے ہین
کہ قرآن منتشر ہے ایک جا سے پر لکھا ہوا نہین ہے اوسکو ایک
جا کرتے ہین تو اوسکا جواب آپ کو اور آپ کے پیشوا بانون
اور رفقا کو خوب معلوم ہے حاجت لکھنے کی نہین ادی میان
بیٹھے بٹھاے موہن ہو کر کسیکے ورغلانے سے یا کسیکے طمع دینے سے

اس بلا مین کیون پھنستے ہو ؟ دنیا مین الگ مشکل پڑے گی آخرت کا
جھگڑا الگ درپیش ہے اور سوا جان کھپانے کے کچھہ نفع معتدبہ ہاتھ
نہ لگے کا مفت کو انگشت نما ئے خلق ہوگے ۔ ہماری صلاح
مانو اس سے جلد توبہ کرو اور پھر یہ سوال حسن ہے مین جھپاؤنگا
مین نے پہلے کسیکے بھڑکانے سے یہ خیال محال سوچا تھا مگر پھر علم
غیب نے بچہا دیا کہ یہ کام بہت برا ہے تو اب مین نے
توبہ نصوح کی ہے اللہ تعالے قبول کرے ؏

بر رسولان بلاغ باشد و بس

اور فقرہ سوم یعنی انتخاب مین صرف اس امر کا التزام مختار رکھا گیا
کہ دینی یا دنیوی مقاصد کے متعلق کوئے فروگذاشت نہ ہونے پاوے
مین کیا واهیات وخرافات بکے ہو اسکا حاصل یہی ہے کہ
اوس منتخب مین اسبات کا لحاظ رکھا گیا کہ کوئی ضروری بات دینی
ہو یا دنیوی چھوٹ نجاوے ۔ اسکے دو معنے ہین ۔
ایک یہ کہ اوس قرآن منزل مین قبل از انتخاب سواء ضروریات
دینی اور دنیوی کے اور بھی بہت سے بے ضرورت باتین بھری تھین
خلیفہ ثالث نے اون باتون کو انتخاب کے وقت نکال ڈالین ۔
دوسرے معنے یہ ہین کہ اوس قرآن مین قبل از انتخاب کوئی بات

دینی اور دنیوی امور کے سوا زاید نہ تھی مگر فقط تطویل لاطائل تھے -
اونھون نے اوسکو ایسا منتخب مہذّب کیا کہ وہ سب باتین باقی بھی رہین
اور طوالت مملّہ سے بری ہو جائے العیاذ باللہ اس شخص کا
کیا اعتقاد ہے اللہ جل جلالہ کے ساتھہ اور کیسا بہتان باندھا ہے
خلیفۂ ثالث پر اللہ تعالےٰ کا کلام پاک حشو و زائد سے کب
بھر اتھا ؟ کہ خلیفۂ ثالث نے اوسکو پاک کیا - اور کہان اوس کلام مجید
مین تطویل لاطائل تھے جسکو خلیفۂ ثالث نے منتخب اور مہذّب
کیا - خلیفۂ ثالث نے اوتنی ہی بات کی تھے جو ہم آگے ذکر
کر چکے ہین - ⁂ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا تَكَادُ السَّمٰوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ
مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا +

(قولہ) حضرات خلیفۂ اوّل و دوم کے زمانۂ محمود مین ترتیب کلام پاک
کی اسوجہ سے نوبت نہ آئی کہ پے در پے محاربات اور عظیم الشان
جہادات نے کسیکو اسطرف متوجہ ہونے کے مہلت یا فرصت نہ دی
حضرت خلیفۂ ثالث کا زمانہ نہایت پر امن زمانہ تہا اور عالمگیر

⁂ البتہ تحقیق لائے تم ایک چیز بہاری نزدیک ہین آسمان کہ پھٹ جاوین اوس سے
اور پھٹ جاوے زمین اور گر پڑین پہاڑ کانپ کر - سورہ مریم پارہ قال الم (۱۶)

فتوحات نے سرکشوں کی دماغی نخوتوں کو بالکل ہوکر دیا تھا۔ اطمینان کے باعث حمیت اسلامی۔ جوش مذہبی۔ اور اطاعت الٰہی میں انحطاط شروع ہوگیا تھا اور نیز یہ بھی احتمال تھا کہ امتداد زمانہ سے کلام پاک جو لوگوں کے دلوں پر مثل گنج توحید محفوظ ہے متواتر سستی اور کاہلی سے ضایع نہ ہو جاوے۔ اور اندیشے سے بہت سے حفاظ اس نازک وقت کے واسطے تیار کرلئے گئے اور آپ خود بھی ایک زبردست حافظ تھے۔ پس اون منتشر جواہرات کا مجتمع کرنا جسکے ایک ریزے کی قیمت کونین کی قیمت سے بھی بہت زیادہ تھی اشد ضرور ہوا۔ اور اون منتخب بکھرے پھولوں کا یہ ایک مختصر گلدستہ کلام مجید کے نام سے تیار ہوا جسکو آج ہم سینے سے لگائے پھرتے ہیں اور جو ہمارا ایمان ہے (نتیجہ) یہ قول اول سے آخر تک محض جھوٹ اور صرف افترا ہے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین پر و الحمد للہ کہ وہ حضرات اوس سے بری ہیں اور پہلے تو یہی بالکل غلط تھا کہ حضرات خلیفہ اوّل و دوم کے زمانے میں پے درپے محاربات کی جہت سے نوبت جمع قرآن کے اکتاف و لخاف وغیرہا سے جسکا نام تم نے ترتیب رکھا ہے نہیں آئی حالانکہ نوبت آئی ہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

سے نے بہ حکم خلیفہ رسول اللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے باشارہ
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ - چنانچہ پہلے گذر چکا ہے کہ حدیثہا
بخاری سے ثابت ہے کہ اکتاف ولخاف وعسب رقاع وغیرہا
سے جمع کر کے ایک مصحف تیار کیا تھا اور وہ مصحف خلیفہ اوّل و
ثانی کے پاس رہا پھر حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا
کہ حضرت خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ نے نسخ مصاحف کے وقت اون سے
نزدیک سے منگا کر بعد نقل کے پھیر دیا - تو خلیفتین اوّل و ثانی کی نسبت یہ
لکھنا کہ اونکو محاربات نی اس کام کی فرصت نہ دی بالکل غلط ہے -
اور پھر تم نے مونھکی کھائی لکھتے ہو کہ (حضرت خلیفہ ثالث کا نہایت
پرامن زمانہ تھا اور عالم گیر فتوحات کی جہت سے سرکشون کی دماغی تحریکین
سرد ہو گئی تھین - م پینے قران کے جمع کرنے کا کوئی مانع نہ رہا پھر علت جمع
کرنے کی یہ ٹہری کہ انہون نے دیکھا کہ اطمینان کی جہت سے دینی باتون
مین انحطاط شروع ہو گیا ہے تو کہین سستی اور کاہلی سے قران جاتا
نہ رہے اور دلون سے نکل نہ جائے تو اوسکو جمع کر دیا - حالانکہ خلیفہ
ثالث کیوقت مین جمع ہونے کی یہ وجہ نہ تھی بلکہ دوسری تھی جو پہلی
دوسری حدیث کی نقل کے ساتھ منقول ہو چکی ہے اوسکو بغور دیکھو اور
سمجھو اگر خود دیکھنے سے سمجھ مین نہ آوے تو کسی آنرڈ خواندا کو بلالو

اور اگر بلانے کی بھی لیاقت نہ ہو تو خود جاو اور عجز و الحاح اپنی خوشی بھی پر خوب مطلع ہو کہ پھر یا۔ دیگر تمہارے ساتھ لوگ گستاخی نہ کرین۔ اور اگر کسی دنیاوی نفع کے واسطے اسکا التزام کرنا چاہتے ہو تو اختیار ہے جیسا کہ ایک شخص نے اپنا نام شیطان شاہ رکہا لوگون نے اوس سے پوچھا کہ "اے شخص تو تو بڑا ہوشیار آدمی معلوم ہوتا ہے یہ کیسا نام رکھا" اوسنے کہا پہلے میرا نام رحمٰن شاہ تہا اوسوقت کیئے مجھے نہ پوچھا جب سے شیطان شاہ نام رکھا ہے جہاں جاتا ہون لوگ میرے ساتھ تمسخر کرتے ہین اور کچھہ دے بھی دیتے ہین اگر ایسا ہی ارادہ ہے تو خوشی۔ اور ہان یہی لیا جائے کہ اسیوجہ سے تنخ وجمع واقع ہوئی ہے تو یہ وجہ پہلے تنخ وجمع کی ہوسکتی ہے جو خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے زمان خلافت مین واقع ہوا۔ مگر پھر بھی اتنا فرق ہے کہ وہ جمع نسخ مسلمین کے کاہلی سے اور سستی پر نظر کرکے نہین ہوا بلکہ یمامہ کی لڑائی مین بہت سے قرّا کے شہید ہوجانے سے خوف ہوا کہ ایسی ہی لڑائیون مین قرّا شہید ہوتی جائے گی تو قرآن جو مختلف اشیا مین قرّا کے پاس لکھا گیا ہے کہین منتشر اور پریشان نہ ہوجائے اور ایک جا لکھا ہوا کہین نہ ملی۔ میان تم عجب اُلّو اُلجلول ہو تمہارے بے علمی اور قرآن وحدیث سے جہل تمہاریطرف سے عذرخواہ ہے۔ اور

لطیفہ

آپ جو یہ پیچھے سے لکھتے ہین کہ (نمبر ۲) یہ ہے احتمال تھا کہ استیلا و زمانہ
کے سبب وہ کلام پاک جو لوگون کے دلون پر نقش کالحجر تھا محفوظ ہے
متواتر سستی اور کاہلی سے کہین ضایع نہ ہو جاوے (دور اندیشے سے بہت سے
حفاظ اس نازک وقت کے واسطے تیار کر لیے گئے تھے (انتہیٰ) یہ محض
بہتان اور دروغ ہے۔ کیا خلیفہ ثالث کو انا نحن نزلنا الذکر وانا له
لحافظون کے آیت ہونے کا اعتقاد نہ تھا؟ اور اگر نہ تھا تو قرآن
مین اسکو داخل کیا۔؟ اور جب اسکا اعتقاد تھا تو یہ شبہ اون کے دل مین
کیون آیا کہ (متواتر سستی اور کاہلی سے کہین ضایع نہ ہو جاوے اور اس
نازک وقت کے واسطے حفاظ کیون تیار کر رکھے۔؟ یہ فعل خلیفہ ثالث
کا کہ قرآن کے ضایع ہونے کے خوف سے بہت سے حفاظ تیار کروائے
کہین ثابت نہین ہے یہ صرف اون پر تہمت ہے العیاذ باللہ
پہلے اسکو ثابت کر لو کہ پیچھے تمہارا کام چلے۔ اور اسکے بعد ایک جملہ
اجنبی آپ نے کیسا اوگلا کہ (خود بھی ایک زبردست حافظ تھے) اس
جملہ کو آپ کے مدعا سے کیا لگاؤ ہے؟ یہ تو ایسا ہی ربط ہے کہ جیسے
ایک امیر بڑے موٹے پالکی پر سوار دلی کے چاندنی چوک
مین چلے جاتے تھے۔ ایک عقلمند نے آواز دی کہ برائے خدا پالکی
کھڑی کیجیے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔ اون بچارے غریب نے پالکی

پالکی

روک لی۔ ان سے قریب جاکر اپنی پیٹھ رکھا کر اونکو بٹھا کر بہت آہستہ
سے اونکے کان مین کہا کہ آپ جیسے دو ٹکے آدمی ویسے ہی ایک تیر
چچازاد بھائی بھی ہوسکے تھے۔ بس یہ کہکر چلا آیا۔ اسیطرح یہ آپکا
تقرہ بھی ہے ذرا غور کرو کہ یہ قرآن کا مجموعہ ہے آپ نے اونکے
تخصیص پر کمر باندھی ہے خدا نے تعالیٰ نے اپ ہی کی تخصیص
کردی۔ کوئے تامل سے دیکھے تو یہ حیلہ تمہارے دعوے کے خلاف
کا مثبت نظر آتا ہے۔ ہم پوچھتے ہین کہ وہ (خلیفہ ثالث) بڑے
زبردست حافظ تھے تو اوسی ترتیب سے جو اونکے وقت مین ہوئی
تھی؟ یا کسی اور ترتیب سے؟ اگر کسی اور ترتیب سے اونکو حفظ تھا
تو ثابت کرو یہ منقطع بات ہے بغیر ثابت کئے مدعے کا مدعا جھوٹا ٹھہریگا
اور اگر اسی ترتیب سے حافظ تھے تو بعد اس ترتیب دینے کے حافظ
ہوئی؟ یا پہلے سے اس ترتیب کے حافظ تھے؟ اگر بعد ترتیب حافظ
ہوئے تو اوسکی بھی سند لاؤ ورنہ تمہارے دعوے مردود ہیں ہمکو
یقین ہے کہ تم کوئی سند اسکی نہ لاسکوگے تو معلوم ہوا کہ اون (خلیفہ
ثالث) کو پہلے سے اسی ترتیب پر حفظ تھا۔ اور پہلے سے اسی ترتیب
پر حفظ ہونے کے معنی یہ ہین کہ زبان مبارک رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی ترتیب سے سنا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ

فائدہ عمدہ

صلے اللہ علیہ وسلم اسی ترتیب موجودہ حال سے پڑہتے تھے۔ اور
یہ (خلیفۂ ثالث) روتے کہ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کاتب
تھے۔ دیکہو خدا تعالےٰ نے تمہاری بات سے تم کو جہٹلایا۔
الحمد للہ علی احسانہ اب اوس جملہ کو دیکہئے جو اسکے بعد ہے وہ پکار رہا
کہ سعدی میاں جب بدحواس ہیں کہ کہتے کچہہ اور نکلتا کچہہ ہے
وہ جملہ یہ ہے (پس اون منتشر جواہرات کا جمع کرنا جنکے ایک
ریزے کی قیمت کونین کی قیمت سے ہی بہت زیادہ تہی اللہ فرود
ہوا) اس جملہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت خلیفہ ثالث نے اون
جواہرات منتشرۂ بے بہا کو جمع کردیا ہے۔ اور دعوے کیا تہا ترتیب
کا آخر کو بمصداق دروغ گو را حافظہ نباشد جمع کے قایل ہو گئے
اب کوئی بات چبا کو گے تو سنی نہ جائے گی۔ لیجئے آپ کا
دعوی آپ ہی کی زبان سے ڈہمس ہو گیا۔ اب اس
جملہ کو دیکہئے جو آخر میں اس قول طویل لاطایل کے ہے وہ باواز بلند
چلا رہا ہے کہ میرا قایل مصنوعی سلمان ہے ہوشیار رہو ہلا
(اور اون منتخب بکہرے ہوے پہولونکا یہ ایک مختصر گلدستہ
کلام مجید کے نام سے تیار ہوا جسکو آج ہم سینے سے لگائے
پہرتے ہیں اور جو ہمارا ایمان ہے) اس جملہ سے صاف نکلتا ہے

کر ادن بکھرے ہوسے پہولون کا گلدستہ کلام مجید کے نام سے تیار
ہوا حقیقت مین کلام مجید نہین ہے معاذ اللّٰہ من ذالک اپنی دانست
مین ایک بار یک بات اول گئے تہے کہ کوئے نہین سمجہنے کا ہماری میان
چراغ کے سامنے کالا گلی سا ہا پہچان پڑتا ہے - بہلا ہم تم سے اسکے
معنے پوچہتے ہین کہ یہ گلدستہ جب کا نام قران رکھا گیا ساتھ اوس ترتیب
قدیم کے تمہارا ایمان ہے یا بغیر اوس ترتیب کے - اگر بغیر اوس
ترتیب کے ہے تو یہ گلدستہ جو قران کے نام سے مشہور ہے تمہارا
ایمان نہین ہے - ہان جب تم اپنے طور کا نیا گلدستہ بنا لوگے تو
تمہارا ایمان ہوگا یہ قضیہ کہ (ہمارا ایمان ہے) قضیۂ کاذبہ
ہے اسکا محکی عنہ اب تک نہین پایا گیا - سچ پوچہو تو یہ ایمان تمہارا
دشمن ہے ؎

میر او ٹھہ بتکدے سے کعبہ گیا کیا کرے جو خدا خراب کرے

میر تقی کے اس شعر کے معنے ظاہر مین بے جوڑ معلوم ہوتے تھے
کہ بتکدے سے کعبہ جاتے اور خراب ہو اسکے کیا معنے مگر اب ظاہر
ہوا کہ اس زمانے مین کعبہ جانا اپنے آپ کو خراب کرنا ہے - اللہ تعالی
ہم مسلمانونکو تلبیس شیطان اور اوسکے اتباع سے بچا وے
آمین (قوله لیکن آپ کو یہی ایک کام نہ تہا - بلکہ حدیثونکی

ترتیب۔ روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوۃ۔ وغیرہ تمام امور دینے و دنیوی کا ایک مکمل دستور العمل مرتب کرنا تھا۔ اہم اور ضروری امور کے ہجوم سے اسکے ترتیب کا خیال نظر انداز ہوگیا اور جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ صفات باری اور ذات تمہاری کے کیفیت ایک جا اور تحمید مین اخلاق کا مضمون شامل ہوگیا۔ انتہیٰ) یہ قول جو علت ترتیب جدید ٹھہراحد درجہ کو جھوٹا ہے "مشفق من" وہ کتاب جسمین حذیفہ ثالث نے حدیثون کی ترتیب دی ہے اور وہ دستور العمل روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوۃ۔ وغیرہا تمام امور دینے اور دنیوے کا بتائے تو کہان ہے؟ اور کس کتب خانے مین ہے؟ اور کونسے مطبع مین چھپی ہے؟ جسکے اہتمام کے باعث اتنا بڑا کام جو سب کا اصل ماخذ تھا نظر انداز ہوگیا اور ترتیب قران کی ناقص رہ گئی۔ بے اصل بات کرنے اور جھوٹے ہوائے اوڑانے تمہارا ہی کام ہے۔ کیون نہ ہو آخر کاکوڑی شریف آپ کا مولد ہے۔ اوسے ملک کے کسی شاعر کا شعر ہے ؎

طعنہ بر کرسی زدن نالایق است ۔۔۔ زان کہ کاکوڑی زہملول فالق است

اور آپکی عقلمندی پر اس قول کا یہ حصہ گواہ ہے کہ اور جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ صفات باری اور ذات تمہاری کی کیفیت ایک جا اور تحمید مین

اخلاق کا مضمون شامل ہوگیا) کیون نجی کیا صفات باری اور
ذات قہاری کی کیفیت ایک جا لکھنا منع تہا؟ جو اونہون نے خیال
نہ کرکے قرآن کو خراب کیا۔ اسکی وجہ تو بیان کرو۔ صفات تو
ذات ہی کے پاس مذکور ہونا چاہئے جیسے لا الہ الا ہو الحی القیوم
تو حی و قیوم ہونا اللہ کی صفت ہی ہے جسکا بیان کیا ہے انہی ہی کے سبب
ترتیب بدلنی پڑی ہے ہان اگر قرآن مین باب باب فصل فصل
ہوتی اور ایک ہی فصل مین کسے باب کی صفات باری اور ذات
قہاری کے کیفیت لکہتے ہوتے تو کہہ سکتے تہے کہ اون دونون کو
الگ الگ فصول مین لکہنا چاہئے تہا اونہون نے ایک ہی فصل مین
لکہدیا اگرچہ اوسمین بہی کچہہ مضائقہ نہ تہا اوسے ذات قہاری کی صفات
تہی کسی اور ذات منقہور کی صفات نہ تہی۔ اور یہ جو لکہتے ہو کہ تحمید مین
اخلاق کا مضمون شامل ہو گیا تو اوسمین کیا برائی ہوئی تحمید تو اخلاق
کا جزو اعظم ہے۔ اگر کسے تہذیب الاخلاق والا خدا کے حمد نہ کرے
بلکہ اوسکا ضد کرے تو متحلّی بالفضائل اور متخلّی عن الرزائل ہوسکے گا؟
اور اسکے ساتہہ تم کو مسلمان ہونے کا دعوے ہے اور یہ سکا تینون
کی سی تحریر ہے۔ جیساکہ یہ سکاتیت لوگ کچہہ تہوڑی عربی کسے
میان جی سے پڑہکر آپسمین عربی لغات چہانٹتے ہین۔ چنانچہ کسی

حکایت نے اپنے مکان مین روشنی کرکے اپنے ہم قوم یار سے
اوسکی تعریف چاہی اوسنے کہا "ھَیًّا ھُوَ تُمْرِیْ تُمْھُنْ مَاثِ ۲ اس
تَنْوِیْرٌ دَہِیٰ کِہ لَاکھ خُرْ بَرْ مَاثْ دَہِی یہ آپ کے تمہید بھی اوس تنویر
کے سی ہے - بات کرنے کا یہ سلیقہ اور خدا کی ماد قران
کے ترتیب بے معنے کا قصد - ان جملون مین اور بہت بہت بے ربطیان
موجود ہین مگر ہم کو فرصت نہین کہ اپنے اور ضرورتون کو ترک
کرکے ایسے ایک غیر ضروری بات مین اپنی اوقات رایگان
کرین فقط استقدر لکھنے سے یہ مقصود تھا کہ بے وقوف لوگ ایسا
نہ سمجھین کہ مسلمین کسی احمق کی حماقت پر واقف نہین ہوتے ورنہ
ایک ٹِڈّی کے انڈے اتفاقاً دریا مین گر گئے تو اوسنے غصے سے
اپنے چونچ سے دریا کو الچنا شروع کیا واہ دی ٹِڈّی ۲ اور واہ تری
چونچ اور واہ اس چونچ سے دریا الچنا کہین ٹِڈیون کے چونچ سے دریا
خالی ہوتا ہے ع این خیال است ومحال است جنون -
(قوله یہ خیال کہ جو بزرگان دین سابق مین گزرگئے ہین وہ "اَلوَحیٌ
من ۲ السّماء" سمجھا جائے اور اونکے رائے خطا وسہو سے
پاک سمجھی جائے "الانسان مرکّبٌ من الخطاء والنسیان"
ایک مشہور اور مستند مقولہ کو بالکل بلا ضرورت اور بیکار کیے دیتا ہے

قوله سکادینا عقل عمیق

جسکی واقفیت سے اور وسعت نظر دینے بہتر انکا نہین کر سکتا - ہمارے
علماے مذہب کی نورانی دل تعصب کی خوفناک تاریکی سے تاریک
ہو گئے ہین اور وہ ایک حرف بھی کتب مصنفہ کا اگر وہ درحقیقت
غلط ہے کیون نہ ہو) قابل تغیر یا تبدیل خیال نہین کر سکتے - خدا کے
لازوال بخششون کا کفران نعمت کر کے عقل ایسی راہبر کامل کو جسنے انہین
خداشناسی مین مدد دے ہی بالکل فضول بنا دیتے ہین - افسوس
ہے کہ جنکا اعتماد یہ ہو کہ عقل کو مذہب مین کچھہ دخل نہین - وہ مذہب
کے روز دنیا مین سرسبز رہ سکتا ہے مخالفت کو نہ پوچھئے کیسی عمدہ
بات کیون نہ ہو ممکن نہین کہ یہ ہمارے عقلی گھوڑے ہم کو چین سے
بیٹھنے دین - اور ہمارے کام مین رکاوٹ نہ پیدا کرین - پس
میرا یہ کہنا کہ اگر پیشوایان مذہب نے کسی رائے مین کوئی غلطی کی ہو
یا کسی بات کا خیال نظر انداز کیا ہو غیر ممکن نہین ہے - اور یہ ثقیل
کلمہ ضرور ہمارے متعصب محمدی بھائیون کو گران معلوم ہوگا
لیکن اسیکے ساتھہ ہی اگر وہ ان اسباب کا خیال کرین گے کہ کیا
حضرات خلفاے اول و دوم رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین مین
اتنی عقل مادہ لیاقت نہ تہی جو کلام مجید کو جمع کرتے یا قواعد
اور اجرائی احکام مین بمقتضاے عقل کام لیتے - جو حضرت خلیفہ ثالث

سے نے کیا۔ تو ہمکو امید ہے کہ تمام بھائی مسلمان ہمارے شکرگذار ہونگے
اور کچھ خیال کرکے وہ بھی سکوت اختیار کرینگے (انتہیٰ) حاصل قول ریویو
خیال کہ جو بزرگان دین سابق میں کر گئے ہیں السابقون الاولون کا نقل
قول دال بنانے نہ دیتے ہیں ، یہ ہے کہ ہمارے علما تعصب کی جہت
سے مقولہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کو بیکار ٹھہرا رہے ہیں
ہیں جس سے خدا کی عطا یا کا کفران نعمت ہوتا ہے اور عقل سے
راہبر کو فضول بنانا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ یہ شخص خود ہی عالم دین ہے ؟
یا نہیں ؟ اگر عالم نہیں ہے تو قرآن کی ترتیب جاہل کے ہاتھ پڑی
خدا حافظ ہے۔ قرب قیامت ہے جو نہ ہو سو تھوڑا۔ اور اگر عالم ہے
تو آپ بھی اون علما میں داخل ہیں ؟ یا نہیں ؟ اگر متعصبین میں
داخل ہے تو یہ اعتراض اوسکا اوسپر بھی وارد ہوتا ہے اسکا جواب
خود ہی دے اور ون پر کیا حرف رکھتا ہے۔ اور اگر عالم دین ہے
مگر متعصبین سے باہر ہے اور تعصب نہیں رکھتا تو تعصب کے معنے
اوس سے پوچھے جاتے ہیں کہ اوسنے کیا ٹھہرائے ہیں ؟ اگر یہ
ٹھہرائے ہیں کہ حق بات میں بڑے سخت ہیں ناحق بات کے ہرگز
قابل نہیں ہوتے گو قتل کیے جائیں اور مال ومتاع اونکا لٹ جاوے
یا یہ معنی ٹھہرائے ہیں کہ حق ہو یا ناحق سب باتوں میں سختی کرتے ہیں

اگر پہلے معنے لیے ہین تو یہ کہنا کہ (ہمارے علما نے مذہب کے نورانی دل تعصب کی خوفناک روشنی سے تاریک ہو گئے ہین) محض ناحقیت ہے اسواسطے کہ اوّل اونکو ایک صفت عمدہ سے متصف کرتا ہے کہ حق بات مین بڑے سخت ہین اور یہ اونکے بڑی تعریف ہے کہ حضرت سرور دین و دنیا علیہ الوف الصلوٰۃ والثنا نے اَلَّذِیْنَ اَشِدَّاءُ لعَصَبِیَّۃ فرمایا ہے پہر اونکو تاریکی دل کا دہبّہ لگاتا ہے بر تقدیر معصبیہ کے اور لطف یہ ہے کہ اس شق پر آپ متعصّبین سے باہر نکلے گا تو دیندارون سے باہر نکلا معلوم ہوا کہ حق بات مین اوسکو سختی نہین ہے اور جب سختی نہین ہے تو بقول پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اوس مین دین نہین ہے اور جب بے دین ہے تو ایسے شخص کے اعتراضون پر کیا التفات کیا جائے ایک بے دین کچہہ بکتا ہے بکنے دو ع

جواب جاہلان باشد خموشی

اور اگر تعصب کے دوسرے معنے لیے ہین کہ ہمارے علما نہایت سختی کرتے ہین اپنے معتقدات مین خواہ وہ معتقدات حق ہون یا باطل تو معلوم نہین تمہارا مذہب کیا ہے؟ جو تمہارے علما ایسے بے دین ہین اسکو واضح کرکے لکھو علمائے اسلام اہل سنت وجماعت اس قبیحہ سے نعوذ باللہ متصف نہین

ہین۔ اگر یہان اون سے مراد لیتے ہین تو ناحق اونکو تہمت لگاتے ہو خدا سے ڈرو۔ یہ علما ویسے ہی ہین جیسے خدا کو پسند ہین مگر افسوس ہے کہ تم علم کا دعوے کرکے اور اونکو اپنے علما شمار کرکے اونکو بے دینی کا عیب لگاکر آپ دین سے باہر نکلتے ہو ع

برین عقل و ہمت بہ باید گریست

جب لاکہون کروڑون علما بے دین و بے دیانت و بے عصبیت ٹہرے تو ایک نہچیقلی بے علم مدعی بے معنی کہان کا عاقل و فہمیدہ دین کے باتون مین عقل کو دخل دینے والا نکلا ؟ اللہ تم سے عوام مسلمین کو بچا وے آمین یا رب العالمین

بہلا اس سے کوئی پوچہے کہ تم نے یہ تمسطینہ کیسا بنایا ہے کہ اگر بزرگان دین کے سبب باتونکو وحی من السماء سمجہا جاوے تو مقولہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان جو سب کے نزدیک مستند ہے بالکل بیکار ہوجاتا ہے اسکے یہ معنی ہین کہ بزرگان دین سب سچے ٹہرینگے تو یہ مقولہ لغو ہو جاوے گا۔ لہذا بنا بر اس مقدمے کے سارے بزرگان دین کو خطا و نسیان کے دلدل مین پہنسا چاہیے۔ ان جملون سے یہ شخص لایق اسکے نہین ہے کہ کوئی ذی عقل و ذی ہوش اس سے مخاطبت

لیکن عوام کا لانعام کے بگڑجانے کا خوف ہمارے دل کو
ہیجان مین لاتا ہے اسلیے ایک دو باتین کرنا ضرور پڑا اے عقل
کے دشمن قلم دوات تیرے پاس ہے جو چاہے لکھہ سمجہہ کے
بات ہو یا نہو۔ افسوس اتنا بڑا تو دعوے کہ پہلے ترتیب قرآنی
اسوقت کے لایق نہین ہے مین اسوقت کے لایق ترتیب
دے سکتا ہون اور آپ کے ہوش وحواس ایسے پڑان۔ ہم
پوچھتے ہین کہ الانسان مرکب من الخطاء و النسیان کسکا مقولہ
ہے ؟ خدا نے کسے کتاب مین اوتارا ہے یا پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کے حدیث ہے یا کسے معتبر آدمے کا قول ہے۔ اگر
خدا کا اوتارا ہوا ہے تو ضرور ہے کہ قرآن مین ہوگا۔
اسواسطے کہ اس جملہ کے الفاظ عربی ہین تو تم نے یون
کیون نہ کہا کہ ایک ایت کے خلاف ہوتا ہے جسمین تمہارے
ترتیب دینے کے قلعی کہل جاتے۔ اور اگر خدا کا کلام
نہین ہے تو پیغمبر کے حدیث ہوگی تو کسے کا مقولہ ہی کیون کہا
کہدیا ہوتا کہ حدیث شریف کے خلاف لازم آتا ہے۔ اور اگر
خدا ورسول کا کلام نہین ہے تو اسکے سننے تباو کیا ہین ہم انسان
مرکب ہے خطا ونسیان سے یعنے انسان کا بدن مرکب ہے

خطا و نسیان سے یا انسان کی حقیقت مرکب ہی خطا و نسیان سے ؟
اگر بدن کی ترکیب کے قایل ہو تو غلط ہے اسواسطے کہ بدن انسان ارابعہ
عناصر سے مرکب ہے۔ اور اگر ترکیب حقیقت کی مقر ہو تو بھی خطا ہے
کیونکہ حقیقت انسانیہ حیوان ناطق سے مرکب ہے خطا و نسیان سے
ترکیب کسطرح ہوتی ہے کیا کسی اصطلاح مین اربع عناصر کو خطا و نسیان کہتے
ہین ؟ یا حیوان ناطق کو ؟ اور اگر مرکب ہونے کی خطا و نسیان سے یہ
معنی ہین کہ خطا و نسیان اونکے ایسے عوارض لازمہ ہے کہ گویا
وہ اس سے مرکب ہی یعنے جہان انسان ہوگا ضرور ہے کہ وہان خطا
و نسیان بھی ہوگا۔ تو ہم پوچھتے ہین کہ یہ صفات لازمہ ماہیت
انسان سے ہے۔ یا لوازم وجودات خاصہ سے۔ اگر لوازم ماہیت سے
ہے تو معاذ اللہ انبیاء علے نبینا و علیہم السلام بھی اس سے متصف
ہون گے اور انکو اس سے متصف کہنا دشمن دین کا کام ہے۔
اور اگر لوازم وجودات خاصہ سے ہے تو سارے اشخاص کو اس سے
متصف کہنا کھلی جعفریت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سوا بزرگان دین کے اور
اشخاص اس سے متصف ہون بلکہ وہ احکام الہی پہچانے مین اس سے بری
ہین کسی پیغمبر کو احکام الہی پہچانے مین خطا و نسیان لاحق نہین ہوا اللہ تعالے
اونکا عاصم رہا۔ اب رہی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم

اجمعین پر اگرچہ معصوم نہین کہلاتے مگر محفوظ تو بیشک ہین - پس جب
یہ طبقہ خصوصاً طبقہ عالیہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین احکام
الٰہی پہنچانے مین خطا و نسیان سے محفوظ رہا تو اونکو پہر کوئے خطا
و نسیان کا دہبہ نہین لگا سکتا - اب اونکی افعال و اقوال کو کالوحی
من السماء سمجھنے مین خلاف منقولہ لازم نہ آسکیگا - اور اچھا ہم نے
تمہارے کہنے سے اونکو خطا و نسیان سے بری نہ سمجھا تو تم بتاؤ کہ تم بھی
انسان ہو یا نہین ؟ اگر نہین ہو تو قران سکے ترتیب کیونکر دوگے - اور
اگر ہو تو بقول تمہارے خطا و نسیان سے تمکو بری کیونکر سمجھین ؟ اور
جب تم بہی بری نہ ہوے تو اب کیا کہین تمہارے ترتیب کو تم آپ ہی
کہو کیسی ہوگی العیاذ باللہ - پہلے ترتیب والے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
تھے جنکے عقول و ارواح نبوت و رسالت و خاتمیت کی روشنی سے منور
تھے - اور اس ترتیب والے تم ٹھہرے هندی بچی زمانہ نبوت و رسالت
سے از بس دور - فسق و فجور سے معمور - نشۂ جہالت مین چور - عقل سے
معذور - بصارت ایمان سے کور - کہان وہ ترتیب عالی - اور کہان یہ
ترتیب سافل - پہر اس جملہ کو دیکھو - (یہ خیال کہ جو بزرگان دین سابق
مین کر گئے ہین وہ کالوحی من السماء سمجہا جاوے) کتنا بے معنی اور
بے جوڑ ہے اسواسطے کہ وحی من السماء سمجھنے کے دو معنے ہین - ایک

یہ کہ مسلمین بزرگان دین اسلام کے اقوال کو مثل آیات قران کے آسمانی
وحی سمجھتے ہین۔ اس معنے کر تو محض جھوٹ ہے اسلیے کہ مسلمین کثرہم اللہ
ذلک بعضہم ونبادیہم ایمانًا ہرچیز کو اپنے بزرگان دین کے
وحی من السماء نہین سمجھتے بلکہ جو وحی من السماء ہے اوسے وحی من السماء
اور جو احادیث پیغمبر ہین اونہین احادیث پیغمبر اور جو اجتہادات مجتہدین
ہین اونہین اجتہادات مجتہدین اور جو کچھہ تفسیرات قرانی و ما یتعلق بہا انبیا
کان او غیرہ ہین اور جو کچھہ احادیث پیغمبر و اجتہادات مجتہدین ہین۔
شیاطین دجالین کذابین نے اپنے اپنے نفوس خبیثہ او اقوال
مزموسہ کو دخل دیکر اپنے تئین رسوائے دارین کیا ہے اونکو بھی مفصلًا
خوب جانتے ہین یہ نتیجہ ہی۔ عقل سلیم و صافی کے دخل دینے کا۔
ہان اگر بزرگان دین کے اقوال کو مسلمین وحی من السماء سمجھتے جیسا کہ یہ
از عقل دور افتادہ اونکو جھوٹی تہمت لگاتا ہے تو بیشک لایق تھے اور اون
علتیون کی ملامتین اونکے عاید حال ہوتین۔ اور جب ایسا نہین ہے تو
پھر ایسے شخص کے جو اہل اسلام پر کھلی تہمت لگاتا ہے فسد باسلیق
تجویز کرنے کو جی چاہتا ہے اور اوسکے ساتھہ ہی قیفال بھی۔ اور دوسرے
معنے یہ ہین کہ جیسے وحی آسمانی مین مسلمین سوا امنا صدقنا کے اپنے
عقل کو کچھہ دخل نہین دیتے اوسیطرح بزرگون کے ٹھہرائے ہوئے چیزون

مین بھی قبلنا ہے کیونکہ اپنے عقول کو دخل نہین دیتے ۔ تو یہ بات سچ ہے
اور اوسمین دخل نہ دینے کی یہ وجہ ہے کہ اونکے اقوال کا ماخذ قرآن
وحدیث ہے اور وہ مقتبس ہین مشکوٰۃ انوار نبوت علے صاحبہا الصلوٰۃ
والتسلیمات سے اور تمامی فرقہاے اسلامیہ مین سارے عالم کے علما نے
اون چیزون کو جانچا ہے مگر گئے عہد قرآن مین کچھ بھی کھوٹ
اون مین ظاہر نہین ہوئے ۔ پس ناچار سے اون سب باتون کا
اقرار کرنا پڑا ۔ ورنہ یہ اسلامی حکما ایسے مرد میدان ہین کہ اگر بزرگان
دین کچھ اپنے رائے سے مسائل گھڑتے جنکے اصل قرآن وحدیث
سے ثابت نہ ہوتے یا کسیطرحکی مخالفت اوس سے ظاہر ہوتی تو استغفر اللہ
یہ لوگ کبھی اونکے اقوال کے کانٹ چھانٹ مین کمی نہ کرتے بلکہ
اونکو بزرگان دین ہے نہ ٹھہراتے ۔ حقیقت مین یہ فرقہ ایسا بہادر ہے
کہ اسکے ہاتھون کوئے بغیر چوٹ چپیٹ کہائے نہین رہا اپنے سب کے
لیڑی اوتارے ہے ۔ دیکھو اس دنگل کا ایک پہلوان فخرالدین
رازی ہے جو اپنے زور آور سے یونانیون کی اکہاڑے کو
چت کرکے امام المتکلمین ہوگیا کچھ سمجھے یہ زور کاہے کا ہے ؟
یہ زور فیض محمدی کا ہے کہ ایک آدمی یونانیون کی جماعت کا مقابل
ہے اور یونانیون کو سوا امام امام کہتے منہ خشک کرنے کے کچھ نہین

سوجھتا۔ اور دوسرے امام الطائفہ قائل جماعت باغیہ امام حجۃ الاسلام
غزالی ہیں جنہوں نے تہافت الفلاسفہ میں ان شعلفین کے
کیسی خبر لی ہے جسکا جواب شافی آجتک مخالفین سے نہ ہوسکا۔ کیا کہیں
افسوس ہی آگر تم کسے قابل ہوتے اور علمی لیاقت بصیرت سمجھ سکتے تو
تو کچھ دکھلا دیکھو نکر اس فرقے کا زور دکھلاتے کہ یہ غیروں سے جنکو
نبوت سے کچھ علاقہ نہیں ہے) مقابل ہو کر کسطرح غالب ہوتا ہے۔
خیر اب بھی تھوڑا سا لکھے دیتے ہیں کسی عالم سے دریافت کر لینا
پڑہ لینا۔
مشائین لزوم ترکیب سے علی تقدیر الشرکۃ اثبات توحید کر
تھے۔
متکلمین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے اونسے ما بہ الاشتراک
اور ما بہ الامتیاز کا اتحاد نباہ چھوڑا انقسام قسمین سابق
نے یہ نازک بات متکلمین سے سنکر مشائین پر یہ مقدمہ اپنا ٹہرا کر پیچ گانٹھا
اور اپنا مراد بہار نا چاہا تہا کہ متکلمین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے
رد اقسمین کو بہی اس مقدمے کے اعتراف والتزام پر اثبات توحید سے
عاجز کیا اسواسطے کہ اشراقیہ کو بعد ابطال تغایر ما بہ الاشتراک اور ما بہ الامتیاز
کے آگے راہ نہ سوجہے اور اوجہہ لازم آگیا کہ الجائین لبسیطین کا انکار نہ کرسکیں

معاذ اللہ۔ اور مسلمین نے الحمد للہ۔ ایک برہان جسکو برہان تمانع
کہتے ہین لعد ابطال مذاہبین ایجاد کیا جسکا ماخذ آیہ شریفہ قرآن مجید سے
لو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا +[۱]
مشائیہ کو بغیر ترکیب دینے جسم کے ہیولی صورت سے کچھ بن نہ پڑتا
تہا اشراقیہ نے ان حضرات رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین سے
شکر جو کام بغیر دو جز کے نہ نکلتا تہا ایک جوہر وحدانی متصل فی
حد ذاتہ قایم بذاتہ غیر حال فی شئی آخر سے نکالا اور
ثابت کردیا کہ جسم خواہ فلکی ہو خواہ عنصری جوہر بسیط ہی غیر مرکب
فی الخارج قابل ہے طریان اتصال و انفصال کا مع بقائہ فی حالتین
فی حد ذاتہ اور اوسمین دو حیثیتین ہین من حیث جوہرہ و ذاتہ جسم ہے
اور اس حیثیت سی کہ انواع اجسام کی صور نوعیہ کا قابل ہے ہیولی
ہے۔ اب ہیولی اور اور صورت اور کی حاجت نہ رہی کیا کہنا ان کے
علوم کا۔ + ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِي بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ[۲]

---

[۱] اگر ہوتی آسمان اور زمین مین معبود سوا اللہ تعالی کے تو البتہ وہ دونون فاسد ہوجاتی سورہ انبیا پارہ اقترب للناس (۱۷)

+ یہ ہدایت ہی خدا کی کہ راہ دکہاتا ہی ساتھہ اوسکے جسکو چاہتا ہے بندون سے اپنے۔ پارہ اذا سمعوا سورۃ انعام۔

نقض دلیل اثبات ہیولی فی کل الاجسام

شیخ جی بو علی نے جو امام ثلثہ من الاخرین مشائیہ کا ہے اپنے معروض سوم
بہ شفا مین اثبات ہیولی کے لیے مطلق جسم مین فلکیا کان او عنصریا صورۃ
جسمیہ کو طبیعت نوعیہ قرار دیکر استدلال کے تقریر یون کیے ہے کہ ایک
جسمیہ جب مخالف ہو دوسرے جسمیہ کو تو ہوگا یہ اختلاف اس جہت سے کہ یہ
حاصل ہے اور یہ یا اس واسطے اور یہ ہے کہ جسکے طبیعت فلکیہ ہے اور یہ ہے کہ
جسکی طبیعت عنصریہ ہے اور سواے اسکے اون امور سے جو لاحق ہون
جسمیہ کو خارج سے مثل خرق والتیام وعدم خرق والتیام کے اسواسطے
کہ جسمیہ ایک امر موجود فی الخارج ہے اور طبیعت فلکیہ مثلاً دوسرا موجود ہے
اور مضاف ہوتی ہی یہ طبیعت فلکیہ یا عنصریہ خارج مین طرف طبیعت جسمیہ
کے جو ممتاز ہے طبیعت فلکیہ یا عنصریہ سے بخلاف مقدار کے مثلاً کہ وہ
ایک امر مبہم ہے موجود فی الخارج نہین ہوتا جب تک کہ متنوع بہ فصول ذاتیہ
نہ ہو باین طور کہ خط ہو جاے مثلاً یا سطح۔ اور جس چیز کا اختلاف
خارجیات سے ہوتا ہے نہ فصول سے وہ طبیعت نوعیہ ہوتی ہے اور
جب صورت جسمیہ طبیعت نوعیہ ہوے تو مقتضے اوسکا کہین نہ چہوٹیگا
جب ایک جگہ (یعنے عنصریات مین) جسم کے ترکیب ہیولے اور صورت
سے ثابت ہوئی تو ہر جگہ ثابت ہوگی انتہی حاصل کلام الشیخ۔
ان حضرات رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے شیخ جی کے استدلال پر

اسطرح منع کی ہے کہ جسمیہ کے طبیعت نوعیہ ہوسکتے اگر تم قائل ہوں

جب ہی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ اسکے سب افراد

مساوی فی الحقیقہ اسکے الماوہ ہیں۔ اور سارے افراد میں مساوات تشخصی ا

اسوقت ہوگی جب طبیعت لذاتہا محتاج ہو طرف مادہ کے اور طبیعت

لذاتہا کے احتیاج ممنوع ہے۔ جائز ہے کہ طبیعت کے احتیاج ہووے کے

طرف تشخصہا ہو کیونکہ طبیعت نوعیہ مختلف بالتشخصات ہوتے ہیں

جیساکہ طبیعت جنسیہ مختلف بالفصول ہوتے ہیں۔ پس جیساکہ اختلاف

مقتضے طبیعت جنسیہ کا باعتبار فصول کے جائز ہے ویسا ہے کیوں نہیں جائز

ہے۔ اختلاف مقتضے طبیعت نوعیہ کا باعتبار اختلاف تشخصات کے

اس منع پر شیخ جی کے چیلوں نے بہت کچھ میں پیٹ کے لیکن

کسیکی کچھ نہ چلی۔ سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ لِلْمُسْلِمِیْنَ مِنَ الْاِدْرَاكِ لِقُصُوْرِهِمْ

حَظًّا مَوْفُوْرًا وَاَعَدَّ لِلْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِيْنَ مِنْهُمْ مِنَ الْفَضْلِ اَجْرًا

فَيَكُوْنُ النَّعِيْمُ الْمُقِيْمُ لَهُمْ جَزَاءً وَيَكُوْنُ سَعْيُهُمْ مَشْكُوْرًا

وَمُلِئَتْ قُلُوْبُهُمْ بِاَنْوَارِ نَفَائِسِهِ بَهْجَةً وَسُرُوْرًا +

پاک ہے وہ اللہ کہ جسنے کر دیا واسطے مسلمانوں کے ادراک سے نصیب وافر اور تیار کیا واسطے علماے راسخین کے اون میں سے بسبب فضل کے ثوابات پس ہوگا نعیم مقیم واسطے اونکے جزا اور ہوسکے سعی اونکی مشکور اور بہر گئی دل اونکے ساتھ نوروں لقا اوسکے کے خوشی اور سرور سے۔

اور دیکھو یونانیون کے ایک مسلم بات کو ان حضرات رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین نے ٹھوکر سے کیسے ماردی ہے۔ وہ مسلم بات یہ ہے کہ
وہ لوگ ہر جسم کے واسطے تشکل طبعی ثابت کرتے ہین کہ ہر جسم تناہی ہے
اور جو تناہی ہے وہ متشکل ہے۔ اور جو متشکل ہے اوسکے واسطے تشکل
طبعی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر جسم کے واسطے تشکل طبعی ہے۔ اسپر
اونکے ٹھوکر یہ ہے کہ حکما نے تشکل جسم کو موقوف ٹھرایا ہے تناہی
الابعاد پر۔ اور جسم کے طبیعت کو من حیث ھی ھی دیکھیے تو نہ تناہی
الابعاد کو مقتضی ہے اور نہ مستلزم ود نہ اثبات تناہی جسم اور الطال
لاتناہی پر اتنے جان کیون کہپاتے ؟ اور جب جسم کے تناہی الابعاد باقتضائے
طبیعت جسم نہ ہوئے تو اوسپر جو چیز موقوف ہوگے وہ بے طبعی نہ ہوسکے
اونسے کہو اب اسکے جواب مین سر پھوڑتے رہو۔ حق تو یہ ہے کہ جیند
خفاشیچی عقول عالیہ کے ساتھہ طیران کرکے اوج کمال تک کیونکر برابر
پہونچ سکتے ہین ع مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ
هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۔

مثال دونون فریقون کے مثل اندھے اور آنکھہ والے اور بہرے اور سننے والے کے ہے آیا یہ
دونون برابر ہوجاتے ہین مثال مین کیا تم نہین سمجھتے۔ پارہ وما من دابۃ (۱۲)
سورۂ ھود۔

ایک اثر اون حضرات کے فیض کا اور ملاحظہ کیجئے کہ جو لوگ جو اونکے
زیر رہا ہیں اگر کسی یونانی کے طرف پھر دیکھتے ہیں تو وہ ہستی بدل جاتی
چنانچہ ہمارے ایک نظر جان گداز جو صریح طور سے یونانیوں پر پڑتی
ہے وہ یہ ہے۔ اونکے نزدیک ایک قاعدہ ٹھہرا ہوا ہے کہ واجب
بالذات اوسکو کہا کرتے ہین جو اپنے وجوب وجود مین غیر کا محتاج
نہ ہو اور ممتنع بالذات اوسکو کہا کرتے ہین جسکا عدم ذاتی ہو
اور اپنے عدم مین محتاج کسی علت کا نہ ہو۔ اور ممکن بالذات اوسکو
کہا کرتے ہین جسکے دونون طرف (وجود و عدم) مین ضرورت ذاتی
نہ ہو بلکہ اپنے وجود و عدم مین غیر کا محتاج ہو۔ اگر غیر اوسکے وجود کو ترجیح
دے تو پایا جا سکے اور عدم کو ترجیح دے تو نہ پایا جاوے تو ممکن
بالذات باعتبار ترجیح وجود کے واجب بالغیر کہلاتا ہے اور
باعتبار ترجیح عدم کے ممتنع بالغیر کہلاتا ہے تو واجب بالغیر
اور ممتنع بالغیر دونون ممکن ذاتی کو کہا کرتے ہین۔ جب یہ بات
معلوم ہو چکی تو بنا بر اس قاعدے کے شریک الباری معاذ اللہ
ممتنع بالذات نہ ہو سکے گا۔ اسواسطے کہ اوسکا (شریک الباری کا)
امتناع ضروری ہوا ہے بہ ثبوت وحدانیت واجب تعالے و تقدس
کے اور یہی اوسکے امتناع کے علت ہے تو اوسکا امتناع ذاتی نہو

شریک الباری کا ممتنع بالذات ہونا

عدم عقل اوّل کا محال بالذات ہونا حکما سے ثابت نہیں ہوتا

بلکہ معلول ہوا علت کا اور جسکا انتفاء معلول لعلت ہوتا ہے اوسکو
ممتنع بالغیر کہتے ہین اور ممتنع بالغیر ممکن بالذات ہوتا ہے
تو شریک الباری معاذ اللہ ممکن ذاتی ٹھرا اسکا جواب ہم جانتے ہیں
کہ اون (حکما) کی بدھون سے بچہ نہ آسکیگا تفتوفان
المسالک النظر التاء والحق احق بالاتباع –
اور ایک قاعدہ مسلمہ کو اون متفلسفین کے ہم ٹھکراتے ہین
شاید اونکے سارے قوم ہمارے لت گجیا سے اپنے کو نہ بچا سکیگی
وہ یہ ہے کہ اونہون نے اپنے لوگون مین ٹھرا رکھا ہے کہ عدم
عقل اوّل مستلزم ہے عدم واجب کو اور عدم واجب محال
بالذات ہی تو عدم عقل اول محال بالذات ہوگا۔ اسواسطے کہ اونکے
نزدیک ٹھر چکا ہے کہ جو چیز مستلزم ہوتے ہے محال بالذات کو
وہ بھی محال بالذات ہوا کرتے ہے۔ اور حالانکہ عقل اوّل اونکے
نزدیک بھی ممکن بالذات ہے۔ اسواسطے کہ اوسکے دونون طرف
ضرورے نہین ہین اور یہان معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا وجود ضروری
اور عدم ممتنع بالذات ہو جیسا کہ واجب کا ہے تو دعوی امکان

شیعہ اسلیے کہ واسطے راہ نظر کے وسعت ہی اور حق مقدار زیادہ ہی واسطے اتباع کے

کا ساتھہ لزوم وجوب بالذات کے کب راست آتا ہے

یا اخفاء الطعام و ندا بزوا ۔۱

اور ایک ہمارے نظر جان سوز جو یونانیون پر پڑے ہے

کہ اونہون نے بضرورت بطلان خلا بعد نکالنے نصف ہوا کے

کے التزام کیا تخلخل نصف ہوا کے باقے کا تاکہ خروج نصف ہوا سے

خلا لازم نہ آوے اور فرق کیا درمیان تخلخل پنبہ اور اس تخلخل کے

اسلیے اسکا نام تخلخل حقیقی رکھا اور اوسکے تکاثف کا نام تکاثف حقیقی

اور تخلخل پنبہ کا نام تخلخل اضافی و مشہوری اور اوسکے تکاثف کا

نام تکاثف اضافی و مشہوری رکھا تو ہم اونسے پوچھتے ہین کہ یہ تخلخل

نصف ہوا کے باقے کا مثل تخلخل پنبہ منفوشہ ہے ؟ یا ویسا نہین ہے ؟

اگر ویسا ہے تو اوسمین جیسے ہوا کے اجزا فرج مین درآئے ہین جنھون

نے اونکو بھر لیا ہے ویسے ہے اسمین بھی دوسرے ہوا کے اجزا

درآئے ہونگے یہ خلاف مفروض ہے ۔ اور اگر اسمین کسی دوسرے

جسم کے اجزا نے فرج ہوا کو نہین بھر لیا اور یہ تخلخل بھی ویسا نہین ہے

جیسا پنبہ منفوشہ کا ہے تو تم قایل ہوگئے فرج ہوا مین خلا کے

فکر کرو اے چھوٹے مردون والے اور تدبیر کرو ۔

فصاحت مقرکم عین الکفر فشانکم الحقیقی والدین الکلمات الشیطانیہ

تو ایک اور ہمارے چپت پونا نیون کی سر ون پر حاجت دستیاب ہے
تم بھی ذرا سیر دیکھو پونا نیون کے نزدیک ایک قاعدہ مقرر ہے
کہ جسکا احد الطرفین (وجود یا عدم) ممکن بالذات ہو تو طرف آخر بھی اوسکا
ممکن بالذات ہوگا۔ جیسے وجود زید کا ممکن ہے تو طرف آخر اوسکا اعنی عدم
بھی ممکن ہوگا۔ اور اسیطرح سے عدم زید کا ممکن ہے تو اوسکا وجود بھی
ممکن ہوگا۔ اور جسکا احد الطرفین واجب بالذات ہوگا تو طرف آخر
ممتنع بالذات ہوگا۔ جیسے واجب تعالیٰ کہ وجود اوسکا واجب بالذات
ہے تو اوسکا طرف آخر اعنی عدم ممتنع بالذات ہوگا۔ اور جسکا
احد الطرفین ممتنع بالذات ہوگا تو طرف آخر اوسکا واجب بالذات ہوگا
جیسے شریک الباری کہ وجود اوسکا ممتنع بالذات ہے تو طرف آخر
اوسکا اعنی عدم واجب بالذات ہوگا اونکا یہ قاعدہ مسلمہ
ہمارے نزدیک مختل و مشتبہ ہے اسواسطے کہ شئی جو واجب اور ممکن
اور ممتنع ہوا کرتے ہے تو اونہیں کے نزدیک باعتبار مفاہیم کے
نہیں ہوتے بلکہ باعتبار مصادیق کے ہوتے ہے جسکو واجب

پس ہوگئی بھاگنی جگہ تمہاری عین شرنگی جگہ پس تخلخل حقیقی تمہارا قسم خدا کی سنات تسلیہ ہے

محال بالذات اوسکا استحالہ جماشی نہیں ہوتا اور قاعدہ یہ

بالذات کہتے ہیں اوسکے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اوسکا مصداق واجب
بالذات ہے نہ مفہوم۔ اور جسکو ممتنع بالذات کہتے ہیں اوسکے
یہ معنے ہوتے ہیں کہ اوسکا مصداق ممتنع بالذات ہے نہ مفہوم
اور جسکو ممکن بالذات کہتے ہیں اوسکے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اوسکا مصداق
ممکن بالذات ہے نہ مفہوم۔ اور سب مفاہیم (خواہ واجب کے ہوں
خواہ ممتنع کے خواہ ممکن کے) ممکن بالذات ہوتے ہیں۔ جب یہ مقدمہ
ممہد ہوچکا تو تمہارا سکے نہ واجب تعالے معاذ اللہ واجب بالذات
رہتا ہے نہ شریک الباری ممتنع بالذات اور علے ہذا القیاس
اجتماع نقیضین وغیرہ جو قوم کے نزدیک ممتنعات بالذات ٹھہرے ہوے
ہیں واجب الوجود تعالی جو واجب بالذات نہیں رہتا نعوذ باللہ اسواسطے
کہ جب کہ وجود واجب تعالے کا واجب بالذات ہوگا تو ضرور ہے
کہ نقیض اوسکے ممتنع بالذات ہوگے اسلئے رفع وجود واجب تعالے
حالانکہ رفع وجود واجب تعالے تمہارے نزدیک صادق ہے اور جب
تمہارا ممکن ہے تو رفع وجود واجب تعالے کا ممکن بھی ہوگا اور شریک الباری
کا وجود ممتنع بالذات ہے جو اونکا بھی مسلمہ ہے تو ضرور ہے کہ رفع
وجود شریک الباری خواہ مخواہ واجب بالذات ہوگا حالانکہ رفع وجود
شریک الباری تمہارے نزدیک صادق ہے اور جب یہ طرف ممکن ہوئے

تو طرف آخر اسکے وجود شئ مرکب انہار سے ممکن نہیں ہوگا۔ اور یہی تقریر
اجتماع نقیضین میں بھی جاری ہوسکتی ہے کہ وجود اجتماع نقیضین کا انتفاء
اون ہر دو نقیضین کے نزدیک مسلم ہے حالانکہ اگر وجود اوسکا ممتنع بالذات
ہوگا تو ضرور ہے کہ مصداق اوسکے عدم کا واجب بالذات ہوگا حالانکہ
مصداق اوسکا صرف یہی ہے کہ بغیر رفع وجود اجتماع نقیضین صادق نہیں
توجب رفع اوسکا ممکن نہیں ہوا تو وجود اوسکا ممکن نہیں ہوگا تو مطلقاً
انتفاء اجتماع نقیضین ثابت نہ ہوا اور تقا ہم مقدمہ عدم مردودہ ہوا

اشعار

هٰذِی الغَوَامِضُ لِابْنِ یَعْقُوبَ الکَرِیمِ ‖ فِی المَعْقُولِ اِذَا دَعَوْنَ نُجُومُ
مِنْهَا مَعَالِمُ لِلْهِدَایَةِ وَالتُّقٰی ‖ وَالاَحْرَابُ لِمِثْلِ ابْنَتِ رُجُومُ

ایک گھونسہ اور لگاتے ہیں سنبھلو۔ مناطقہ مستحدثین نے علم
حصولی کی چار قسمیں کی ہیں۔ ایک علم بالکنہ دوسرا علم بکنہہ۔
تیسرا علم بالوجہ۔ چوتھا علم بوجہہ۔ علم بالکنہ اوسکو کہتے ہیں کہ ذاتیات
شئ کے حاصل ہوں ذہن میں اور ذات کیطرف التفات ہو جانے کے جلیے

مشکلات
ہ یہ باریکیاں واسطے سید یوسف کے درمیان مشکلات کے جبکہ اندھیری میں ہو جاوین ستارہ ہین تحقیق اون
کے نشان ہین واسطے ہدایت اور تقوے کے اور ڈھیر شیطے تحمسری کے واسطے رجم ہین۔

انسان تو اوسکی حقیقت ذہن مین آوے اس معنے کر کہ صورت حیوان اور ناطق دونونکی ذہن مین حاصل ہو نہ صرف انسان کی اور انسان کیطرف فقط التفات ہو جاوے۔ اور علم بکنہہ اوسے کہتے ہین کہ ذات بغیر واسطہ ذاتیات کے ذہن مین حاصل ہو یا ذاتیات اسطور پر ذہن مین حاصل ہون کہ اونکو مراۃ ملاحظہ ذات کا نہ ڈالین اور علم بالوجہ اوسے کہتے ہین کہ عوارض ذہن مین حاصل ہون اور اونکے واسطے سے ذات کیطرف التفات ہو جاوے جیسے کاتب کہ ذہن مین حاصل ہو اور اوس سے التفات ہو جاوے طرف انسان کے اور علم بوجہ اوسے کہتے ہین کہ وجہ ذہن مین حاصل ہو بغیر اسبات کے کہ اوسکو مراۃ ملاحظہ ڈالین ذات کا ہمارے نزدیک یہ قسم یعنے علم بوجہ غلط ہے۔ اسواسطے کہ وجہ کے تصور کے وقت یہ بھی ذہن مین ہوگا کہ یہ کسیکی وجہ ہے ؟ یا نہ ہوگا ؟ اگر ہوگا تو اوسکو تصور بالوجہ مین داخل کرینگے۔ اور اگر نہ ہوگا تو نفس ضاحک کا تصور ہوا وہ تصور بکنہہ مین داخل ہے۔ علم بوجہ علیحدہ کوئی چیز نہ ہوا سبحان الذی یحق الحق ویثبتہ ٭ ویبطل الباطل و یفنیہ ٭ الذی لیس غیرہ احد یحاذیہ

پاک ہے وہ اللہ کہ جو ثابت کرتا ہے حق کو اور باقی رکھتا ہے حق کو اور باطل کرتا ہے باطل کو اور فانی کرتا ہے باطل کو اور ایسا ہے کہ نہین ہے سوا اوسکے کوئی کہ برابری کرے

ولا اول لبنائه + ولا عون بنصره + ولا كون يحصره + سبحانه
في عزته + وحارت الخلق في جلالته + علمنا العلوم الحقيقة
وكشف لنا البيان + وطيرنا في العلوم العقلية عن حكماء
يونان + والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على سيد
الاكوان خلاصة آل عدنان + سيدنا محمد سيد الانس
والجان + اور ثنائے مصدر کے چھے معنی مشہور ہیں - ایک مصدر معلوم
دوسرا مصدر مجہول - تیسرا حاصل بالمصدر معلوم - چوتھا حاصل بالمصدر مجہول
پانچواں مصدر مبنی للفاعل - چھٹا مصدر مبنی للمفعول - ہمنے غور سے دیکھا
تو حاصل بالمصدر مجہول کوئی شے علیحدہ نہیں ہے سوا حاصل بالمصدر
معلوم کے اسواسطے کہ حاصل بالمصدر جو ہوتا ہے اوسکو دونوں طرف
برابر نسبت ہوتی ہے **مثلاً مار** کہ مارنے والے اور مارے گئے
کے بیچمیں واقع ہوئی تو نفس مار ایک ہی شے ہے اور یہی حاصل بالمصدر ہے
اسکو معروف و مجہول کیطرف منقسم کرنا غلط ہے -

حاصل بالمصدر کوئی چیز نہیں

کو دوسرا اوسکا ہو جائے اور نہ کوئی مددگار ہے کہ مدد کرے اوسکی اور نہ کوئی مکان
ہے کہ گھیر لے اوسکو پاک ہے وہ اپنی عزت میں اور حیران ہوگئی خلق اوسکی
بزرگی میں سکھایا اوسنے ہمکو علوم حقیقیہ اور کھولا واسطے ہمارے بیان کو اور افضل
کیا ہمکو علوم عقلیہ میں حکماے یونان سے اور نازل ہو صلوۃ و سلام تمام و کمال
اوپر سید عالمین کے جو خلاصہ ہیں آل عدنان کے وہ کون ہیں ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو سردار
ہیں تمامی انس و جان کے -

شعر

ضَیَّعْتَ عُمْرَكَ فِي تَحْقِيقِ مَعْرِفَةٍ ٭ تُمْسِي وَتُصْبِحُ بَيْنَ الْقَالِ وَالْقِيلِ

وَتَقْرَأُ الْعِلْمَ لَا كِنْ لَيْسَ تَفْهَمُهُ ٭ بَلْ اَنْتَ فِي جَهْلِ هٰذَا الْفَنِّ كَالْفِيلِ

اور کہان تک ان متفلسفین کی بیہ وقوفیون سے چشم پوشی کرین کچہہ نہ کچہہ کہنا ہی پڑتا ہے۔ دیکھیے فرد وشخص وحصہ مین کہین تو تقیید وقید کا دخول وخروج باعتبار ملحوظ کے لیا ہے اور کہین باعتبار لحاظ کے فرد مین تو تقیید وقید ملحوظ مین داخل کہتے ہین اور شخص مین دونون کو خارج ملحوظات کہتے ہین اور حصہ مین تقیید کو داخل لحاظ مین کہتے ہین اور قید کو ملحوظ سے۔ انہین خافشون کی بدولت یہ لوگ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ کے مصداق ہو گئے ہین۔

انہین یونانیون مین سے ایک فرقہ ہے معطلہ وہ عالم کے قدم کے قایل ہین اور کہتے ہین کہ اسکا خالق وموجد کوئی نہین ہے۔ پھر اس دعوے پر دلیل یون لاتے ہین کہ اگر اسکا کوئی موجد ہو تو ضرور ہے کہ اوسکو وجود لاحق کرنیکی حاجت پڑیگی۔

اونکے دل ہین مگر فہم نہین اور اونکی آنکھین ہین پر دیکھتے نہین اور اونکے کان ہین مگر سنتے نہین وہ لوگ مثل چارپایون کے ہین بلکہ اون سے بہی گمراہ تر۔ پارہ قال الملأ الذی (۹) سورہ اعراف۔

وہ دو حال سے خالی نہیں عالم کے حالت وجود مین یہ وجود لاحق ہوگا یا حالت عدم مین بر تقدیر اوّل تحصیل حاصل لازم آے گی اور تقدیر ثانی پر اجتماع نقیضین اور یہ دونون باطل ہین تو موجد کا ایجاد باطل ہے تو عالم کو موجد کے حاجت نہ ہوئی۔ اونسے ہمارے حضرات نے یون کہا کہ یہ استحالہ با وجود تفرض کرنے موجد کے حوادث یومیہ کے موجود ہونے پر بھی لازم آتا ہے اسواسطے کے ضرور ہے کہ وہ موجود بغیر لحوق وجود کے نہ ہونگے اور لحوق وجود بنا بر تمہارے قاعدے کے دو حال سے خالی نہین یا حالت وجود مین ہوگا یا حالت عدم مین اور حالت وجود مین تحصیل حاصل اور حالت عدم مین اجتماع النقیضین لازم آئے گا۔ اسکا جواب لاؤ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

اور دیکھو جو کچھ حواس عشرہ ظاہرہ و باطنہ مین حکما سے اقوال صادر ہوے ہین ان حضرات رضی اللہ عنہم نے اونکو کیسا بلویا ہے ایک ایک کا قصہ مختصر سنو۔ **ابصار** مین طبیعتین اسبات کی قایل ہین کہ وہ بانطباع شبیح مرئی ہوتا ہے ایک جز مین رطوبت جلیدیہ سے جو مثل حجد کے ہے اور یہ انطباع مثل انطباع صورت مایحاذی ہے مراۃ مجلاہ مین بواسطہ ہوائے شفف کے اور وہ جز جلیدیہ کا زاویہ مخروط ہے جسکا قاعدہ سطح مرئی ہے۔

اس کو ان **حضرات** نے کئی طرح پر باطل کیا ہے۔ ایک یہ کہ چھوٹے جسم مین بڑا جسم منطبع نہین ہوسکتا پس اگر ابصار بانطباع ہو تو لازم آے گا کہ

اوسیقدر مبصر ہو جتنا نقطہ ہوا و العین کا ہے اور لازم صریح البطلان ہے اسواسطے کہ ہمکو نصف کرہ عالم مبصر ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر ابصار بانطباع شبح مرئی فی الجلیدیہ ہو تو مرئی حقیقت مین یہ شبح ہوگی پس ممتنع ہوگا حکم عظیم کا مبصر ہے عظیم پر اسواسطے کہ شبح عظیم نہین اور جو عظیم ہے وہ مبصر نہین۔ تیسرے یہ کہ لازم آئیگا کہ عندالابصار ہم درمیان صغیر و کبیر کے فرق نکر سکین اسواسطے کہ صغیر و کبیر کے اشباح جو بصر مین مرتسم ہوتے ہین وہ متساویہ ہوتے ہین والازم صریح البطلان۔

اور ریاضیین اسبات کی قایل ہین کہ ابصار بخروج جسم شعاعی من العین ہوتا ہے ہیئت مخروط پر کہ سر اوسکا نزدیک مرکز بصر ہے اور قاعدہ اوسکا نزدیک سطح مبصر کے۔ پھر اون مین سے بعض قایل ہین کہ وہ مخروط مصمت ہے اور بعض قایل ہین کہ آنکھہ سے اجسام دقاق نکلتے ہین کہ اطراف اون کے مرکز بصر کے پاس مجتمع ہوتے ہین اور ممتد ہوتے ہین یہ اجسام دقاق متفرقہ طرف مبصر کے پس جسقدر پر کہ اطراف اونکے منطبق ہونگے وہ مبصر ہوجائیگا اور جسقدر کہ درمیان اطراف اون اجسام کے واقع ہوگا وہ مبصر نہوگا اسواسطے کہ جو اجزا نہایت صغیر ہوتے ہین اور جو مسامات کہ سطوح مبصرات مین نہایت دقیق ہوتے ہین وہ بصر سے مخفی رہتے ہین۔

ان حضرات رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے ان کی ہی خبر لی ہے

اسطرح پر کہ اگر الصبار بخروج شعاع ہوتے ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو چاہیے کہ

ہوب ریاح اور رکود ریاح سبب اختلاف رویتہ ہو جایا کرے اسواسطے کہ

ہبوب ریاح سے شعاعی خارج من العین مشوش ہو جاتا ہے اور رکود ریاح

خلاف اسکے جیسا کہ ہبوب رکود ریاح ہوتے حال صوت مختلف ہو جاتی

ہے اور سمع مین اختلاف آجاتا ہے اور حالانکہ ایسا نہین ہے تو الصبار

بخروج شعاع باطل ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ شعاع عرض ہے یا جوہر اگر عرض ہے

تو انتقال اوسکا محال ہے اور اگر جوہر ہے اور جسم تو محال ہے کہ آسمانون کو

پہاڑی اور اوسکے آسمانون کے کواکب تک پہونچ جائے تیسرے یہ کہ ہمارے

آنکھ سے یا لکھنے کی آنکھ سے ایک جسم نکلے اور منطبق ہو جائے نصف کرہ عالم پر

پھر سبب آنکھ بند کرلین تو پھر معدوم ہو جائے یا آنکھ مین گھس آوے اور پھر کھولدین

تو پھر عود کرے اسکا قایل نہ ہوگا مگر مجنون بجنون مطبق۔ چوتھے یہ کہ حرکت اس

شعاع کی ارادی ہے یا طبعی یا قسری۔ ارادی نہونا تو ظاہر ہے کہ وہ شعاع

حیوان نہین ہے۔ اور طبعی بہی نہین ہو سکتی ورنہ جہت واحدہ کیطرف ہوگی

سارے جہان کیطرف نہ ہو سکیگی۔ اور یہ سارے جہان کیطرف حرکت کرتی

ہے اور جب طبعی نہین ہے تو قسری بہی نہ ہو سکیگی۔ اور جب تینون طرح

کے حرکت باطل ہوگی تو بخروج شعاع ابصار کا ہونا باطل ہے

اس سے اور بڑی حماقت یہ ہے کہ بعض قایل ہین اوس شعاع کی حرکت

ایک جہت پر طبعیہ اور دوسرے جہات پر قسریہ ہونے کی اگرچہ قاصر معلوم نہ ہو

اور دیکھیے اس مسئلہ ابصار مین جو مذہب اشراقیہ کا تھا اوسکو بھی ان

حضرات نے مجروح کر دیا ہے ۔ مشراقیہ اسبات کے قایل ہین کہ جو چیز

مشف درمیان بصر اور مرئی کے واقع ہوتی ہے وہ تکیف ہوتی ہے بکیفیتہ

اوس شعاع کے جو بصر مین ہوتی ہے اور وہی مشف متکیف بکیفیتہ شعاع بسبب

تکیف اوسکے آلہ ابصار ہوتا ہے ؎

اس مذہب کے مجروح کرنے کا طریق یہ ہے کہ اگر شعاع بصر سے ابصار ہوتا ہے

جیساکہ یہ کہتے ہین تو لازم آتا ہے کہ جو شعاع بصر کہ عین بقہ مین ہے وہ نصف

کرہ عالم کے مستحیل کرنے پر اپنے کیفیت کیطرف قوی ہو جائے ۔ دوسرے

کہ اگر ابصار بہ تکیف مشف متوسط بکیفیتہ شعاع بصر کے ہوتا ہے تو لازم آتا ہے کہ

عیون مبصرین اگر بہت ہون تو چاہیے کہ ابصار قوی ہو جائے کیونکہ وہ کیفیت

جس سے مشف متوسط تکیف ہوا ہے بسبب کثرت عیون کے شدید تر ہی

حالانکہ یہ خلاف واقع ہے ۔ اسیطرح اور بہت سے اعتراضات ان حضرات

رضوان اللہ تعالے علیہم کے جو ملاحدہ و قرامطہ و یہود و نصارے و مجوس

وصابئین اور ارباب مذاہب باطلہ اور غیر مقلدین کے کلمات خبثیات پر

وارد ہین کتب اسلامیہ مین موجود و مذکور تھے اون اعتراضات کو اونھون نے

اون کتب سے چرا کر اپنے نام سے اپنی کتب مین لکھدے ہین یہ چوری

ہر شخص کو معلوم نہین ہوتی اوسکو معلوم ہوسکتی ہے جسکے ان نتخلین کے کتب پر نظر پڑی ہو۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من نشاء بہ

محرم دولت نہ بود ہر سرے ۔ بار سبحانہ کشد ہر خرے

سُبحان من یری فی دجی اللیل الذر و نبصر ما للحق لا یبصرہ والذی اودع فی العیون اسرارہ و فی العقول افکارہ رفیع الدرجات یری لمن یشاء ملکوت السموات و صلی اللہ علی سید السادات اشرف الموجودات سیدنا محمد شافع العصاۃ یوم الھلاک والنجات ۔ تھوڑا اساحال سمع کا بھی سنئے ۔ وہ کہتے ہین کہ قوت سامعہ ایک قوت ہے کہ مرتبہ ہے عصبہ مفروشہ مین سطح باطن صماخ پر جس سے ادراک ہوتا ہے صوت کا اسطرحپر کہ جو ہوا کہ درمیان قارع اور مقروع اور قالع اور منقلع کے ہے وہ قرع یا قلع عنیف سے منضغط ہوجاتی ہے بہ عنف اور متموج ہوتی ہے پس تموج اوسکا منتہی ہوجاتا ہے طرف اوس ہوا کے جو صماخ مین راکد تھی اور اوس ہوا کو متموج کردیتی ہے اپنے شکل پر پس واقع ہوتی ہے اوس جلد پر جو مفروش ہے اوس عصبہ پر جو مفروش ہے مقعر صماخ

پاک ہے وہ تعالی و تقدس جو دیکھتا ہے اندھیرے مین رات کی چھوٹی چیونٹی کو اور دیکھتا ہے اوس چیز کو جو خلق دکھاتی نہین دیتی وہ ایسا خالق ہے کہ جسنے رکھدیا ہے آنکھون مین اپنے اسرار کو اور عقلون مین اپنے افکار کو اونچا کرنیوالا ہے درجون کا دکھاتا ہے جسکو چاہتا ہے حقائق آسمانون کی رحمت کاملہ نازل ہوجیو اوپر سید السادات کے جو اشرف ہے تمامی مخلوقات کا وہ سردار ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جو شفاعت کرنیوالے عاصیون کے ہین قیامت میں۔

مین جسمین ہوا محتقن ہے اوسمین ایک قوت ہے جس سے مدرک ہوتی ہے صوت

اور ہیئت صوت اسپر اور بھے بہت جھگڑا بیان کیا ہے اور اوسپر اپنے دانست

مین صحیح صحیح دلایل لا رہے ہین ۔ اسکے باطل کرنے مین ہے ہمارے حضرات

رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا ازانجملہ یہ ہے

کہ اگر سماع بوصول ہواے متموج متکیف بالصوت الے الصماخ اور تکیف ہواے

راکد فی الصماخ ہو تو لازم آتا ہے کہ ہر صوت دو مرتبہ سنی جاے بوصول ہواے

متکیف بالصوت الی الصماخین و تکیف ہواے راکد فی الصماخین بالصوت و اللازم

باطل فالملزوم مثلہ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ الَّذِیْ حَضَرَ عِنْدَ السَّمْعِ وَعَنِ

الْبَصَرِ قَدْ غَابَ لَقَدْ دَلَّتْہُمْ عَلَی الصَّوَابِ وَمَا لَا یُرَادُ فَاعِنْدَہُمْ جَوَابٌ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰے سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الشَّافِعِ الْمُشَفَّعِ یَوْمَ الْحِسَابِ ۔

اور وہ جو قوت شامہ مین اقوال و مذاہب مختلفہ واقع ہوئے ہین اور سنکے بہی

خبر جیسی کچھہ لی ہے ظاہر ہے بعضے اون مین سے قایل ہین کہ اس قوت سے

ادراک روایح کا سبب یہ ہے کہ ذی رایحہ کے اجزا منفصل ہو کر اقراب ہوائیہ

شکر ہے اوس اللہ کا جو بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے ایسا اللہ کہ حاضر ہے نزدیک سمع کے اور غائب ہے بصر سے ہر آئینہ تحقیق ہدایت کی مین نے اون کو اوپر صواب کے اور نہین ہے واسطے ایراد ہمارے کے نزدیک اون کے جواب اور رحمت بھیجے اللہ اوپر ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شفاعت کرنے والے اور شفاعت قبول کیے گئے ہین دن حساب کے ۔

سکے ساتھ مخالط ہوکر قوت شامہ تک پہونچتی ہین پس یہی سبب ادراک روائح
کا ہوا کرتا ہے - اور دلیل اونکی یہ ہے کہ اگر ذی رائحہ کے اجزا متحلل ہوکر
اور اجزا سے ہوایہ کے ساتھ مخالط ہوکر قوت شامہ تک نہ پہونچتی اور سبب ادراک
رائحہ نہ ہوتی تو حرارت اور دلک اور تبخیر مذکی رائحہ اور شدت برد مخفی نہ ہوتا
جواب اوسکا یون دیا گیا ہے کہ حرارت اور دلک اور تبخیر جو مذکی روائح
ہوا کرتی ہے اوسکے سبب دو ہین ایک یہ کہ حرارت اور دلک وغیرہ ہوائے
متوسط کو مستحیل کر دیتے ہین طرف کیفیت ذی رائحہ کے اور برد اوسکے خلاف
ہے - اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حرارت معین ہوتی ہے قوت شامہ کو
ادراک پر بخلاف برد کے اور بعضے اونکے قایل ہین کہ ذو رائحہ قوت شامہ
مین اپنا فعل کرتے ہے - یہ مذہب بہی اسطرح پر باطل ہے کہ مشک کو کبھی
لیجاتے ہین مسافت بعیدہ پر اور کبھی جلادیتے ہین ساتھ اسکے اوسکے
خوشبو ہوا مین ایک زمانہ دراز تک رہتے ہین پس کیونکر سمجھا جاوے کہ شمم
بفعل مشک فی القوت شامہ ہے -

ذائقہ

قوت ذائقہ مین بہی کسیقدر لے ربطیان تہین مگر قابل لحاظ نہ سمجھین گئین -

لامسہ

قوت لامسہ مین بہی انہون نے بہت کچھ شور مچایا ہے اوسمین سے ایک
قول بو علی کا ہے شفا مین اوسکا حاصل یہ ہے کہ ان حواس خمسہ مین
بعض ایسے ہین کہ اونکو اپنے فعل سے محسوسات مین لذت والم حاصل

حاصل نہیں ہوتا اور بعضے ایسے ہیں کہ توسط سے محسوسات کے اون کو
لذت و الم حاصل ہوتا ہے - پہلا بصر ہے کہ اپنے لون سے متلذذ اور
متالم نہیں ہوتا بلکہ بواسطہ اوسکے نفس متلذذ و متالم ہوتا ہے ایسا ہی حال
ہے اذن میں اور اگر کبھی صوت شدید سے اذن متالم ہوتا ہے تو اوسکا
تالم من حیث المسمع نہیں ہوتا بلکہ من حیث اللمس ہوتا ہے اور ذوق و شامہ
اور متلذذ ہوتے ہیں دو قسم و ذوق ہیں کہ جب کسی کیفیت ملائمہ سے تکیف
ہوتے ہیں تو اونکو لذت ہوتی ہے اور جب کیفیت منافرہ سے تکیف
ہوتے ہیں تو الم ہوتا ہے اور لمس کا حال یہ ہے کہ کبھی متالم اور متلذذ ہوتی
ہے کیفیت ملموسہ اور کبھی متالم و متلذذ ہوتے ہے بغیر واسطہ تکیف
کے محسوس اول سے انتہی - اسپر ہمارے حضرات رضی اللہ عنہم کے
بہت سے اعتراض ہیں - اول یہ کہ مدرک جزئیات محسوسہ کے اگر حواس
خمسہ ہیں تو قول شیخ کا بصر و سمع میں کہ بصر و سمع متالم و متلذذ نہیں ہوتی
بلکہ نفس متالم و متلذذ ہوتا ہے مستقیم نہیں - دوسرا یہ کہ بداہتہ عقل
حاکم ہے کہ ہر ایک حاسہ کے واسطے ایک محسوس مخصوص ہے کہ دوسرے
کا ادراک کرنا اوسکو محال ہے پس یہ کہنا کہ مدرک صوت شدید اور
لون موذی کا وہ قوۃ لامسہ ہے جو کان اور آنکھ میں حاصل ہے
کب صحیح ہوگا - تیسرا یہ کہ لذت اور الم کے جو اوس نے ٹھرائی ہے اوسکے

مناقض ہوگا کہ حد لذت ادراک ملایم ہے من حیث ہو ملایم اور
ملایم واسطے قوت باصرہ کے ادراک مبصرات ہی نہ لامسہ کے جیسا کہ
ادراک ان محسوسات کا حواس کے واسطے لذت والم ہے پہلے شق پر ادراک
بصر کا واسطے الوان حسنہ کے لذت ہوگا اور واسطے الوان موذیہ کے
الم ہوگا۔ اور دوسرے شق پر لمس اور شم اور ذوق کی لذت والم نہ ہوگا یا
سارے حواس کے واسطے لذت والم نہیں ہوتا بلکہ بعض حواس کے واسطے
ہوتا ہے اور بعض کے واسطے نہیں ہوتا تو ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی اسواسطے
کہ ادراک نفس کا جو محسوسات جزیہ سے متعلق ہے جمیع حواس مین برابر ہے
یہان تک حواس خمسہ ظاہرہ کا حال معلوم ہوا اب حواس خمسہ باطنہ کو
سنو اون مین بھی گفتگو کی ہے اور اونکے اقوال کو زیر وزبر کیا ہے۔
ازانجملہ حس مشترک ہی جسپر بہت سے دلایل اونہون نے قایم کیے ہین۔
ایک یہ ہے کہ اگر ہم مین ایسی کوئی قوت نہ ہو جو محسوسات حواس ظاہرہ
کے مدرک ہو تو ہم سے ایسا حکم ممکن نہ ہوگا ھذا الملون ھو ھذا الملموس
اوھذا الملموس اسواسطے کہ حاکم کے سامنے محکوم علیہ اور محکوم بہ دونون
کا حاضر ہونا واجب ہی اور کوئی حواس ظاہرہ مین سے ایسا نہین ہے
کہ محکوم علیہ و محکوم بہ دونون کا ادراک کرے اسواسطے کہ بصر ادراک کرتی
ہے ہذا الملون کو نہ ہذا الذوق کو اور نہ ہذا الملموس کو اور لمس ادراک

کرتے ہیں ہذا الملموس کی نہ ہذا الملون اور ہذا المذوق کو اور لازم باطل ہے
بالضرورت اور ممکن نہیں ہے کہ کہا جائے کہ حاکم اوپر ایک کے محسوسات
سے ساتھ دوسرے کے عقل ہے اسواسطے کہ عقل اوپر آنکے محسوسات نہیں
کرتے پس حکم اونپر نہیں کرتے نہ ساتھ اون کے اور یہی بہایم جنکو عقل
نہیں ہے اونسے یہ حکم صادر ہوتا ہے ورنہ کیا سبب ہے کہ لاٹھی دیکھکر الم
کو یاد کرکے بہاگتا ہے اور گہانس دیکھکر جانتا ہے کہ کہانے کی چیز ہے
اور اوسپر دوڑتا ہے۔ اسپر کئی طرحسے ہمارے حضرات رضی اللہ عنہم نے
اعتراض کیا۔

اولاً یہ کہ جیسا کہ ہذا الملون یہ ہذا الملموس کا ہم حکم کرسکتے ہیں اسیطرح
ہوسکتا ہے کہ ہم حکم کریں ہذا الشخص پر ہو انسان کا۔ پس اگر یہ
بات تمہارے صحیح ہو کہ حکم کے وقت حاکم کے سامنے محکوم علیہ اور محکوم بہ
دونوں حاضر ہوں تو واجب ہوگا کہ ہم میں ایک قوت جسمانیہ ادراک کلی
نہیں کرتے۔

ثانیاً حاکم بین المحسوسات والمعقولات مطلقاً نفس ہے اور اسناد حکم کے
طرف قوت حاسہ کے جو حاسہ کہ فرض کیا جاتے مجازاً ہے پس جتنی بات
حکم میں ضروری ہے وہ یہ ہے کہ حکم کے وقت محکوم علیہ اور محکوم بہ کا
حضور عند النفس ضرور ہے اور حضور اون دونوں کا عند النفس کبھی

اسطرح پر ہوتا ہے کہ دونون اوسمین مرتسم ہوتے ہین جیسا کہ نفس کے حکم کے وقت اوپر معقول کے ساتھہ معقول دوسرے کے اور کبھی اسطرح پر ہوتا ہے کہ ایک اون مین سے نفس مین حاضر ہوتا ہے اور دوسرا اوسکے آلہ مین کسی آلات سے جیسا کہ نفس کے حکم کے وقت ساتھہ معقول کے اوپر محسوس کے یا ساتھہ محسوس کے اوپر معقول کے پس صحت حکم ساتھہ محسوس بحاسہ کے اوپر محسوس بحاسہ اخرے کے محوج نہین ہوتا طرف قول بوجود حس مشترک کہ جسمین صور محسوسات بحواس ظاہرہ مجتمع ہون جیسا کہ صحت ساتھہ معقول کے اوپر محسوس کے محوج نہین ہوتا طرف قول بوجود قوۃ کہ مدرکہ ہو کلی اور جزئی کے ساتھہ ہے یہ تو حس مشترک کا حال ہوا اوسکا خزانہ جسکا نام خیال رکھا ہے وہ بھی ثابت نہین ہو سکا۔ اوسکے دلیل اثبات مدعا پر ایک یہ ہے کہ جسکو پہلے ہمنے دیکھا تھا اوسے دوبارہ دیکھتے ہی پہچان لیتے ہین بعد اوسکے کہ پہلے دیکھنے کے بعد غایب ہو جاے اور پھر حاضر ہو اس سے معلوم ہوا کہ ہم مین ایک قوۃ حافظہ ہے کہ اگر وہ نہ ہوتی تو ہم جب کسیکو دیکھنے پھر وہ غائب ہو جاتا پھر دوبارہ سامنے آتا تو ہم پہچان نہ سکتے کہ یہ شخص وہی ہے جسکو پہلے ہم نے دیکھا تھا اور لازم باطل ہے ضرورتاً بعد اسکے استدلال کیے ہین اثبات پر کہ یہ قوت حافظہ حس مشترک سے مغایر ہے کئی طرح پر۔ اول یہ کہ واسطے صور محسوسات کے ہمارے نزدیک قبول اور حفظ ہے اور یہ دونون مغایر ہین

پس ضرور ہو کہ ان دونوں کے واسطے دو مبدا مغایر ہونا چاہئے قابل اونکا حس مشترک ہو اور حافظ اونکا خیال ہو۔ دوسرے یہ کہ حس مشترک حاکم ہے محسوسات پر اور خیال نہ حاکم ہے اور حاکم غیر ہے نہ حاکم کا۔ ہمارے حضرات رضوان اللہ علیہم نے فرمایا کہ پہلا استدلال مبنی ہے اسبات پر کہ واحد سے نہیں صادر ہوتا مگر واحد تو قبول اور حفظ دونوں ایک قوۃ سے نہیں ہو سکتے اسواسطے دو قوتین ضرور ہین ایک قابل ہوتے ہیں وہ حس مشترک ہے اور دوسرے حافظ ہوتے ہیں وہ خیال ہے۔ حالانکہ جس قاعدے پر یہ استدلال مبنی ہے یعنے الواحد لا یصدر منہ الا الواحد ممنوع ہے اور دوسرے وجہ یہ کہ حس مشترک حاکم ہے اور خیال غیر حاکم ہے باطل ہے اسواسطے کہ جائز ہے کہ قوۃ واحد کبھی حاکمہ ہو اور کبھی غیر حاکمہ ہو۔ اور تیسرے وجہ استدلال کے تغایر حس مشترک اور خیال پر یہ ہے کہ صور محسوسات کے جب منطبع ہوتے ہیں حس مشترک میں تو مشاہد ہوتے ہیں اور جب کہ خیال میں ہوتے ہیں تو غیر مشاہد ہوتے ہیں۔ اسپر بھی حضرات نے کئی طرح سے نقض کیا ہے ایک یہ کہ جائز ہے کہ صور منطبع ہوں حس مشترک میں اور قوۃ خیالیہ ہرگز نپائی جاوے لیکن جب کہ نفس اون صور کی طرف التفات کرے اوسوقت مشاہد ہوں اور جب کہ غافل ہو اون صور سے تو غیر مشاہد ہوں کیونکہ مدرک کلی اور جزئی دونوں کا نفس ہے۔ دوسرے یہ کہ اچھا ہم نے تسلیم کیا کہ مدرک جزئی

قوۃ جسمانیہ ہی ہوا کرتی ہے۔ لیکن کیوں نہیں جانتے کہ یہ اختلاف مبنی ہے

اسباب پر کہ صورت جب منطبع ہو حس مشترک مین اوس وقت مشاہد ہو

اور جب حس مشترک سے زایل ہوجائے پھر جب چاہے اوسکے تحصیل کو عقل فعال

سے اوسکا افاضہ ہوجائے جیسا کہ قوۃ عاقلہ مین ہوا کرتا ہے کہ صورۃ عقلیہ

جب کہ محو ہوجاتی ہے قوۃ عاقلہ سے کہ کسے خزانے مین مخزون ہو کر نہین

رہتی بلکہ بالکل معدوم ہوجاتے ہے پھر جب ارادہ کرتے ہے اوسکے تحصیل کا

دوسرے بار تو عقل فعال سے اوسکا افاضہ ہوجایا کرتا ہے۔ مخالفین ان کے

اعجوبہ مین بہت کچھ اپنا سر پھوڑا کرتے ہین مگر کچھ بن نہین پڑتی۔

اب وہم کا حال سنو وہ سوائے حس مشترک کے ایک اور قوۃ کے قایل ہین

اور اسطرح دلیل لاتے ہین کہ سوائے حس مشترک کے دماغ میں ایک قوۃ مدرکہ

وہمیہ ہے جو ادراک کرتے ہے معانی جزئیہ کا اسواسطے کہ معانی جزئیہ کا ادراک

کرنے والا نہ نفس ہے نہ کوئے حاسہ ہو حواس ظاہرہ سے اور نہ حس مشترک

نہ خیال کیونکہ نفس مدرک کلیات ہو نہ جزئیات اور حواس ظاہرہ ادراک کرتے

ہین صور خارجیہ خاصہ کا اور حس مشترک صور محسوسہ کا نہ معانی کا اور خیال حافظ

ہے صور کا نہ مدرک پس مدرک معانی جزئیہ کا کوئی اور ہی چیز ہوگا وہ نہین

ہے مگر قوۃ وہمیہ۔ اسکو ہمارے حضرات رضی اللہ عنہم نے کئی طرح پر باطل

کیا ہے۔ ایک یہ کہ ہم نہین تسلیم کرتے کہ مدرک معانی جزئیہ کا نفس نہین ہے

اسواسطے کہ اپنی جگہ پر ٹہر چکا ہے کہ مدرک کلیات وجزئیات دونون کا نفس ہی
ہے اور جبکہ دونون کا مدرک وہی ہوا تو اب دوسرے قوۃ معانی جزئیہ کی ادراک
کے واسطے تراشنا اور اوسکا نام وہم رکہنا خالی از بے عقلی نہ ہوگا۔ دوسرے
یہ کہ جو ہذا الشخص المحسوس کی عداوت کا مدرک ہے وہ جب ہر کرے ہے ہذا الشخص المحسوس
کا بہی مدرک ہوگا دوسرے قوۃ کے حاجت نہین۔ تیسرے یہ کہ جبکہ جائز ہوا
کہ قوۃ واحدہ یعنے حس مشترک آلہ ہے واسطے ادراک انواع محسوسات کے تو
کیون نہین جائز ہے کہ وہی آلہ ہو واسطے ادراک معانی جزئیہ موجودہ فیہا کے۔
اور قوۃ متخیلہ بہی اونہون نے گہڑ لی ہے اور کہتے ہین کہ مشاعر خمسہ باطنہ مین
ایک قوۃ متخیلہ ہے جسکو متصرفہ بہی کہتے ہین اور وہ قوۃ مودعہ ہے تجویف اوسط
مین دماغ سے نزدیک دودہ کے جو ہر حال مین متحرک رہا کرتا ہے اور نشان سے
اوس قوۃ کے یہ ہے کہ صور ومعانی کے درمیان ترکیب دیتی ہے اور
کبہے اون مین تفصیل کرتی ہے۔ اور اوسکے وجود پر دلیل یون لاتے ہین
کہ یہ تصرف قوے مدرکہ مین سے کسے قوۃ کے واسطے ثابت نہین تو ضرور ہے
کہ نفس کے واسطے سواے اون قوتون کے ایک قوۃ اور ٹہرائی جاوے اور
اوسکا نام قوۃ متخیلہ رکہا جاوے۔

اسکو بہی ہمارے حضرات رضی اللہ تعالے علیہم اجمعین نے اس طرح ٹہکرایا ہے
کہ تصرف فی الشی بدون علم کے ممکن نہین پس ثابت ہوگا اسکے واسطے

متخیلہ

فعل وادراک اور فعل وادراک دو اثر ہین اور روح مصدر ٹھہرے اون دو
اثر کے تو قول اونکا الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد اس صورت
مین باطل ہوگا — ش قولہ افسوس ہے کہ جن کا اعتقاد یہہ ہو کہ عقل کو مذہب
مین کچھہ دخل نہین وہ مذہب کے روز دنیا مین سرسبز رہسکتا ہے انتہی م
شعر قَدْ شَابَ رَاْسُكَ وَالْفَتٰی زَمَنُ الصِّبَا ٭ وَاَرَاكَ غُلَامًا فِي الْبَطَالَةِ تَلْعَبُ ٭ قَالَ الشَّبَابُ لَعَلَّنَا فِيْ شَيْبِنَا ٭ نَدَعُ الذُّنُوْبَ فَمَا يَقُوْلُ الْاَشْيَبُ ٭ اگر یہہ شخص بوڑہا ہے تو واے برحال اوکہ جلد
توبہ کا ارادہ نکرے اور اگر جوان ہے تو مرگ جوانی سے نہ ڈرے
— یہہ اوس تقدیر پر ہے کہ مرد ہوشیار ہے مگر کسی حیا ناخدا ترس عیار کے
دام مین گرفتار ہے — بے ربطی اقوال کے وجہہ جہل نہین مرد قابل ہے
ایسا نہین کہ اوسکو عبارت مرتبط لکہنا سہل نہین — مجبور ہے اکتساب
چند دراہم تجسہ مین اعذار باردہ کے سبب سے معذور ہے — اور اگر
یہہ بے ربطیان جہل سے ہین تو اگرچہ وہ وقت قریب پہنچ چکا ہے کہ لوگ دا الفتح
کو والفتح یا والقبح یا والقیح یا والفتح یا والفخ یا والبیح یا والفیح یا والفنج
یا والفنخ یا والفنج یا والفیخ یا والفتخ یا والفیح یا والقنح یا والفیح —

تو سفید ہوگیا سر تیرا اور گذر گیا زمانہ لڑکپن کا ٭ اور دیکہتا ہون تجہکو مغرور بیہودگی
سے تو کہیلتا ہے ٭ کہا جوانون نے کہ شاید ہم اپنے بڑہاپے مین ٭ چہوڑدینگی ذنوب کو پس کیا کہیگا بوڑہا

اور ایاک نستعین کو ایاک نستعین اور ایاک سبعین اور ایاک
ستنیت پڑہین اور ایسے جاہل کو اپنا امام بناوین لیکن الحمد للہ ابہی
وہ زمانہ کسیقدر دور ہے علماء دین سے جہان معمور ہے۔ فتن یاجوجی
وماجوجی کو قوت دین مثین سد سکندر ذی القرنین ہے اسی سبب سے
امت محمدیہ علی نبیا الصلوات والسلام کو ابہی راحت و چین ہے۔ عقلا
کو معلوم ہو کہ یہہ شخص ان ہفوات و شطحیات سے لیاقت خطاب کی نہین رکہتا
مگر کیا کرین اونسے خوف ہی جو اس ایسے شخص کے اطاعت کی لیاقت رکہتے
ہین وہ ہو کا کہا کر کہین اپنا جہوٹرا چہوڑ کر دوسرے پینچوین نہ گہس جائین۔
دیکہو یہہ جملہ کیسا بے معنی اور بے ربط ہے کہ جس مذہب مین عقل کو دخل
نہین وہ مذہب کے روز دنیا مین سرسبز رہ سکتا ہے۔ اگرچہ اس مین
بہت سے احتمالات نکلسکتے ہین مگر مخاطب چونکہ فہم صحیح اور عقل سلیم کا دشمن
جانی ہے تو اپنا سر کہین کرنا کیا ضرور ہے فقط ایک احتمال پر اکتفا کرتے
ہین وہ یہہ کہ جس مذہب کے باتین سمجہہ مین نہ آوین وہ مذہب کے دن سرسبز
رہ سکتا ہے اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے نزدیک دین محمدی
علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے سب باتین معلوم و منکشف ہین
ورنہ اس تیرہ سو برس تک یہہ دین سرسبز نہ رہتا اور حالانکہ سرسبز تو
بیشک ہے مگر ہر بات معلوم و منکشف نہین ہے اور عقول ناقصہ اوسکو

ادراک نہین کر سکتے ورنہ تباؤ کہ اللہ تعالی نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خاتم المرسلین اور امام النبیین کیا اور کسیکو نہین کیا اسمین
عقل کو کیا دخل ہے ؟ اور اونکے چار خلیفہ ٹہیرائے اسمین عقل کو کیا دخل
ہے ؟ اور اگر اسمین عقل کو کچھہ دخل بہی ہو تو اسمین کیا دخل ہے کہ پہلا خلیفہ
بنی تیم سے اور دوسرا بنی علدی سے اور تیسرا بنی امیہ
سے اور چوتہا بنی ہاشم سے ٹہرایا ؟ اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے
کہ تیس برس خلافت راشدہ کے ٹہرائے ؟ اور اسمین عقل کو کیا دخل
ہے کہ قرآن کو سبعہ احرف مین اوتارا اور اربعۃ عشر احرف یا خمسۃ احرف
مین نہین اوتارا ؟ اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ وضو مین تو ہاتھہ اور
پیر اور منہہ دہونا اور سر کا مسح فرض کیا اور تیمم مین جو اوسکا خلف ہے صرف
دو ضربہ ایک ہاتھہ اور ایک منہ کے واسطے فرض کئے ؟ اور اسمین عقل
کو کیا دخل ہے کہ حدث اور نوم سے وضو جاتا ہے اور اس وضع خاص سے
پہر آجاتا ہے ؟ اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ حیض کے اقل ایام
احناف کے پاس تین رات دن اور شوافع کے نزدیک ایک رات دن
اور اکثر ایام اونکے نزدیک دس دن اور انکے پاس پندرہ دن ہین ؟
اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ دس یا پندرہ دنکے بعد حیض نہین استحاضہ
ہے عورت نماز پہر نچہوڑے ؟ اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ دن

رات مین اللہ تعالی نے سترہ رکعت فرض کئے ہین اٹھارہ انیس یا سولہ پندرہ کیون نہ کئے ہین اور دو رکعت صبح کیواسطے اور چار چار ظہر و عصر و عشا کیواسطے اور تین مغرب کے لئے کیون مقرر کئے ہین ؟ اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ ہر رکعت مین ایک رکوع اور دو سجدہ رکھے ہین ؟ اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ نماز مین قہقہہ مارنیسے وضو اور نماز دونو فاسد ہوتے ہین ؟ اب تو باب زکوات کو کہ اوسمین بہی بہت ایسے باتین ہین جسمین عقل کو دخل نہین ۔ مثلا اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ جس حر عاقل بالغ مسلم کے پاس ساڑہے باون تولہ چاندی اوسکے حوایج ضروریہ سے زاید ہو وہ صاحب نصاب ہے اور اوسپر زکوۃ فرض ہے ؟ اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ چالیسوان حصہ دے ؟ اور اونٹونکی زکوۃ مین عقل کو کیا دخل ہے کہ پچیس مین ایک بنت مخاض دے ؟ اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ پچیس سے کم ہون تو پانچ اونٹ کی زکوۃ ایک بکری ہے اور چھتیس مین ایک بنت لبون ہے اور چھیالیس مین ایک حقہ ہے اور اکسٹھ مین ایک جذعہ ہے ۔

---

* اور وہ ایسا بونتہ ہے جو ایک سال ہوکر دوسرے سال مین قدم رکہے ۔
* اور وہ ایسا بونتہ ہے کہ دو سال کا ہوکر تیسرے سال مین قدم رکہے ۔
* یعنے وہ بونتہ جو چوتہے سال مین ہو ۔
* جسکو پانچوان سال ہو ۔

اور چہتر سے نوے تک دو بنت لبون ہین اور اکانوے سے ایک سو
بیس تک دو حقہ اور ایک سو تیس سے آگے ہر پانچ اونٹ کے پیچہے ایک
بکری ہے ایک سو پینتالیس تک جب ایک سو پینتالیس ہو جائین تو دو
حقہ اور ایک بنت مخاض ہے اور ایک سو پچاس مین تین حقہ ہین پہر
ہر پانچ پر ایک بکری ہے اور ایک سو پچہتر مین تین حقہ اور ایک بنت مخاض
ہے اور ایک سو چہیاسی مین تین حقہ اور ایک بنت لبون ہے اور ایک سو
چہیانوے مین چار حقہ ہین دو سو تک پہر دو سو کے بعد وہی حساب کرے
جو ڈیڑہ سو کے بعد کیا تہا یعنے پانچ پر ایک بکری اور پچیس پر بنت مخاض اور
چہتیس پر بنت لبون اور چہیالیس سے پچاس تک ایک حقہ اسی پر گای اور
بکری کی زکوۃ مین قیاس کر لو ؎

اور صوم مین عقل کو کیا دخل ہے کہ روزہ رکہنے کے واسطے ایک پورا
مہینہ رمضان کا ہے اسطور پر کہ صبح صادق کے پہلے سے امساک ہو
کہانے پینے جماع سے غروب آفتاب تک اور اگر ان افعال کو کوی
قصداً کرے اور روزہ توڑے تو اوسپر قضا اور کفارہ دونون آوینگے
اور اگر بہولے سے کرے تو نہ قضا ہے نہ کفارہ ؎ ان احکام مین
عقل کو کیا دخل ہے اور علی ہذا القیاس باقی مسایل صیام ؎
اور باب الحج مین بہت سے باتین ہین جنین سوا سے حکم حاکم علی الاطلاق

صوم

۱۸۰

کے عقل کو دخل نہین دیکہو اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ ساری عمر مین
حج ایک ہی مرتبہ فرض ہے خواہ دور و دراز کا رہنے والا ہو خواہ
خاص مکہ معظمہ کا ہے اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ حج مین تین
چیزین فرض ہین ایک احرام دوسرا وقوف عرفات اور تیسیر الطواف
الافاضہ ہے اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ جو شخص نفل کے بدنہ
یعنے قربانی کے گلے مین خواہ نذر کے بدنہ ہو خواہ شکار کے عوض کے
بدنہ یا اوسکے مانند مثل تمتع کے بدنہ کے کلادہ باندہی اور اوسکو
حج کے ارادہ سے اپنے ساتھ لیکر کعبہ کے طرف متوجہ ہو تو اوسکا احرام
بندہگیا ہے اور اسمین عقل کو کیا دخل ہے کہ طواف مین سات شوط
رکہے ہین اسطور پر کہ درمیان حجر اسود اور رکن یمانی کے کہڑا ہو کر
نیت طواف کی کر کے حجر اسود کیطرف روانہ ہو اور اپنے بائین طرفسے
گہومے داہنے سے نہ گہومے ہے اور علی ہذا القیاس باقی اعمال
حج ہماری عقل ناقص سے باہر ہین —

اور باب النکاح اور رضاع اور طلاق مین جو مسائل مذکور ہین انہین
ہی بہت ایسے مسائل ہین کہ اونمین عقل ناقص کو کچہہ دخل نہین پہر ابواب
الایمان والحدود والسرقہ والسیر واللقیط واللقطہ والابق
والمفقود والشرکہ والوقف والبیوع والکفالہ والحوالہ والقضا

والشہادہ والوکالہ والدعوی والاقرار والصلح والمضاربۃ والودیعۃ
والعاریۃ والہبۃ والاجارہ والمکاتب والولاء والاکراہ والماذون
والغصب والشفعۃ والقسمۃ والمزارعۃ والمساقاۃ والذبائح
والاضحیۃ والکراہیۃ والتحجر واحیاء الاموات والاشربۃ والصید
والرہن والجنایات والدیات والقسامۃ والمعاقل والوصایا
والخنثیٰ والفرائض ہین ہزارہا مسایل ہین کہ عقل ناقص کو کچھ اونہین
دخل نہین تفصیل کا یہ موقع نہین کہ مطلب ہاتھ سے نکل جانیکا ڈر ہے
اسلئے اشارہ اجمالی کر دیا زیادہ طوالت نہین دی اس سے تمکو خوب
معلوم ہو جائیگا کہ مذہب کے سرسبز رہنے کے واسطے کچھ ضرور نہین کہ
ہر بات مین عقل کو دخل بھی ہو تو یہ تمہارا جملہ (وہ مذہب کے روز سرسبز
رہ سکتا ہے جسمین عقل کو دخل نہو) غلط ہو گیا ـــ اور اگر اس جملہ کی
معنی کچھ اور رکھے ہین تو واضح کر کے لکھو کہ اوسکو کوئی سمجھے اور اگر
قبول کے لایق ہو تو قبول کرے ورنہ بمقتضاے (کالای بد بریش خاوند)
پھینک مارے ـــ

اصول فقہ

اب چند باتین **اصول فقہ** کے لکھتے ہین کہ جنکو ہمارے تمہارے
عقول ناقصہ اپنی دخل دہی سے نہین بگاڑ سکتے ازانجملہ مثلاً **ثلثۃ**
قروء جو قرآن شریف مین وارد ہے اگر اس سے تین حیض مراد

لین تو حیضۂ ثالثہ تک طلاق رجعی مین زوج کو رجوع کرنا پہنچتا ہے اور حیضۂ ثالثہ تک زوج کو منع بھی پہنچتا ہے اوس مطلقہ کو خروج سے اور اوس مدت تک زوج پر مسکن اور انفاق واجب ہے اور جائز ہے خلع اور طلاق اور نہین جائز ہے تزوج باختہا یا تزوج برابع سوا اکا اور حیضۂ ثالثہ کے اندر اگر زوج مر گیا تو وہ مطلقہ وارث نہوگی — اور مثلاً زوج نے طلاق دی اپنے مرض موت مین پھر اقرار کی اوس مطلقہ کے لئے دین کا اور بعد مر گیا اور مطلقہ حیضۂ ثالثہ مین ہے تو اوسکو میراث اور دین دونون ملینگے —

اور مثلاً جزاءً بما کسبا مین کلمۂ ما عامہ ہے متناول ہے جمیع ما وجد من السارق کو پس بر تقدیر ایجاب ضمان کے جزا مجموع قطع وضمان ہوگا نہ فقط قطع دوسری خرابی ایجاب ضمان سے یہ لازم آئیگی کہ قطع متروک یا نظن ہوگا اور یہ جائز نہین اور مثلاً قولہ تعالیٰ وامہاتکم اللاتی ارضعنکم بعمومہ مقتضی ہوتا ہے حرمت نکاح مرضعہ کو اور خبر لا تحرم المصۃ ولا المصتان ولا الاملاجۃ ولا الاملاجتان مقتضی ہوتی ہے ضد ما اوجب النص العام کو تو اس نص کے

بدلہ اوس چیز کا جو کسب کیا اون دونون نے — اور وہ مائین تمہارے جنہون نے تمکو دودہ پلایا ؛ نہین حرام کرتے ایک چوس اور نہ دو چوسین اور نہ ایک نچوڑ اور نہ دو نچوڑ

مقابلہ مین یہہ خبر متروک ہوجائیگی ـــ اور مثلا عام مخصوص عنہ البعض

واجب العمل ہے باقی مین ساتھ احتمال کے پس جسوقت قایم ہوکوئی

دلیل تخصیص باقی پر تو جایز ہے تخصیص وسکی بہ خبر واحد و قیاس یہانتک

کہ تین باقی رہجائین اوسکے بعد پہر جایز نہین مگر اتنی بات ہے کہ اسطرح

کی تخصیص وس عام مین ہوگی جو جمع ہے صیغۃً ومعنیً مثل مسلمین و

مشرکین یا معنی فقط ہو مثل قوم و رہط کے لیکن معرفہ بلام جنس

اور نکرہ جو واقع ہو بعد نفی کے اور من و ما جایز ہے تخصیص اوسکی

یہانتک کہ ایک باقی رہے ـــ اور مثلا قول اللہ تعالی کا والذین

يظاهرون من نسائهم ثم يعودون لما قالوا فتحرير رقبة

قبل ان يتماسا ذالكم توعظون به والله بما تعملون خبير

فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين من قبل ان يتماسا

فمن لم يستطع فاطعام ستين مسكينا امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے

کہ مظاہر اگر جماع کرے خلال اطعام مین تو پہر استیناف اطعام کچھ

نہ

اور جو لوگ کہ ظہار کرتے ہین بی بیون سے اپنے پہر پہر جاتے ہین طرف اوس چیز کے کہ کہا

تہا یعنی آزاد کرنا ہے ایک گردن کا پہلے اس سے کہ ایک دوسرےکو ہاتھ لگاوین یہہ نصیحت

دی جاتی ہو تم ساتھ اوسکے اور اللہ ساتھ اوس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے پس جو کوئی

نہ پاوے پس روزے ہین دو مہینے کے پے در پے پہلے اوس سے کہ ہاتھ لگاوین پس جو کوئی

نہ سکے پس کہانا کہلانا ہے ساٹھ فقیرونکو پارہ (٢٨) قد سمع اللہ سورہ مجادلہ

ضرور نہین اسلئے کہ کتاب مطلق ہے حق اطعام مین یعنے تحریر رقبہ کو مقید کیا ہے من قبل ان یتماسا سے اور صیام شہرین متتابعین کو بھی علیٰ ہذا القیاس بخلاف اطعام کے کہ اوسکو مطلق چھوڑ دیا ہے اوسکے ساتھ یہہ نہین فرمایا کہ من قبل ان یتماسا تو شرط عدم مساس بقیاس علی الصوم اوسپر زیادہ نکی جائیگی بلکہ مطلق جاری ہوگا علی اطلاقہ اور مقید علی تقیدہ اسیطرح رقبہ کفارہ ظہار مین مطلقہ ہے بلا قید ایمان کے جیساکہ فرماتا ہے فتحریر رقبة من قبل ان یتماسا تو اوسکو مطلق رکھنا چاہئے بغیر قید ایمان کے اور کفارہ قتل مین مقید کرنا چاہئے ساتھ ایمان کے جیساکہ فرماتا ہے ومن قتل مومنا خطأً فتحریر رقبة مومنة اور مثلا کسی نے اپنی زوجہ سے کہا انت علی مثل امی تو وہ شخص مظاہر ہوگا اسواسطے کہ لفظ مشترک ہے درمیان حرمت اور کرامت کے پس جہت حرمت کے راجح ہوگی مگر بہ نیت اسی پر بنا کرکے احناف کے نزدیک جزاء صید مین نظیر واجب نہین ہوتی صورت اسکی یہہ ہے کہ کسی محرم نے صید کو حالت احرام مین قتل کیا تو قتل کے جگہ کے قریب قریب کے مقامات مین صید کی قیمت دریافت کرے پھر اوسکو اختیار ہے چاہے اوسکی قیمت پر خرید کرکے صدقہ کرے اور چاہے کھانا مول لیکر تصدق کرے

+ اور جسنے قتل کیا مومن کو خطا سے پس آزاد کرنا ہے ایک گردن مومنہ کا۔ پارہ والمحصنت سورہ نسا

ہر مسکین پر نصف صاع گیہون کا یا ایک ایک صاع تمر یا شعیر کا اور اگر چاہے کہ روزہ رکھے بدل مین ہر نصف صاع گیہون کے ایک دن اور بھی طعام کرے اپنی ذات کے واسطے کیونکہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے +

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ — اور مثلاً حقیقت اور مجاز ایک لفظ سے ارادتاً دونو جمع نہین ہوتے اسی سبب سے حدیث شریف مین آیا ہے لا تبیعوا الدرھم بدرھمین ولا الصاع بصاعین جب صاع سے ما یدخل فی الصاع مراد ہے تو اعتبار ارادہ نفس صاع کا ساقط ہے یہان تک کہ جائز ہے بیع ایک صاع کی دو صاع سے — اور اسیطرح جبکہ ملامسہ سے آیہ شریفہ او لامستم النساء مین جماع مراد ہے تو اعتبار ارادہ مس بالید کا ساقط ہوا — اور مثلاً حقیقت متعذرہ اور مہجورہ مین مجاز اختیار کیا جائیگا باتفاق تمامی ائمہ اسلام متعذرہ کی مثال یہ ہے

+ ای لوگو جو ایمان لائے ہو مت مار ڈالا کو شکار کو اور تم احرام مین ہو اور جو کوئی مار ڈالے اوسکو تم مین سے جانکر تو بدلہ اوسکا ہے یا تنا اوسکے جو مارا ہے چارپے جانور و ن سے حکم کرین سا تنہا اوسکے دو صاحب عدالت تم مین سے قربانی پہنچنے والی کعبہ کے یا کفارہ کہلانا مسکینو نکا یا برابر اوسکے روزے تا کہ چکھی بدل کام اپنے کا

تو منع کیا تم ورہمونکو بدلہ مین دو درہمونکے اور نہ ایک صاع بدلہ مین دو صاعونکے —

کہ کسینے حلف کیا کہ لا یاکل من ھٰذہ الشجرۃ او من ھٰذہ الفلک ـ
تو پہیرا جایگا طرف مجاز کے اور مراد لی جائیگی اوس سے ثمر شجر نہ خود
شجر یعنے درخت اور پہیرا جائیگا طرف مایحل فی القدر کے یہانتک کہ
اگر کوئی شخص خود درخت کو کسیطرح کہاوے یا خود ہانڈی کو توڑ
کہاوے تو حانث نہوگا ـ اور مہجورہ کی مثال یہہ ہے کہ جس کسی
شخص نے حلف کیا کہ فلان شخص کے گہر مین واللہ قدم نہ رکہونگا تو مراد
گہر مین جانا ہے نہ فقط پاؤن اوس گہر مین رکہنا ـ

اور مثلاً اگر حقیقت مستعمل ہوا اور نہوا اوسکے واسطے مجاز متعارف
تو اوس جگہ حقیقت اولی ہے بلا خلاف اور اگر مجاز متعارف اوسکے واسطے
ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حقیقت اولی ہے اور صاحبین
کے پاس عمل بعموم المجاز اولی ہے جیسے کسی شخص نے حلف کی کہ لا
یاکل من ھٰذہ الحنطۃ تو یہہ حلف متصرف ہوگی عین حنطہ کیطرف
امام صاحب کے نزدیک یہانتک کہ اگر حالف خبز کہاوے جو حنطہ
سے ہوتی ہے تو حانث نہوگا اور صاحبین کے نزدیک متصرف
ہوگا طرف اوس چیز کے جسکو حنطہ متضمن ہے بطریق عموم مجاز پس
حانث ہوجائیگا حالف حنطہ اور خبز دونو کے کہا نیسے ـ

اور مثلاً استعارہ احکام شرع مین دو طرح پر ہوتا ہے ایک یہ جو

ایصال بین العلۃ والحکم — دوسرا بوجود اتصال بین السبب المحض والحکم
پہلا موجب ہوتا ہے صحت استعارہ کو دونوں طرف سے — اور
دوسرا موجب ہوتا ہے صحت استعارہ کو ایک طرف سے وہ استعارہ
اصل کا ہے واسطے فرع کے بسبب احتیاج مسبب کے طرف سبب کے
اور سبب مستغنی ہوتا ہے مسبب سے پہلے کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص
نے کہا ان ملکت عبداً فھو حرٌ پس وہ مالک ہوا نصف عبد کا پھر
مالک ہوا نصف دوسرے کا تو وہ غلام آزاد نہوگا جب تک کہ مجتمع نہو اوسکے
ملک مین کل عبد دفعۃً واحدۃً اور اگر کہا ان اشتریت عبداً فھو حرٌ
پس مول لیا اوسنے نصف عبد کو پس بیع کر ڈالا اوسکو پھر مول لیا اور
نصف دوسرے کو تو آزاد ہو جائیگا نصف ثانی — اور اگر ملک سے شرا
اور شرا سے ملک مراد لی ہے تو نیت اوسکی صحیح ہو گئی بطریق مجاز کے
اسواسطے کہ شرا علت ہے اور ملک حکم ہے پس صحیح ہوا استعارہ درمیان
علت اور معلول کے دونوں طرف سے مگر اوس جگہ جہان تخفیف ہو خاص اوسکے حق
مین تو اوسکی تصدیق حق قضا مین نہوگی خاصۃً یعنے قاضی اوسکی تصدیق
نہ کریگا کیونکہ یہ تہمت کی جگہ ہے مگر استعارہ اگر دیکھئے تو صحیح ہے
اور دوسرے کی مثال یعنے اوسکی جہان استعارہ سبب محض کا ہو واسطے
حکم کے یہ ہے کہ کسی نے اپنی زوجہ سے کہا حررتکِ اور نیت کی اوس

سے طلاق کی تو صحیح ہوگی اسواسطے کہ تحریر تحقیقۃً موجب ہوتا ہے زوال
ملک کا بواسطہ زوال ملک رقبہ پس ہوگا سبب محض واسطے زوال ملک
متعہ کے پس جایز ہوگا استعارہ طلاق سے جو مزیل ہے ملک متعہ کا۔
اور مثلاً ظاہر نام ہے اوس کلام کا کہ ظاہر ہوا اوس سے مراد سامع کو
بنفس سماع بغیر تامل سے ۔ اور نص وہ ہے کہ جاری کیا جاوے کلام
واسطے اوسکے مثال اوسکی قول اللہ تعالی وتقدس کا ہے ۔
*واحل اللہ البیع وحرم الربوا پس آیہ جاری کیگئی واسطے بیان
تفرقہ کے درمیان بیع اور ربوا کے کفار کے دعوی کے رد مین جو تسویہ
کرتے تھے درمیان بیع اور ربوا کے اور کہتے تھے البیع مثل الربوا
اور آیہ سے جانی گئی حلت بیع کی اور حرمت ربوا کی بنفس سماع
آیہ شریفہ پس تفرقہ کے حسابون نص ہے اور حلت بیع اور حرمت
ربوا مین ظاہر ہے اسطرح قول اللہ تعالی کا *فانکحوا ما طاب لکم من
النساء مثنی وثلث ورباع یہہ کلام جاری کیا گیا ہے واسطے
بیان عدد کے اور اطلاق و اجازت جانی گئی بنفس سماع پس ہوا
یہہ کلام ظاہر حق اطلاق مین اور نص بیان عدد مین ۔ اور مثلاً
ظاہر اور نص اور مفسر اور محکم کے اضداد مین خفی اور مشکل
اور مجمل اور متشابہ پس خفی وہ ہے جو خفی ہو مراد اوسکی کسی عارض سے

* اور حلال کیا اللہ تعالی نے بیع اور حرام کیا ربوا ۔ پارہ تلک الرسل سورۂ بقر

* پس نکاح کرو تم جو خوش آوین تمکو عورتون سے دو دو اور تین تین اور چار چار

نہ من حیث صیغہ کے مثال اوسکی قرآن شریف مین ہے عہ والسارق

والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما پس یہہ ظاہر ہے حق سارق مین اور خفی
حق لوطی مین — اور مشکل وہ ہے جو زاید ہو خفا مین خفی سے نظیر اوسکی
احکام مین یہہ ہے کہ کسی نے حلف کیا لا یاقدم یعنے سالن نہ کہاونگا پس
یہہ ظاہر ہے خل مین اور دبس یعنے شیرخرما مین اور مشکل ہے لحم اور بیض
اور جبن مین یہانتک کہ طلب واقع ہوتی ہے معنی ائتدام مین پہر تامل کیا جاتا
کہ یہہ معنی ایا پاے جاتے ہین لحم اور بیض اور جبن مین یا نہین —
اور مجمل خفا مین فوق مشکل ہے اور احتمال رکہتا ہے چند وجہ کا اور
ہو جاتا ہے ایسے حال مین کہ اوسکی مراد پر اطلاع نہو جبتک کہ متکلم
بیان نکرے نظیر اوسکی قول ہے اللہ تعالی کا وحرم الربوا ربوا کی
معنی زیادت ہے اور فضل — اور نفس فضل اور زیادت حرام نہین
ہے بالاجماع جو یہان مراد نہین بلکہ ربوا سے یہان وہ زیادت مراد ہے
جو خالی ہو عوض سے بیع مقدرات متجانسہ مین اور لفظ اوسپر دلالت
نہین کرتا پس مراد حاصل نہین ہوتی بہ تامل جب تک کہ متکلم کے طرف
سے اوسکا بیان نہو —
اور متشابہ خفا مین فوق ہے مجمل سے مثال اوسکی حروف مقطعہ مین وائل

عہ چوتہا اور چوتہی پس سے حکام کا ٹوتم ہاتہ ادن دونونکے — پارہ لایحب اللہ سورۂ اعراف

سو رہین اور حسکم مجمل اور متشابہ کا اعتقاد لانا ہے اللہ تعالی کی مراد پر یعنے
اعتقاد اور ایمان لاوے ان دونون پر کہ جو کچھا اللہ تعالی نے ان دونون
سے مراد لی ہے وہ حق ہے بغیر خوض کے ان دونون کے معنی کے
استخراج مین —
پانچ جا ہے حقیقت لفظ کی ترک ہوتی ہے ایک ان مین سے دلالت
عرف ہے اور یہہ دلالت عرف ممیز کہ حقیقۃ اللفظ اسواسطے ہے
کہ ثبوت احکام بالالفاظ ہوتا ہے واسطہ دلالت لفظ کے معنی کے
مراد پر اور جب معنی متعارف بین الناس ہوی تو وہ عرف دلیل ہوجائیگا
اسبات پر کہ یہی معنی مراد ہین ساتھہ اس لفظ کے ظاہرا پس مترتب
ہوگا اوسپر حکم — مثال اوسکی یہہ ہے کہ کوی شخص حلف کرے کہ مین
سر نہ کھاونگا تو اوس سے وہی سر مراد ہونگے جو متعارف
بین الناس ہین یعنے بکری کے نہ عصفور وحمام کے یہانتک کہ وہ حالف
عصفور و حمام کے سر کھالے تو حانث نہوگا — یا مثلاً کوئی شخص قسم
کہاے کہ مین انڈا نہ کہاونگا تو اوس سے وہی انڈا مراد ہوگا جو متعارف
بین الناس ہے یعنے مرغیکا نہ عصفور اور حمام کا یہانتک کہ اگر حالف
عصفور اور حمام کا انڈا کہالے تو حانث نہوگا — دوسرے اوسمین
سے جہان نفس کلام دلالت کرتا ہو ترک حقیقت پر مثال اوسکی یہہ ہے کہ

کسی شخص نے کہا کہ کل مملوک لی فہو حر تو اس سے مکاتب اور جو غلام کہ بعض اوسکا آزاد ہوا ہو خارج ہو نگے کیونکہ لفظ مملوک کا مطلقاً شامل ہوتا ہے اوسی مملوک کو جو مطلق ہے من کل الوجوہ اور مکاتب اور وہ جسکا بعض مملوک ہے من کل الوجوہ نہیں ہے اور یا اس بعد مملوکیت سے مکاتب میں من کل الوجوہ مولیٰ کا تصرف نہیں ہو سکتا مثلاً اگر مولیٰ چاہے کہ مکاتب میں یا اوسکی اشیا میں تصرف کرے تو نہیں ہو سکتا و علیٰ ہذا القیاس ۔ تیسری اون میں سے جہان سیاق کلام دلالت کرے ترک حقیقت پر مثلاً فرض کیجیے کہ اسلام میں حربی سے کہے کہ تو قلعے سے اوتر آ اور وہ اوتر آوے تو وہ امون ہو اور اگر یون کہے کہ اوتر آ اگر تو مرد ہے اور وہ اوتر آوے تو مامون نہ ہوگا اسواسطے کہ قول اوسکا ان کنت رجلاً دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ قول اوسکا انزل نہیں ہے حقیقت پر ۔ چوتھا اون میں سے جہان حقیقت متروک ہوتی ہے یہ ہے کہ حال متکلم کا دلالت کرے اسبات پر کہ حقیقت غیر مراد ہے مثال اوسکی قول اللہ تعالیٰ کا فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر ہے اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور کفر قبیح اور حکیم حکم نہیں کرتا قبیح کے ساتھ پس ترک کیے جائینگی دلالت لفظ کے اوپر امر کے لحکمۃ الامر ۔ اور پانچوین اون میں سے

* پس جو چاہے ایمان لاوے اور جو چاہے کافر ہو جاوے ۔

جہان حقیقت متروک ہوتی ہے یہ ہے کہ محل کلام دلالت کرے اسبات
پر کہ حقیقت متروک ہو جبکہ محل نہ قبول کرے یہہ کہ مضاف ہو طرف اوسکے
وہ حکم جو مستفاد ہے حقیقت لفظ سے ایک مثال اوسکی منعقد ہو جانا ہے
نکاح حرہ کا بلفظ بیع وہبہ وتملیک وصدقہ اور دوسری مثال یہہ ہے
کہ کوئی شخص اپنے غلام کے نسبت جو معروف النسب ہو غیر سے کہے کہ
کہ ہذا ابنی تو مجاز ہوگا عتق سے اسواسطے کہ محل وہ مشار الیہ ہے
نہین قبول کرتا ثبوت بنوۃ کو مولے سے اسواسطے کہ وہ معروف النسب ہے
غیر سے اسیطرح جبکہ کہا کسی نے اپنے غلام کو جو مولے سے سن مین زائد ہے
ھذا ابنی تو ہوگا مجاز عتق سے نزدیک حضرت امام الائمہ مقتدام الامم
خلیفۃ اللہ فی الارضین فی ممالک الفقہ امیر المومنین مقتضی علی آثار سید
المرسلین حامی السنۃ ماحی البدعۃ الامام الہمام ابو حنیفۃ الکوفی رضی اللہ عنہ
وارضاہ عنا کی خلافاً لصاحبیہ اسواسطے کہ اونکے نزدیک مجاز خلف ہوتا ہے
حقیقت سے حکم مین اور حضرت امام کے نزدیک مجاز خلف ہوتا ہے
حقیقت سے حق لفظ مین فتفکر ولا تعجل فانہ من الدقایق

اور مثلاً امر مطلق مین یعنے جو مجرد ہو قرینہ دالہ علی اللزوم وعدم اللزوم
سے علما کا اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ موجب اوسکا اباحت
ہے اسواسطے کہ وہ ادنی ہے ــــ اور بعضون نے کہا ہے کہ موجب

اوسکا اباحت ہے اسواسطے کہ وہ ادنی ہے — اور بعضون نے کہا ہے کہ موجب اوسکا ندب ہے اسواسطے کہ وہ طلب فعل کے واسطے ہوتا ہے لغتہً پس ضرور ہے ترجیح جہنتہ فعل کے ترک پر — اور بعضون نے کہا ہے کہ موجب اوسکا وقف ہے یہانتک کہ قایم ہو دلیل کسی ایک وجہ پر جیوجہ سے اسواسطے کہ وہ بہت معانی مین مستعمل ہوتا ہے مثل اباحت اور ندب اور توبیخ اور تعجیز وغیر ذالک کے کہ اوسمین قرینہ کی بہت حاجت ہے جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ بعضون نے کہا ہے چپ رہو پیچھے امام کے اور بعضون نے کہا ہے جب امام منبر پر جمعہ کے روز چڑھے —
یہہ امر مجرد ہے قرینہ سے لیکن مذہب صحیح یہہ ہے کہ موجب امر کا وجوب ہے مگر جب دلیل خلاف پر قایم ہو اسواسطے کہ ترک امر معصیت ہے جیسا کہ انتہار طاعت ہے چنانچہ کسیکا شعر ہے اَطَعْتَ لِاٰمِرِيْكَ بِصَرْمِ حَبْلِيْ مُرِيْهِمْ فِيْ اَحِبَّتِهِمْ بِذَالِكَ + فَاِنْ هُمْ طَاوَعُوْكِ فَطَاوِعِيْهِمْ فَاِنْ عَاصُوْكِ فَاعْصِيْ مَنْ عَصَاكِ +

جب جگہ پڑہا جاوے قران پس کان رکھو تم واسطے اوسکے اور چپ رہو تم تاکہ مرحوم ہو جاو تم —
+ اطاعت کی تونے اپنے حکم کرنیوالونکی ساتھ کاٹنے رشتہ محبت میرکے + حکم دی تو اونکو درستونین اونکے ساتھ اوسی قطع رشتہ محبت کی + پس اگر وہ لوگ اطاعت کرین تیری اطاعت پس کر تو اونکی + پس اگر نافرمانی کرین وہ تیری + پس نافرمانی کر تو اوس کی جو نافرمانی کرے تیری —

اور جو عصیان کہ رجوع کرتا ہے طرف حق شرع کے وہ سبب عقاب ہوتا ہے
جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کل عاص فی النار اور عقاب
نہین ہوتا مگر بترک واجب اور ترک مباح اور ترک ندب سے عاصی نہین
ہوتا ہے اور مثلاً امر بالفعل موجب نہین ہوتا ہے تکرار کو چنانچہ کسی شخص
نے کہا کسی سے طلق امرأتی پس اوسکو طلاق دیا وکیل نے پہر اوسنے
اوس عورت سے نکاح کرلیا اب وکیل کو دوبارہ نہین پہنچتا ہے
کہ امر اول سے پہر اوسکو طلاق دیدے —
اور مثلاً امر ہوتا ہے واسطے طلب ادا اوس چیز کے جو واجب فی الذمہ ہے
ساتھ سبب سابق کے نہ واسطے اثبات اصل وجوب کے بمنزلہ قول
رجل کے کہ کہے کسی شخص سے اَدِّ ثَمَنَ الْمَبِیْعِ یا اَدِّ نَفَقَةَ الزَّوْجَةِ
تو یہہ امر واسطے طلب ادا ثمن کے ہے اپنے سبب سابق سے جو بیع تہا
یا واسطے طلب ادا نفقہ کے ہے جو واجب ہوا تہا بسبب نکاح کے
اور مثلاً مامور بہ کے دو نوع ہین — ایک مطلق بوقت — دوسرے
مقید بوقت — مطلق بوقت جیسے امر بالزکوۃ اسواسطے کہ وہ مقید
کسی وقت کا نہین اسطرحپر کہ اوسکے فوت سے ادا فوت ہو جاوے
اور حکم مطلق کا یہہ ہے کہ ادا واجب ہوتی ہے علی التراخی بشرطیکہ
اوسباب کے کہ نہ فوت کرے اوسکو عمر مین مثال اوسکی یہہ ہے کہ

کوئی نذر کرے کہ وہ اعتکاف کریگا کسی مہینے مین تو اوسکو اختیار ہے
جس مہینے مین چاہے اعتکاف کرے — اور مقید بوقت کے دو نوع ہین
ایک وہ کہ وقت ظرف ہو واسطے فعل کے یہانتک کہ نہ شرط کیا جاے
استیعاب کل وقت کا اوسمین مثل صلوۃ کے — دوسرے وہ کہ ہووے
وقت معیار واسطے مامور بہ کے یعنے مقدر ہو ساتھ اوسکے اسطرح پہ
کہ طویل ہو ساتھ طول اوسکے کے اور قصیر ہو ساتھ قصر اوسکے کے مثل صوم
کے کہ وہ متقدر بالوقت ہوتا ہے اور وہ وقت صبح صادق سے لیکر
غروب شمس تک ہے اور حکم اوسکا یہہ ہے کہ شرع جبکہ معین کر دے
اوسکے واسطے وقت تو ثابت ہو غیر اوس مامور بہ کا اوسوقت مین
اور نہ جایز ہوا دا اوسکے غیر کی اوسوقت معین مین —

اور مثلاً امر دلالت کرتا ہے حسن مامور بہ پر جبکہ آمر حکیم ہو اسواسطے
کہ حکیم نہین امر کرتا ساتھ قبیح کے کیونکہ وہ شفہ ہے ضد حکمت اور اللہ تعالیٰ
ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ — اور مامور بہ حق
حسن مین دو نوع ہے — ایک حسن لنفسہ — دوسرا حسن لغیرہ —
حسن لنفسہ کی مثال ہے ایمان باللہ و برسولہ اور شکر منعم
اور صدق اور عدل اور صلواۃ اور زکواۃ اور صوم اور جو اوسکے
سوا ہو عبادات خالصہ سے — اور حکم اس نوع کا یہہ ہے کہ جبکہ

واجب ہو بندہ پر ادا اوسکی تو وہ ساقط نہین ہوتا مگر بہ ادے ۔ اور حسن بغیرہ
وہ ہے جو حسن ہو بواسطہ غیر کے مثل سعی الی الجمعہ کے واسطے
صلوۃ جمعہ کے اور وضو کے واسطے اداے صلوۃ کے اسواسطے کہ
سعی حسن ہے بواسطہ ہونے اوسکے مفضی طرف اداے جمعہ کے اور وضو حسن ہے
بواسطہ ہونے اوسکے مفتاح صلوۃ ۔ اور حکم اس نوع کا یہ ہے کہ وہ
ساقط ہوتا ہے بسقوط اوس واسطہ کے یہانتک کہ سعی واجب نہین ہوتی اوس
شخص پر کہ اوس پر جمعہ واجب نہین ہے مثل عبد اور محبوس اور مقعد اور
لنگڑے کے اور نہین واجب ہے وضو جسپر نماز واجب نہین ہے مثل حائض
اور نفساء اور مقطوع الیدین والرجلین اور صبی اور مجنون
کے

اور مثلاً واجب بحکم الامر دو قسم پر ہے ۔ ادا ۔ اور قضاء
اور ادا عبادت ہے تسلیم عین واجب سے طرف اوسکے مستحق کے ۔
پھر ادا دو نوع پر ہے ۔ کامل اور قاصر کامل کی مثال ہے صلوۃ
جو ادا ہوا اپنے وقت پر باجماعت ۔ اور طواف متوضیا اور تسلیم مبیع
سلیما کما اقتضاہ العقد الی المشتری ۔ اور قاصر کی مثال ہے اداء صلوۃ
بدون تعدیل ارکان ۔ اور طواف محدثاً ۔ اور رد مبیع حال
کونہ مشغولا بالدین والجنایۃ ۔ اور رد المغصوب مباح الدم بالقتل ۔
اور مشغولا بالدین اور الجنایہ بسبب کان عند الغاصب ۔ و ادا زیوف

مکان الحیا وجبکہ وانہ نہ جانتا ہو اوسکو۔

اور مثلاً نہی کے دو نوع ہین۔ ایک نہی علی الافعال الحسیہ مثل نہی نا و شرب خمر و کذب و ظلم۔ دوسری نہی عن التصرفات الشرعیہ مثل نہی عن الصوم یوم النحر والصلوٰۃ فی الاوقات المکروھہ و بیع الدرھم بدرھمین۔ حکم نوع اول کا یہ ہے کہ منہی عنہ عین ما ورد علیہ النہی ہے پس ہوتا ہے عین اوسکا قبیح اور رہو تی ہے نہی حقیقت شرعیہ نہ مجاز عن النہی۔ اور حکم نوع ثانی کا یہ ہے کہ ہو منہی عنہ غیر ما اضیف الیہ النہی پس ہو گا وہ حسن بنفسہ اور قبیح لغیرہ۔

اور مثلاً مراد بالنصوص کے معرفت کے چند طریق ہین۔ ایک ان مین سے یہ ہے کہ لفظ جب حقیقت ہو واسطے ایک معنی کے اور مجاز ہو واسطے دوسرے کے تو حقیقت اولی ہے مثال اوسکی یہ ہے کہ بنت مخلوقہ ماد زنا سے حرام ہے زانی پر نکاح اوسکا اسواسطے کہ وہ بنت ہے حقیقتاً پس داخل ہے تحت قول اللہ تعالی کے۔ وَبَنَاتُكُمْ دوسرا طریقہ مراد بالنصوص کے معرفت کا یہ ہے کہ احد المحملین جبکہ موجب ہو تخصیص کو نص مین نہ دوسرا پس حمل اوپر اوس چیز کے کہ مستلزم ہو تخصیص کو اولی ہے مثال اوسکی قول اللہ تعالی کا اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ ہے پس ملامستہ اگر حمل کی جاے جماع پر تو ہو گی نص معمول بہ جمیع صور وجود اوسکے بین

اور اگر حمل کی جاوے مس یا لید پر تو ہوگی بعض مخصوص یا بیچ مسئلے صورت
مین استوا سبیلین کے مس نہ دم اور مس نطفہ وغیرہ نقیضا غیر ناقض ہے اور صحیح
قولین سے جو مذہب ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کیطرف اور نظیرا
ولقد سرا دیا الف ... کی معرفت کا بیہ ہے کہ شعر جسکا پڑھا جاوے
ساتھ دو قراتون سے یا روایتون کی جاوے دو روایتون سے تو ہوگا عمل ساتھ دونو کے
اور یہ ایسی وجہ ہے کہ ہر عمل یا وجہین او کی مثال اوسکی قول اللہ تعالی کا
وارجلکم الی الکعبین کہ پڑھا گیا ہے بالنصب عطفا علی المغسول اور
بالخفض عطفا علی الممسوح پس حمل کیے گیا قرأت خفض پر موزے پہنے کی
حالت مین اور قرأت نصب کے ننگے پاؤن ہونیکی حالت مین بغیر موزہ
کے اور بہ اعتبار اس معنی کے کہا ہے بعضون نے کہ جواز مسح کا رجل
پر ثابت ہوتا ہے کتاب سے اسیطرح قول اللہ تعالی کا حتی
یطہرن پڑھا گیا ہے بہ تشدید و تخفیف پس حمل کیا جاتا ہے بقرأت
تخفیف اوس جگہ جہان ایام اوسکے دس ہون اور بہ قرأت تشدید
جہان ایام دس سے کم ہون ـــ

اور مثلا حروف معانی سے ایک واو ہی جو آتا ہے واسطے جمع مطلق
کے نہ واسطے ترتیب و مقارنت کے مثلا کسی نے اپنی زوجہ سے کہا
ان کلمت زیدا و عمرا فانت طالق پس اوسنے بات کی

عمرو سے پہر زید سے تو مطلقہ ہوگئی اور کہا دخلت هذه الدار وهذه الدار فانت
طالق پس داخل ہوی دوسرے گہر مین پہر پہلے گہر مین تو وہ مطلقہ ہو
جائیگی — اور مثلاً فاء کہ واسطے التعقیب مع الوصل کے آتی ہے
اور اسی واسطے آتی ہے جزاؤن مین کہ وہ شروط سے متعاقب ہوتے
ہین مثلاً کہا کسی نے بعت منک هذا العبد پس کہا دوسرے نے
فهو حر تو یہ ہوگا قبول واسطے بیع کے اور ثابت ہوجائیگا عتق اوس
سے پیچہے بیع کے بخلاف اوسکے کہ کہا وهو حر تو یہ رد ہوگا بیع کا
اور مثلاً ثم کہ تراخی کے واسطے آتا ہے — امام ابوحنیفہ کے
نزدیک مفید ہوتا ہے تراخی فی اللفظ کو اور صاحبین کے نزدیک
تراخی فی الحکم کو — اور بیان اختلاف کا دہان ہے کہ کہا کسینے اپنی
غیر مدخول بہا سے ان دخلت الدار فانت طالق ثم طالق ثم
طالق تو متعلق ہوگا طلقہ اولی بالدخول اور واقع ہوگا طلقہ ثانیہ فی الحال
اور طلقہ ثالثہ لغو ہوجائیگا — اور صاحبین کے نزدیک متعلق ہونگے
کل بالدخول پہر نزدیک دخول کے ظاہر ہوگی ترتیب پس نہ واقع ہوگی
مگر ایک اور لغو ہوجائیگی دوسری تیسری واسطے اطلاق محلیت کے —
اور اگر کہا انت طالق ثم طالق ثم طالق ان دخلت الدار پس
نزدیک امام ابوحنیفہ کے واقع ہوگی پہلی فی الحال اور ثانیہ اور ثالثہ

لغو ہو جائینگے اور نزدیک صاحبین کے ایک واقع ہو گی نزدیک دخول کے
اور اگر مخاطبہ مدخول بہا ہو اور مقدم کرے شرط کو تو طلقۂ اولی متعلق ہو گی
بالدخول اور دو باقیہ واقع ہونگے فی الحال نزدیک امام صاحب کے
اور اگر موخر کیا شرط کو تو دو واقع ہونگے فی الحال اور متعلق ہو گی تیسری
بالدخول عندہ اور نزدیک صاحبین کے متعلق ہو گی ثلث بالدخول وہ
تون فصلوتین —
اور مثلا کلمہ بل کہ آتا ہے واسطے تدارک غلط کے باقامتہ الثانی مقام الاول
پس اگر کہا اپنی غیر مدخول بہا کو انتِ طالقٌ واحدۃ بل ثنتین
تو واقع ہو گی ایک اسواسطے کہ قول اوسکا لا بل رجوع ہے اول اقامتہ
الثانی مقام الاول اور نہ صحیح ہو گا رجوع زوج کا طلاق اول
پس واقع ہو گی اول پس نہ باقی رہیگا محل نزدیک قول اوسکے
اثنتین اور اگر عورت مدخول بہا ہو گی تو واقع ہونگے تینوں —
اور مثلاً کلمہ لکن واسطے استدراک کے ہے بعد نفی کے اور ہونا ہے
موجب اوسکا اثبات ما بعد اوسکے کا اور نفی ماقبل اوسکے کی ثابت
ہے بدلیل نفی پس عطف ساتھ اس کلمہ کے پایا جاتا ہے اوسوقت
کہ کلام متسق ہو — اور اگر متسق نہو گا تو وہ جملہ مستانفہ ہو گا مثال اوسکی
یہ ہے کہ کہا کسی نے لفلان علی الف درھم قرض پس کہا

فلان نے ولکنہ غصب تو لازم ہوگا مقر کو مال اسواسطے کہ کلام ثانی نے
یعنے لکنہ غصب مستوا در مقبل غیر مناقض ہے پس ظاہر ہوا کہ نفی سبب
مین ہے نہ نفس مال مین ــــ

اور مثلا کلمہ او کہ آتا ہے واسطے تناول احد المذکورین کے لا علی التعین
اور اسیواسطے اگر کہا کسی نے ھذا حر او ھذا تو ہوگا بمنزلہ قول اوسکے
کے احدھما حر یہانتک کہ ہوگی واسطے اوسکے ولایت بیان
اور یہی کلمہ بمقام نفی مین موجب ہوتا ہے نفی ہر واحد مذکورین سے
یہانتک کہ اگر کہا لا اکلم ھذا او ھذا تو حانث ہو جاویگا جو وقت کہ
کلام کریگا ایک سے اون دونو مین ــــ اور مقام اثبات مین شامل
ہوگا ایک دونون کو ساتھ صفت تخییر کے جیسے قول اللہ تعالی کا فاطعام
عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم
او تحریر رقبۃ ــــ اور کبھی آتا ہے بمعنی حتی کے جیسے اللہ تعالی
فرماتا ہے لیس لک من الامر شیء او یتوب علیھم او یعذبھم
فانھم ظالمون بعضون نے کہا کہ اسکے معنی حتی یتوب علیھم ہے

طرس کھانا کھلانا ہے دس مسکینون کا متوسط حال پر اوس سے کہ کھلاتے ہو تم اپنے
اہل کو یا کپڑا پہنانا ہے یا آزادی گردن کی ــــ
+ نہین ہے واسطے تیرے امر سے کوئی شئے یہانتک کہ توبہ قبول کرے اونکی یا عذاب
دے اونکو اسواسطے کہ وہ ظالم ہین ــــ

اور مثلاً کلمہ حتی کہ آتا ہے واسطے غایۃ کے مثل الی پس جبکہ ہوا قبل اوسکا قابل واسطے امتداد کے اور مابعد اوسکا صلاحیت رکھے غایت ہونیکی واسطے اوسکے تو ہوگا کلمہ عاملہ بحقیقتہا مثال اوسکی قول عیسیٰ ہی حر ان لم اضربک حتی تشفع لی فلان یا حتی تصبح یا حتی تشتکی بین یدی یا حتی تدخل اللیل تو ہوگا کلمہ عاملہ بحقیقتہا واسطے غایۃ کے اسواسطے کہ ضرب بالتکرار احتمال رکھتا ہے امتداد کا اور شفاعت فلان اور مثل اوسکے صلاحیت رکھتی ہے کہ غایت ہو ضرب کی۔

اور مثلاً کلمہ الی آتا ہے واسطے انتہاء غایت کے پھر وہ بعض صورتوں مین مفید ہوتا ہے معنی امتداد حکم کو اور بعض صورتوں مین معنی اسقاط کو پس اگر مفید ہوا امتداد حکم کو تو نہ داخل ہوگی غایت حکم مین اور اگر مفید ہوا اسقاط کو تو داخل ہوجائیگی اول کی نظیر ہی اشتریت ھذا المکان الی ذالک الحائط اس تقدیر پر حائط بیع مین داخل نہوگی۔ اور دوسرے کی نظیر یہ ہے کہ کسی نے حلف کی لا اکلم فلانا الی شہر تو یہ داخل ہوگا حکم مین اور مفید ہوگا فائدہ اسقاط کو۔

اور مثلاً کلمہ علیٰ کہ آتا ہے واسطے الزام کے اور اصل اوسکی واسطے افادہ معنی تفوق اور تعلق کے ہوا کرتی ہے اور اسیواسطے اگر کہا یعنی جو چیز سوا اوسکے مجرور کے ہے وہ ساقط ہے۔

کہا کسی نے لِفُلَانٍ عَلَیَّ اَلْفُ دِرْهَمٍ تو یہ قول محمول ہوگا دین پر بخلاف اوسکے کہ کہے عِنْدِی یا مَعِی —

اور منجملہ کلمہ فی آتا ہے واسطے ظرف کے اور مستعمل ہوتا ہے زمان و مکان و فعل میں — مستعمل فی الزمان اسطرح پر کہ کہے کوئی شخص اَنْتِ طَالِقٌ فی غد امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ اسمین حذف و اظہار دونون یکسان ہین یہانتک کہ اگر کہے انت طالق فی غد تو بمنزلہ انت طالق غداً کے ہے — واقع ہوگی طلاق فجر ہوتے ہی دونون صورتون مین — اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک فی کو حذف کرین تو صبح ہوتے ہی طلاق واقع ہوجائیگی اور ظاہر کرین تو ہوگی مراد وقوع طلاق فی جزء من الغد علی سبیل الابہام پس اگر ہونا وجود نیت کا تو واقع ہوگی طلاق اول جزء مین اور اگر نیت کرے آخر نہار کے تو صحیح ہوگی نیت اوسکی — اور مستعمل فی المکان اسطرح پر کہ کہے کوئی شخص اَنْتِ طَالِقٌ فِی الدَّارِ فِی مَکَّةَ تو ہوگی یہ طلاق علی الاطلاق جمیع امکنہ مین اور باعتبار معنی ظرفیت کے جبکہ حلف کرے کوئی شخص کسی فعل پر اور مضاف کرے اوسکو طرف کسی زمان یا مکان کے پس دو حال سے خالی نہین یا فعل لازم ہوگا یا متعدی اگر لازم ہوگا تو مشروط ہوگا ہونا فعل کا اوسی زمان و مکان مین — اور اگر متعدی ہوگا طرف محل کے تو مشروط ہوگا ہونا محل کا اوسی زمان و مکان مین

اور مثلاً کلمہ با آتا ہے واسطے الصاق کے وضع لغتہ مین اسیواسطے آتا ہے اثمان پر تحقیق اوسکی یہہ ہے کہ مبیع اصل ہے بیع مین اور ثمن شرط ہے اسیواسطے ہلاک مبیع کا موجب ہوتا ہے ارتفاع بیع کو نہ ہلاک ثمن جب یہہ ثابت ہو چکا تو ہم کہینگے کہ اصل یہہ ہے کہ ہووے تبع ملصق ساتھ اصل کے مگر یہہ کہ ہووے اصل ملصق بالتبع پس جسوقت داخل ہو حرف باء کا بدل مین فی باب البیع تو دلالت کریگا یہہ یعنے داخل ہونا اوسکا فی البدل اسبات پر کہ وہ تبع ملصق بالاصل ہے اور یہہ بدل ہوگا مبیع تو ہوگا ثمن —

اور مثلاً بیان سات طرح پر ہے — بیان تقریر — بیان تفسیر — بیان تغییر — بیان ضرورت — بیان حال — بیان عطف — بیان تبدیل — بیان تقریر جیسے کہا کسی نے لِفُلَانٍ عَلَیَّ قَفِیزُ حِنْطَۃٍ بِقَفِیزِ الْبَلَدِ یہہ بیان تقریر ہے اسواسطے کہ مطلق محمول تہا نقد بلد پر ساتھ احتمال ارادۂ غیر کے پہر جب اوسکو بیان کر دیا تو اوسکی تقریر کی یعنے ثابت کیا اوسکو — اور بیان تفسیر وہ ہے کہ جب لفظ غیر مکشوف المراد ہوا اوسکو متکلم اپنے بیان سے کشف کرے مثال اوسکی جبکہ کہا کسی نے لِفُلَانٍ عَلَیَّ شَیْءٌ بعد اوسکے تفسیر کے شئی کے ساتھ درہم وغیرہ کے یا کہا عشرۃ ونیف پہر تفسیر کے نیف کو یعنے ثمن —

یا کہا اور ابہام اور تفسیر کی اوسکی عشرہ سے مثلاً — اور حکم ان دونو
نوع کا بیان سے یہہ ہے کہ صحیح ہو چکا ہے موصول ہو چکا ہے مفصول —
اور بیان تغیر وہ ہے کہ تغیر ہو کلام متکلم کا اوسکے بیان سے اپنے کلام
کے معنی کو — اور بیان ضرورت کی مثال ہے قول اللہ تعالیٰ کا وَوَرِثَهُ
أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ جو موجب ہوتا تہا شرکت کو درمیان ابوین کے
پہر اللہ تعالیٰ نے نصیب ام کو بیان کر دیا پس ہو گیا وہی بیان واسطے نصیب
اب کے — اور بیان حال کی مثال یہہ ہے کہ دیکہا صاحب الشرع
نے کسی کام کو معاینہ کیس نہی نکی اوس سے تو ہوگا سکوت اوسکا بمنزلہ
بیان کے کہ وہ مشروع ہے — اور بیان عطف وہ ہے کہ ایک جملہ
مجملہ پر معطوف کرو کسی کیل یا موزون کو تو ہوگا وہ عطف بیان واسطے جملہ
مجملہ کے مثلاً کوئی کہے لفلان علی مائۃ و درہم یا مائۃ وقفیز حنطۃ
تو ہوگا یہہ عطف بمنزلہ بیان کے کہ کل اس جنس سے ہے یعنے درہم یا حنطہ
سے — اور بیان تبدیل نسخ ہے سواے صاحب الشرع کے کسی سے
جایز نہیں — یہود لعنہم اللہ کہتے ہین کہ نسخ احکام صاحب الشرع سے جایز
نہین اسواسطے کہ یہہ موذی ہے طرف بدا و غلط کے اور صاحب الشرع
اوس سے منزہ ہے — ہمارا جواب یہہ ہے کہ نسخ بیان ہے واسطے
مدت انتہاء حکم موقت کے جو عند اللہ معلوم تہا یہہ حکم ایک مدت تک حسن تہا بعد اوسکے

فتیسح ہوا —

یہانتک اقسام کتاب کا ذکر مجملًا ہو چکا اسمین کوی بات ایسی نہین ہے
کہ عقل سلیم جو آلودہ شرک و بے ایمانی نہو طوعًا قبول نکرے —
اب سنت کا حال بہی تہوڑا سا دریافت کرلو وہ ایسا ہی ہے کہ
جسمین حماریت کا شائبہ نہوگا اور نا طقیت سے فی الجملہ بہرہ رکہتا ہوگا
تو ضرور سے کہ اسمین کچہ چون وچرا نکریگا وہ یہہ ہے کہ خبر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی بمنزلہ کتاب کے ہے لزوم علم وعمل مین یعنے جیسا علم وعمل
ساتہہ کتاب کے لازم ہے ویسا ہی ساتہہ اوسکے بہی لازم ہے
کیونکہ من اطاعہ فقد اطاع اللہ اور جو کچہہ خاص وعام ومشترک
وماول وغیرہا اقسام کتاب کا بیان ہو چکا وہ سب اقسام سنت مین بہی
موجود ہین اتنی بات البتہ اسمین زاید ہے کہ کتاب سب کی سب متواتر
ہے اور سنت مین اقسام ہین کوی متواتر ہے کوی مشہور ہے کوی
احاد ہے اسلئے اسکا تہوڑا سا حال اسمین بڑہایا گیا کہ خبر تین قسم
کی ہوتی ہے ایک قسم وہ ہے کہ صحیح وثابت رسول اللہ صلی اللہ
وعلیہ وسلم سے ہوی ہو بلا شبہ وہ متواتر ہے اور دوسری قسم وہ
ہے کہ جسمین شبہہ ہو صورتًا نہ معنًا وہ مشہور ہے اور تیسری قسم وہ
ہے کہ اوسمین احتمال اور شبہہ دونون ہون وہ احاد ہے —

پس متواتر وہ ہے کہ جسکو نقل کرے ایک جماعت جماعت سے کہ جنکا مجتمع ہونا توافق اوسکا کذب پر بسبب اوسکی کثرت کے مثال اوسکی نقل قرآن واعداد رکعات ومقدار زکوۃ ہے اور مشہور وہ ہے کہ ہو اول واسکا مثل احاد کے پہر دوسرے عصر مین مشتہر ہوا ور امت نے اوسکو قبول کرلیا ہو پس ہو جاتا ہے وہ مثل متواتر کے مثال اوسکی حدیث مسح علی الخفین اور رجم ہے باب زنا مین اور متواتر موجب ہوتی ہے علم قطعی کا تو ہوگا رد اوسکا کفر اور مشہور موجب ہوتی ہے علم طمانیت کو تو ہوگا رد اوسکا بدعت اور لازم العمل ہونے مین ان دونونکے علما کا اتفاق ہے —

اب رہی احاد پس جاننا چاہیئے کہ خبر واحد وہ ہے کہ جسکو نقل کرے واحد واحد سے یا واحد جماعت سے یا جماعتہ واحد سے اور راویمین گنتی عدد کی نہین کہ کتنے ہون صرف اسقدر ہون کہ حد مشہور ومتواتر کو نہ پہنچگئے ہون — اور یہہ خبر واحد احکام شرعیہ مین واجب العمل ہوتی ہے بشرط اسلام وعدالت وضبط وعقل وراے اور انہین شروط کے ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تم تک متصل ہوگئی ہو — پہر راوی اصل مین دو قسم کے ہین — ایک قسم وہ ہین جو معروف ہین بعلم واجتہاد مثل خلفاء اربعہ ساداتنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق

و عثمان ذی النورین و علی المرتضی و عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن عباس و
عبد اللہ بن عمر و زید بن ثابت و معاذ بن جبل و امثالہم رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین کے ہیں جبکہ صحیح ہو نزدیک تیرے روایت اونکی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے تو ہوگا عمل ساتھ روایت اون کے اولی عمل بالقیاس
اسیواسطے امام محمد رحمتہ اللہ نے مسئلہ قہقہ ہین حدیث اوس اعرابی کی جسکی
آنکہ مین کچہہ خلل تھا روایت کی اور قیاس کو ترک کیا اور حدیث قی پر عمل کیا
اور قیاس کو ترک کیا اور حدیث سہو بعد از سلام پر جو مروی ہے عبد اللہ
بن مسعود سے عمل کیا اور قیاس کو ترک کیا ہے اور دوسری قسم
راویونکی وہ ہے کہ معروف ہے حفظ و عدالت مین نہ باجتہاد و فتوی مثل
ابو ہریرہ و انس بن مالک رضی اللہ عنہما کے پس جبکہ صحیح ہو نزدیک تیرے
روایت ایسے لوگونکی پس اگر موافق ہو خبر قیاس کے ساتھ تو لازم العمل
ہو نہین اوسکے شبہہ نہین اور اگر مخالف ہو خبر قیاس کی تو عمل قیاس پر
اولی ہے چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے الوضو مما مستہ النار کی روایت
کی پس عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سنکر کہا کہ ارائت لو توضأت
بماء سخن اکنت متوضیا منہ تو عبد اللہ بن عباس نے رد کیا اس
روایت کو قیاس سے اگر اونکے پاس کوی خبر ہوتی تو اوسکو ضرور لاتے
اور اسیواسطے ہمارے حضرات نے مسئلہ مصراۃ مین روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

تو ترک کیا ہے نہ قیاس — اور بہ اعتبار اختلاف احوال رواۃ کے ہمارے حضرات نے عمل بخبر واحد کے دو شرطین ٹھہرائے ہین — ایک یہہ کہ وہ حدیث مخالف کتاب و سنتہ مشہورہ نہو دوسری یہہ کہ مخالف ظاہر کی نہو — فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سنکثر لکم الاحادیث بعدی فاذا روی لکم عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فما وافق فاقبلوہ وما خالف فردوہ تحقیق اسکے موافق اوسکی کہ روایت کئے گئی ہے جناب مرتضوی سے یہہ ہے کہ راوی کے تین قسم ہین — ایک مومن مخلص کہ جسنے صحبت اوٹھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپکے کلام شریف کی معنی سمجھا — دوسرا اعرابی کہ آیا کسی قبیلہ سے پس سنا آپسے جوکچھہ سنا اور نہین سمجھا حقیقت کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر گیا اپنے قبیلہ کیطرف پس روایت کی اوسنے بغیر لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو متغیر ہوگئی ساتھہ اوسکے معنی اور وہ سمجھا ہے کہ معنی متفاوت نہین ہوے — تیسرا منافق کہ اوسکے نفاق پر اطلاع نہوی پس روایت کی اوسنے جو ٹی ور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا اور اوس سے لوگن نے سنا اور سمجھے کہ یہہ شخص مومن مخلص ہے اور اوس سے اوس حدیث

عنقریب ہے کہ بہت ہونگے واسطے تمہارے احادیث بعد میرے پس جبکہ روایت کیجاوے واسطے تمہارے مجہسے کوئی حدیث پس عرض کرو اوسپر کتاب اللہ کے پس جو موافق ہو پس قبول کرو اوسکو اور جو مخالف ہو پس رد کرو اوسکو —

کی روایت کی اور وہ حدیث بین الناس مشتہر ہو گئی — اسی جہت سے
واجب ہے کہ خبر کو عرض کرے کتاب اور سنت مشہورہ پر —
بعد مختصر حال سنت کا مذکور ہوا اب تہوڑا سا حال اجماع امت کا معلوم کرو
بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجماع امت فروع دین مین
حجت موجبہ للعمل ہے شرعًا اس امت کی کرامت کی جہت سے پہر اجماع
کے چار قسم ہین — ایک اجماع صحابہ کا کسی حکم پر کسی حادثہ مین صریحًا
مثل اجماع صحابہ کے خلافتہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اسواسطے کہ یہہ
ایسا اجماع ہے کہ اسمین کسیکا خلاف نہین ہوا یہ بیچا بجانے نص کے
ہر وجہہ سے دوسرا بہی اجماع صحابہ ہے مگر وہ نص بعض و سکوت باقین ہے
عن الرد — تیسرا اجماع صحابہ کے طبقہ کے بعد کا — چوتہا اجماع علما احد
اقوال السلف — پہلا اجماع بمنزلہ آیہ کتاب اللہ کے ہے اور دوسرا بہی
ایسا ہی ہے اور تیسرا بمنزلہ خبر مشہور کے ہے اور چوتہا بمنزلہ ایک خبر صحیح
کے ہے احاد سے اور معتبر اسباب مین اجماع اہل الرائے والاجتہاد ہے
قول عوام کا اور متکلم کا اور اوس محدث کا جسکو اصول فقہہ سے بہرہ نہو معتبر
نہین پہر اجماع کے دو قسم ہین مرکب اور غیر مرکب الی آخر ہذا الباب —
اب رہا قیاس اوسکے بہی دو چار جملے سنلو وہ یہہ کہ قیاس ایک حجت ہے
حجج شرع سے کہ عمل ساتہہ اوسکے واجب ہے جبکہ کسی حادثہ مین کتاب

و سنت و اجماع کا پتہ نہ لگے اور حجت قیاس مین اخبار و آثار وارد ہوے
ہین چنانچہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل سے جبکہ بھیجا تہا
اونکو قاضی کرکے یمن کیطرف بم تقضی یا معاذ او نہون نے عرض کیا
بکتاب اللہ فرمایا فان لم تجد عرض کیا بسنت رسول اللہ فرمایا
فان لم تجد عرض کیا اجتہد برائی پس تصویب کی اوسکی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا الحمد للہ الذی وفق
رسول رسولہ علی ما یحب و یرضاہ اور ایک روایت مین ہے کہ
ایک عورت خثعمیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئی اور
عرض کیا کہ میرا باپ شیخ کبیر تہا اوسکے سامنے حج کی فرضیت آسمان سے آگئی
تہی اور وہ بسبب کمال ضعف پیریکے سواری پر چڑہ نہین سکتا تہا آیا آپ
حکم دیتے ہین کہ مین اوسکے طرف سے حج کرون تو فرمایا علیہ الصلواۃ والسلام
نے ارأیت لو کان علی ابیک دین فقضیتہ اما کان یجزیک
اوسنے عرض کیا بلی فرمایا فدین اللہ اولی و احق پس لاحق کیا
حضرت نے حق شیخ فانی مین حج کو ساتھ اور حقوق مالیہ کے اور اشارہ
کیا طرف ایک علت کے جو موثرہ ہو جواز مین وہ قضا ہے اور یہ لاحق کرنا
خبر دے تو مجھکو اگر ہوتا اوپر باپ تیرے کے قرض پس ادا کری تو اوسکو پس کفایت
کرتا وہ تجھکو اوسنے عرض کیا کیون نہین پس فرمایا کہ قرض اسکا بہتر اور احق ہے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کو فسخ فرمانا ہیں ساتھ حقوق بالیہ کے قیاس
ہے ۔ اور روایت کی ہے ابن صباغ نے جو معظم اصحاب شافعی
سے ہے اپنی کتاب میں جسکا نام شامل ہے قیس بن طلق اور قیس نے
اپنے باپ طلق بن علی سے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور میں گویا کہ وہ بدوی تہا اور عرض کیا یا نبی اللہ ما ترے
فی مس الرجل ذکرہ بعد ما توضاء فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم
نے هل هو الا بضعة منه ۔ اور اسی قبیل سے ہے جو
پوچھا تہا لوگوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ اگر کسی نے
کسی عورت کے ساتھ نکاح کیا بغیر ذکر مہر کے تو اوسپر مہر واجب ہوگا
یا نہیں؟ اور اگر واجب ہوگا تو کتنا؟ پس کہا اونہوں نے کہ مجھے ایک
مہینے کی مہلت دو کہ اجتہاد کروں اپنی رائے سے اگر صواب ہوگا
تو منجانب اللہ ہے اور اگر خطا ہوگی تو ابن ام عبد سے ہوگی بعد ایک مہینے
کے کہا کہ میری رائے میں اوس عورت کو مہر مثل دینا چاہئی لا وکس
فیہ ولا شطط یعنے نہ اوسمیں زیادت ہے نہ نقصان ۔
اور شروط صحت قیاس کے پانچ ہیں ۔ ایک یہہ کہ نہو مقابلہ میں
نص کے ۔ دوسرے یہہ کہ نہ متضمن ہو کسی حکم کے تغیر کو احکام نص سے
تیسرے یہہ کہ معدی ہو طرف ایسے حکم کے جو معقول المعنی نہو ۔

چوتھے یہہ کہ واقع ہو تعلیل واسطے حکم شرعی کے نہ واسطے امر لغوی کے ۔ پانچوین یہہ کہ نہ ہووے فرع منصوص علیہ کے ۔ مثال اوس قیاس کی جو مقابلہ نص کے ہو یہہ ہے کہ کسی نے حسن بن زیاد سے سوال کیا قہقہہ فی الصلوۃ سے تو کہا اونہون نے کہ ناقص وضو ہے پہر کہا سائل نے کہ کوئی شخص اگر نماز مین محصنہ کا قذف کرے تو نماز توٹیگی وضو نہ توٹیگا باوجود اسبات کے کہ قذف محصنہ جنایتہً اعظم ہے قہقہہ سے تو یہہ قیاس سائل کا مقابلہ نص سے ہے جو حدیث اعرابی ضعیف البصر ہے کہ الا من ضحک منکم قہقہۃ فلیعد الصلوۃ والوضوء جمیعا ۔ اور مثال دوسری (یعنے اوسکی جو متضمن ہو تغیر کسی حکم کو احکام نص سے) یہہ ہے کہ نیت کو شرط ٹہراے وضو مین بالقیاس علی التیمم اور یہہ موجب ہے تغیر آیہ وضو کو اطلاق سے طرف تقیید کے اور مثال تیسرے کی (یعنے جسکی معنی معقول نہین ہونے) یہہ ہے کہ جایز رکہا ہے شارع نے وضو کو نبیذ تمر سے اوسپر قیاس کر کے دوسرے نبیذ سے وضو درست نہین ۔ یا مثلاً شارع نے حکم دیا کہ اگر نماز مین حدث ہو جاے تو اوسی نماز پر بنا کرے اسپر کیسیکا قیاس کہ اگر نماز مین کیسیکا سر توٹ جاے یا نماز مین احتلام ہو جاے تو اوسی نماز پر بنا کرنے جایز نہین اسواسطے کہ حکم اصل مین معقول المعنی نہین ہے پس محال ہے

تعدیہ اوسکا طرف فرع کے — اور مثال چوتھی کی (یعنے وحکم ہووے
تعلیل بحکم شرعی نہ بامر لغوی) یہہ ہے کہ سارق کو سارق اسواسطے کہتے
ہین کہ لیا اوسنے مال غیر کو بطریق خفیہ پر نباش مین دیکھا کہ وہمین بھی
یہہ معنی پائے جاتے ہین تو بالقیاس اوسکا نام بھی سارق رکھا جیسا
کہ عرب لوگ کہوڑیکو ادہم کہتے ہین بسبب اوسکے کالے ہونیکے اور کمیت
کہتے ہین بسبب اوسکے سرخ ہونیکے پس اگر جاری ہوجاوی مقایسہ اسامی لغویہ
مین تو جائز ہوگا اطلاق ادہم کا زنجی پر بسبب کالے ہونے اوسکے اور کمیت کا
بار جیرخ پر بسبب اوسکی سرخی کے اور یہہ بات موذی ہوگی طرف ابطال اسباب
شرعیہ کے اور مثال پانچوین کی (یعنے اوسکی کہ نہووے فرع منصوص علیہ) جیسا
محصر محرم حلال ہوجاوے بالصوم بالقیاس علی المتمتع ہمارے نزدیک جایز
نہین اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی (فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ
و علی ہذا القیاس — دیکھو ان مسائل مین سوا امنا صدقنا کہنے کے عقل کا کیا
دخل ہوسکتا ہے یہہ ایسی پکی باتین ہین کہ اونکا انکار وہی کریگا جو عقل سے
بے بہرہ ہو — اور ان دونون مسلکونمین (یعنے عقل کو جسمین دخل تہا
اور جسمین نہ تہا) اسلئے ہمنے تفصیل کی کہ دو چار مسئلون مین تو کبہی بیوقوف سا
بیوقوف بہی سیدہی بات کہہ جاتا ہے اور بڑے سے بڑے قول پر کبہی کوئی
نادان بہی اعتراض کر بیٹہتا ہے مگر وہ دو چار سیدہی باتین کہنے والا

اور دو چار اعتراض کرنیوالا کچھ اہل شعور و تمیز میں شمار نہیں کیا جاتا —
اب تمکو اور جنکو تمہارے اغوا سے بے راہی ہوگئی ہوگی کچھ ڈھے کی کیلیے
ہوگی تو معلوم ہوجائیگا کہ یہہ دین نہایت مستحکم ہے اور دین والے بنہایت
ہوشیار ہیں بے سمجھے اس دین کو قبول نہیں کیا اور تمام جزئیات کو جو منصوص
تھے اپنے حال پر رکھا ازانجملہ ترتیب قرآنی بھی ہے کہ قرن اول کی مقبول
ہے جو خیر القرون ہے ایماناً و اسلاماً و احساناً و شرفاً و عزاً و
تفقهاً و فہماً و درایةً و روایةً و عدالتاً و حفظاً و ضبطاً و
کراماتہً و فضلاً و قبولاً و قرباً اور جن قرن والونکی مدح میں اللہ تعالیٰ
و تقدس فرماتا ہے سورہ ذاریات میں اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ
وَّعُيُوْنٍ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ
كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ
وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ اور سورہ انبیا میں فرماتا ہے
اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ
لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ
اور سورہ سجدہ میں فرماتا ہے اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا
بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ
تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور سورہ مجادلہ میں فرماتا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا
يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ
لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ
كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ
رَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
اور اسکے سوا قرآن پڑھنے اور سمجھنے والے کو معلوم ہو سکتا ہے کہ سارا
قرآن اون لوگونکی مدح سے مالامال ہے یہ وہ حضرات تھے کہ جنکے طرف
جواب ملائکہ میں اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کا اشارہ فرمایا ہم کیا منہ
رکھتے ہیں جو اونکی مدح وثنا کریں اللہ ورسول اونکی مدح کو بس ہیں اَللّٰهُمَّ
اَمِتْنَا عَلٰی حُبِّهِمْ وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِهِمْ وَاَوْرِدْنَا الْحَوْضَ
مَعَهُمْ وَاسْقِنَا بِكَاسِهِمْ وَانْفَعْنَا بِمَحَبَّتِهِمْ اٰمِیْن
اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی صَاحِبِ
الْوَصْفِ الْاَکْمَلِ وَالْقَامَتِهِ الْاَعْدَلِ وَالنَّبِیِّ الْمُفَضَّلِ
وَالرَّسُوْلِ الْمُبَجَّلِ ذِی الْوَصْفِ الْجَمِیْلِ وَالطَّرْفِ
الْکَحِیْلِ وَالْکَوْثَرِ وَالسَّلْسَبِیْلِ نَاسِخِ التَّوْرٰاةِ وَالْاِنْجِیْلِ
سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَشَفِیْعِنَا وَحَبِیْبِنَا وَمَلَاذِنَا وَمُطَاعِنَا

وهادینا ومرشدنا وباعث خلقتنا وسبب ایجادنا لولاه لما
اظهر الله ربوبیته ۔ اشعار از نتیجه طبع گهربار حضرت استادی
مدظله العالی شفیع المذنب المفلس العدیم ؛ نبی الرحمة اکبر الرحیم ؛
رسول الله ختم الانبیاء ؛ حبیب فی الشفاعت واللواء ؛ ضمانه دار
گنهگاران امت ؛ طرفدار تبه کاران امت ؛ یکے را مثل او
گفتن حرامست ؛ که بروی نعمت یزدان تمامست ؛ گذشت از ماسوای اسم
پایه او ؛ همه عالم بزیر سایه او ؛ ولغیره چابک قدم بساط افلاک ؛
والاگهر محیط لولاک ؛ قدرش بزمانه ماه واکلیل ؛ نورش بفلک چراغ وقندیل
خاکی وباوج عرش منزل ؛ امی وکتابخانه در دل ؛ دارنده حجت الٰهی
داننده سر صبحگاهی ؛ تفسیر دو کون ز ذات او ؛ تفسیر دو حرف آیات او
سرجوش خلاصه جهانی ؛ سرچشمه آب زندگانی ؛ از ذات
کبریا موید ؛ سرلشکر انبیا محمد ؛ صلی الله علیه وسلم ؛ ولله در قائل
شهدت علی ان لا نبوة بعده ؛ وان لیس حی لعده بمخلد
واول من تنشق عنه ضریحه ؛ وخیر الورى الهادی
المشفع فی الغد ؛ واکوابه مثل النجوم وحوضه ؛ وترداده فاذوا
باعذب مورد ؛ فیا خیر مبعوث الی خیر امة ؛ ومن خص
بالدین القویم الموید ؛ سالتک یا خیر الانام شفاعة

بها ارتجي سؤلي وابلغ مقصدي ؛ عليك سلام الله يا خير
مرسل ؛ واشرف مخلوق واكرم سيد ؛ وعلى آله واصحابه
وازواجه وذرياته وعلماء امته وجميع من آمن به
شعر فعليه صلى ربنا ما ناح في القضب الهزار ؛ وعلى
جميع عبيده ما زمزم الحادي بشار ؛

ثم جواب شطحيات مشرف على كفله غير خائف من
حلول رمسه مشتري الظنين وبايع اليقين الآخ
عن جراح الموت وناس الرحيل الفوت ذي
قلب صليب وداء غريب لا يميز الساقي من
الراقي ولا يدري عند الرحيل ما يلاقي
من ارباب الزيغ والعناد ومن المقربين في
الاعتقاد

تقریظ من اشتہرت شمس فضلہ بین الانام وعلی صیتہ عند الاقران من خاص وعام امام الفضلا وتاج النبلا حضرت مولانا واستاذنا السید شاہ محمد عبد الحق شمس العلما متعنا اللہ بوجودہ وحیاتہ ومد علینا ظلال برکاتہ آمین یا رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمداً للسامد للداھر وشکراً للجابر الکاھر وصلوۃ علی المکرام لکل کارم وسلام علی المجتمع لجل المکارم وبعد فان لعض احماء الاجوریین الذی اعور فی الدین المتین واکماء الحد دفی کرد الودح المحلی فی الکتاب المبین واودح کل الدس ولولا کان بالدھاء تزتیبا وماخاف من مسباطب العرام الدوحانی المحمد تحامنیا وتحیر فی سداء السمود

وعتو بذیل الصلف ود رکض فی میدان الماس
وغرق فی دماء الابلاس وغفل عن الحمام والسعود
سبحان من مسلم معدق للمکاء لو الدلوع عن صرح
الایمان بالجنس فی تخریب القرآن وعرد الی
خروج الکفر عن معمر ترتیب الرحمن فلله در
وعام حصار الرزائد وصدر وسدالفتانة الاحمس
السلطی فی حمایة السماء حاسم الاهواء مبطل الهراء
الولد السامک المرحوم السید النبیل یوسف الحسینی
المحرز لشتات العلوم انه طارد علی اهل المدروس
المفهور والملد المکهور فقطع دابر الظلوم الجهول الکفور
والحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام
علی سلطان الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین

شفیع المذنبین سیدنا و مولانا و نبینا محمد و علی
آلہ و اصحابہ اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین

هذا ما حرره العلامة النبيل والفهامة الجليل زبدة
اذكياء العصر والزمان فائق على الاماثل والاقران
جامع المعقول والمنقول ينابيع الفروع والاصول الذي
فيضه كبحر الجاري المولانا المولوي الحافظ السيد
غلام غوث الشطاري منع الله بك ودام فيضه
الطالبين والتجى منه الى يوم الدين

بسم الله الرحمن الرحيم

حامداً ومصلياً

انما القرآن تنزيل على ختم الرسل ۞ جاء جبريل مرة جا من الله العليم
كان مكتوبا قديما محدث تنزيله ۞ كل لفظ منه محفوظ بترتيب قديم
جاهل من فرط جهل مدع ترتيبه ۞ محدث من عند عبد ليس
فاصد تبديله تغييره مما عليه ۞ ذاك كفر اى كفر منجر نحو الجحيم

هو ذو علام دهر كامل في علمه :: وهنه ذهن فهيم طبعه طبع سليم

سيد فرد مسمى ابن يعقوب النبي :: اي ابن ابنه الصلب نور ما القوم الكرام

ذو الة مجموعة رسائل بين لشرفاء :: شانه خلق عظيم فضله فضل جسيم

قد اجاب الخصم اسهاما على وخرسه :: اظهر المقصود من هذا الجواب المستقيم

فيه دمغ للاكاذيب التي قد قالها :: منكر الترتيب باعث صاحب القلب السقيم

كل مضمون صحيح قوله قول فصيح :: ظاهر ما فيه من حسن ومن خير عميم

حين رمت الارخ ناداني منادٍ بالولا :: ذا جواب قد يحق الحق بالوجه القويم

١٣٠٨ هجری

وله ايضاً

ذا جواب كله فصل الخطاب :: ذا كتاب جله لب اللباب

فيه اظهار لحق وافيا :: مستدل من حديث وكتاب

من فقيه ذي كمال عالم :: يا له من رتبة خير الثواب

حينما فكرت في تاريخه :: قال لي من مثله الهام الصواب

قل بقطع الراس من اعداءه :: فيه حق ثابت نعم الجواب

١٣٠٩ هجری (١)

(١٣٠٩ - ١ = ١٣٠٨)

وله ایضاً بالفارسیة

چو شد تصنیف این والا کتابے ؛؛ پی ترتیب قرآن خوش جوابے

همه ماخوذ از قرآن و سنت ؛؛ ز بحر علم هر فصلش حبابے

بهر لفظش هویدا اشارهٔ معنی ؛؛ وزان اقمار خوشش مغز و لبابے

بباغ حسن فقراتش شگفته ؛؛ گل مقصود هر جا چون گلابے

برای تشنگان در جام تحقیق ؛؛ رسد از ساقیش خالص شرابے

ز هر تقریر او مضمون شیرین ؛؛ چکد مانند باران از سحابے

بهر مضمون دُر بینی که آن دُر ؛؛ نیابی در صدف جز انتخابے

چنین از فیض آن عالی نهاد است ؛؛ کزو بهره برد هر فیض یابے

معزز سید یوسف حسینی ؛؛ سیادت هم فضیلت انتسابے

ادیب کامل و خوش خلق عالم ؛؛ که دارد فضل و کامل نصابے

پی تاریخ تصنیفش نوشتم ؛؛ ز تحقیق ادق روشن جوابے

١٣٠٨ هجری

هذا ما کتبه الماهر مضمار المنقول والمعقول سبّاق
غایات الفروع والاصول العالم النبیل الاوحد
والفاضل الجلیل الامجد الذی ذاته کالشمس الاظهر
المولانا الحاج المولوی الحافظ السید عمر حفظه الله عنه

كل سوء وشر بجاه النبي سيد البشر ورفقاه
على ذروة العز والجاه واوصلنا الى غاية ما تمناه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله منزل القرآن المجيد الذي لا يأتيه الباطل
من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد
المعجز عن الاتيان بمثله كل بليغ وفصيح وقريب و
بعيد المرتبة آياته بتوقيف منه سبحانه وتعالى
كما وردت به الاحاديث واجتمعت الامة على هذا
القول السديد والصلوٰة والسلام على الشفيع
يوم تاتي كل نفس معها سائق وشهيد وعلى
آله الذين سبقت لهم العناية بالتطهير بدلالة قوله
انما يريد وعلى صحبه الذين فضلوا الناس كما
فضل الطعام الثريد وعلى مجتهدي هذه
الامة خصوصا المنحصر فيهم وجوب التقليد
وعلى اولياء الله سيما سيد الاولياء غوث الثقلين
فرد الفريد القائل من امر الله قدمي هذه على
رقبة كل ولي الله وذلك من فضل المولى على

خاصة العبيد فمن اقتدى بهم واحبهم فهو المهتدي
والسعيد ومن خالفهم وابغضهم فهو في النار مع الشيطان
المريد اما بعد فقد اخذ الله ميثاق الذين اوتوا الكتاب لتبيننه
للناس ولا يكتمونه وها نحن في زمان رق فيه الورع
وقل فيه الخشوع وحمل العلم مفسدوه فنطقوا فيه بالهوى
وحرفوا الكتاب بالتفسير وما لم يستطيعوا تحريفه كتموه
لا سيما هذه الفرقة النجدية التي لفقت كثيرا من خرافات
القول باللسان الهندية وذكروا فيها عقائد مخالفة
لاهل الاسلام فضلوا واضلوا العوام فمنهم من
يعد رتبته سيد المرسلين مساوية برتبته ومنهم
من يمنع شد الرحال الى زيارته ومنهم من ينكر شفاعته
لاهل الكبائر ومنهم من يحسبه جمادا لا يحتجب عن
البصائر ومنهم من يحرم تقليد ائمة المجتهدين
ومنهم من ينسب الى الشرك من توسل واستعان
باحد من الاولياء والصالحين ومنهم من
تقول على الله رجل في هذا الزمان وزعم ان مرتب
القران سيدنا عثمان واتهمه بانه اسقط منه

حيث ترتيبه القديم الكثير لما فيها من علائم تبديل الوقف
او التكرير وخلط آيات صفات الله في آيات آلائه
الكريمة فصار ترتيب القرآن ناقصا يقتضي تقويم سياقه
القديمة وارادت مرتبة البليد على ترتيب جديد
كلا والله فان الله حافظ لكتابه من التحريف والنقصان
والزيادة فلا يستطيع الملحدون يريدون ليطفئوا
نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون
كيف لا وهو القائل انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون
وقد رتبه الله تعالى بواسطة جبريل فلا يمكن ان
يوجد في ترتيبه تغييرا وتبديل كما اخبر في قوله
تعالى علوا كبيرا ولو كان من عند غير الله لوجدوا
فيه اختلافا كثيرا ويؤيده ما رواه اجلة المحدثين
كالامام احمد والترمذي وابي داود وكان اذا انزل
عليه شيء دعا بعض من كان يكتب فيقول ضعوا هؤلاء
الآيات التي يذكر فيها كذا وكذا كما بين العلامة الجار
بهذه الكتاب واوضح ورد بها على منكري الترتيب
وافصح واظهر انوار الحق وصرح وكشف ظلمات الباطل

ثم خرج ووقع ذلك العدد الى الاسماع انواع البديع
وزين محسنات الكتاب بالترصيع والتسجيع كيف
لا ومصنفها من اهل البراعة واللسن وشيمته
لف النشر ونشر المحسن ودأبه مع الناس الى القول
بموجب المدح مائل وعلم التورية في الكلام من اخفاء
الحق وابطال الباطل له الى الحق رجوع والتفات
وبالجملة فقد حاز جميع جميل الصفات ماحي الطغيان
حامي حمى القرآن الذي قصم ظهور الملحدين وارغم
انوف الضالين الحبر المدقق والنحرير المحقق صفوة العترة
الطاهرة ومنبع المناقب الباهرة مؤيد الدين نفائس البراهين
السالك النهج القويم الكريم ابن الكريم ابن الكريم سمي
من سجد له احد عشر كوكباً والشمس والقمر ووالده
سمي والده مستغني اسمهما من ان يذكر ولله در من قال

جعلوا لابناء الرسول علامة

ان العلامة شان من لم يشهر

نور النبوة في كريم وجوههم يغني الشريف عن الطراز الاخضر

وسمي كتابه

نسبت اشتقاق و نحو حقیقت ۱۳۰۹ — ہمی سنکہ بعون خاطر ۱۳۰۹

شد شعر و ۱۳۰۹ — نفع شنیدہ اہل سخن ۱۳۰۹

قالہ بلسانہ وکتبہ ببنانہ المفتقر الی رحمۃ اللہ الاکبر المدعو
محمد عمر کان اللہ لہ

ھذا ما قرظہ الادیب المسفع والخطیب المصقع الذی فخر
الامجاد وبرع الامجاد ذی النعم والایادی المولانا المولوی
میرزا صادق علی بیگ صاحب الاورنگ آبادی سلمہ اللہ
تعالی الھادی

تقریظ

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا قیما
لینذر باسا شدیدا وجعلہ معجزا علی لسان عبدہ لا یاتیہ
الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید
والصلوٰۃ والسلام علی خیر مبعوث نبع من وجنۃ اللسن

فی الوجود ٭ ونبع من منبع السماحة والجود ٭ محمد صلی الله
علیه وآله خیر من هدی بالارشاد وافصح من نطق بالضا
وافضل داع الی سبیل ربه واکمل واع لکلمات ربه و
حمز هاف عتبه تاج ارباب العمائم واحسن من البس
العمائم واقلته قوائم صلی الله علیه وعلی آله بدور
وصدور الکرامة الی یوم القیامة وصحبه اولی المناقب
وذوی المجادات والمناصب علیهم برکات الله ما
شدی الشادی وحدی الحادی

وبعدُ

فلمّا تاملت ما املاه الحبر الادیب والفاضل الاریب ٭
الاورع الاجید لیعقوب السید یوسف بن اسمٰعیل
یعقوب المشهور عند الناس باورنگ آبادی ادام الله
وانعم علیه بالایادی ما انعقد لنا دی وسال الوادی
قد رد علی من اراد التحریف وعاضد الدین القویم
بما یحمل من امثاله نظل وریف من یاتیه الله الخبیر اللطیف
کیف لا وهو یوسف وقد قالت العرفاء بان الاسماء
تنزل من السماء وقال الواصلون فی السلوک والسیر

والعارفون حق النفس الخبر ان بابه اليقين ثمره والود
دو والود ثمره سبب السكر وسبب السكر ثمره فناء الفناء وبه
تمام السلوك واجتمعت الاخرى فظهر منها يوسف ولذا
كان اول معشوق ومحبوب من الانبياء

شعر

عليهم سلام الله ما ذر شارق :: وما لاح من افق المدينة بارق

تم تراءيت ما صنيه كتابه وودعه خطابه وترس اهابه
واملاء جرابه فرايت انها معالی فی البیان بلیغ الشان
وحرنبه للحفظ والصيانة عن العدوان وانها خير
ملخص لمفتاح الديانة وخير قفزة في جملتين الوصل
بالحق والفصل عن الباطل بكمال الرزانة وان الجمع
هذا مع وجازته حايز لكل ما يدرك الانفس وفيه ما
تشتهيه الانفس وتلذ الاعين فبا النفس والعين
يدرك مدحه ويذم من العاقل قدحه وحديرفي معر
فيته بقول شارح الثناء عليه ومحل دالتجيد اليه
فان الحواس الخمس كليات تنادى بالجهر لا الهمس
ان هذا المجموع منطق فصل عند التحقيق وكل من

النصف فلا مناص له بعد التصور الا الانصاف

فجزی الله کاتبه وراتبه وخیب کاتبیه وقاتبه

گویا سعدی کاکوری که بیش از نصف ثانی اسم خود کوری نباشد

واز رفیع الدین لقب از قبیل اضداد که خفیض الدین است اراده

ناقصی فرموده وابواب اصابه سهام بر هدف نفس خود کشوده ودلو

بیدادی داده دنیا را بیالم العقبی غافل نهاده و ترتیب و ترکیب

وحسن نظم در اسالیب که کتاب الله المنزل علی نبیه المرسل در

اقصی درجه کمال است بطوریکه مدعی تحدی بجدی در هر عرض وطول

کرنمی توان ازان شرح یکی از هزار یا عشر عشیر از اعشار رموز اقسام

نظام را این کلام بدیع چنان حاوی است که محسنات بدیعیه بران

نثار اند و در غرر جمل دلربایش اقسام باستخدام کلمات بلغای منطوی

است که معترف بعجز از اتیان بمثلش در همه اهل روزگار و فصحای

عدنان وبلغای قحطان با همه ادعا بنتها عاقبت در تقابلش بعجز

گرائیده و سرکشان معانی و بیان در میدان تناضلش دماغ

مالیده و پیشانی بر زمین سائیده اند اگر جاهلی نادان از قبیل

این هنبقه خود را در عداد سفیه یا حمقه منسلک گرداند و خر لنگی در مقابل

خنگی جهاند ضرر آنکه اضحوکه اطفال و العوبه ارباب قیل و قال گردد چه

نوانند بود سبحان الله از بد و بعثت خیر انبیا تا بحال که یکهزار و سه صد و هشت سال است هیچ ذی شعوری از اجانب و اقارب عالم یا جاهل ناقص یا کامل ملک یا مملوک جلیل یا صعلوک وضیع یا شریف قوی یا نحیف فصیح یا عجمی بلید یا بلیغ یا کند فهم غبی رشید نشد که بیکه در نظم و ترتیب یا اسلوب و ترکیب این کلام معجز نظام بجز اعتراف العجز چیزی گوید یا راه تصرف ناجایز چنانچه کاکوری پوئیده است بپاسے عبارت پوید بهتر انست که انسان خرق اجماع را هرگز داعی نباشد و برای خود عقلاد را دشمن جانی عبث نتراشد و صرف برای اشتهار در چاه زمزم نه اشا نشد عقول ناقصه را که مایل باعوجاج اند باستقامت اوردن تا قیامت نخواهد شد و معوج الخلقه هرگز باعتدال روی نخواهد آورد چنانچه قول افلاطون است در قنوت که اللهم مالت نفسی الی الاعوجاج فخلها الی الاستقامة فان المعوج لا نهاية له استعاذه افلاطون را ما بنعوذه هر زمی اعوجاج میکنیم و در خیرخواهے بر روی کاذخیر طلبان می زنیم

ذلك لذكرى لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهيد

وما ربك بظلام للعبيد

قطعه تاریخ کتاب

دمغ الاکاذیب لباغی التکذیب

از نفحات خامهٔ فیض شمامه یکتا زمعانی سخنوری یادگار
خاقانی و انوری طره کشای موشگافیهای سخن تازه
کش رخساره این فن آبروبخش گوهر سخندانی قلزم جواهر
تازه معانی نیّر تابان سپهر مجد و معالی مولانا المولوی محمد مظفر الدین
صاحب المعالی دام ظله علی رؤس الطالبین و قام فیضه علی
قلوب المسترشدین قطعه

عزیز مصر جان یوسف حسینی ؛؛ که ذات او بعالم آفتاب است
رقم چون کرد این زیبا رساله ؛؛ کزو هر اهل دانش بهره یاب است
دلیل ساطع و برهان قاطع ؛؛ برای حجت ام الکتاب است
بگفتم ای معلّی سال طبعش ؛؛ جواب تابش افزا لاجواب است

۱۳۰۸